اہلسنت کی پہچان
ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (القرآن)

اہلسنّت کی پہچان

از

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

نام کتاب ......اہلسنت کی پہچان

مصنف......ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

بااہتمام......شیخ محمد سرور اویسی

کمپوزنگ......ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

تعداد......1100 سن اشاعت......نومبر 2009ء

صفحات...... ھدیہ......

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر ا، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور مکتبہ فیضان مدینہ گھگڑ

مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں رضا بک شاپ گجرات

مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ مکتبہ حافظ الحدیث بھکھی شریف

مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ

اویسی بک سٹال گوجرانوالہ 03338173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز 6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042,7115771=03219407699

انتساب

حامئ سنت ماحئ بدعت

امام اہلسنّت مجددِ دین وملت

مخزن علم وحکمت عظیم البرکت

حضور سیدنا اعلیحضرت

الشاہ امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی

قدس سرہ العزیز

کے مبارک نام!

جنہوں نے حق وباطل میں ایک خط امتیاز کھینچ دیا

اہل حق کو اصلی اور نقلی سنی کی پہچان کرادی، حتی کہ آپ کی نسبت ''بریلوی'' ہی دور حاضر میں اہلسنّت کا ''علامتی نشان'' قرار پائی۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

نیاز مند

/

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

03007422469

فہرست مضامین

ظظظ

تقریظ

استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا

حافظ محمد خاور حسین نقشبندی زید لطفہ

ناظم تعلیمات جامعہ نعمانیہ رضویہ سیالکوٹ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن شھدآء کے خون اور علماء کے قلم کی سیاہی کا باہم وزن کیا جائے گا (کہ ان میں سے کس نے زیادہ اسلام کی خدمت کی) تو علماء کے قلم کی سیاہی کا وزن شھدآء کے خون سے بڑھ جائے گا۔ (جامع صغیر)

دین اسلام کو کھوکھلا کرنے کے لیے بڑے بڑے فتنے آئے، طوفان اور بجلیاں بن کر خرمن اسلام پر گرے، لیکن علماء حق اور صوفیاء اسلام نے کوہ استقامت اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا یہ فتنے مختلف روپ دھار کر دین اسلام کو گزند پہنچانے کے لیئے مزموم سازشیں کرتے رہے، بظاہر اسلام اور قرآن کا نام لینا اور دین کا دردمند اور محب بننا، مگر بباطن آہنی ہتھوڑوں اور تیشوں سے اسلام کے قلعہ کو مسمار کرنا اور بانی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا، قرآن پاک کے ترجمہ وتفسیر میں من مانی تاویلات کی قینچی چلانا اور سیدھے سادھے لوگوں کو مکروفریب کے جال میں پھنسانے کے لیے اسلام اور قرآن کا نام لے کر دھوکہ دینا یہ ان کا بڑا خطرناک طریقہ واردات ہے۔

علماء حق اور صوفیا کرام نے ان فتنوں کی بیخ کنی کے لیے ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور ان کا مکروہ

چہرہ بے نقاب کیا اور ان کے زہریلے عزائم کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے انتھک کوششیں کیں جو تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

موجودہ دور میں اہل باطل نے جس شد و مد سے کام شروع کیا ہے وہ بظاہر بڑا پرکشش ہے کسی کو مال کی فراوانی، کسی کو نوکریوں کا لالچ، کسی کو خدمت خلق اور خدمت اسلام کے نام پر چکر دے کر ایمان کی قیمتی متاع کو لوٹا جا رہا ہے۔ بھلا ہو حضرت علامہ ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب دامت برکاتہ کا جو علماء حق کی صف میں کھڑے ہو کر باطل کے ایوانوں کو قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے دلائل قاہرہ اور حجج باہرہ سے لرزہ براندام کر رہے ہیں۔ آپ کے علمی و تحقیقی کام قابل داد ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور سرکار مدینہ ﷺ کی نظر عنایت اور آپ کے شیخ کامل کا فیضان ہے۔ ہمہ وقت دین متین کے محاذ پر کھڑے ہو کر باطل سے پنجہ آزمائی اس انداز سے کی کہ

ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں　　تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

آپ کی تازہ کاوش ''اہلسنت کی پہچان'' اس اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ آج کل کچھ حضرات اپنے تئیں اہلسنّت لکھوا کر سنی مسلمانوں کو جھانسا دے رہے ہیں۔

علامہ ساقی صاحب نے جعلی اہلسنّت کی جعل سازیوں کی خانہ تلاشی لی ہے اور ان کے عقائدہ باطلہ، افکار فاسدہ کو طشت ازبام کیا ہے اور صحیح اہلسنّت کی تصویر دکھائی ہے میری دعا ہے کہ اللہ جل وعلا آپ کے زور قلم میں اور زیادہ قوت پیدا فرمائے اور آپ کی اس سعی جمیلہ کو مقبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

محمد خاور حسین نقشبندی
ناظم تعلیمات جامعہ نعمانیہ رضویہ شہاب پورہ سیالکوٹ
خطیب جامع مسجد قاری صاحب محلہ نیکا پورہ سیالکوٹ

تقریظ

فاضل ذیشان، حضرت علامہ مولانا
صاحبزادہ سید علی رضا شاہ زید فضلہ
صدر نعمانیہ علماء کونسل سیالکوٹ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

چکی کے پاٹ کے لیئے وہ خطرناک وقت ہی ہوتا ہے جب وہ اپنے مرکز سے سرک جائے، آج کے انسان کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے ہمارا مرکز کون سا ہے جس مرکز پر اکٹھے ہو کر تمام مسلمان ایک عظیم قوت بن سکتے ہیں۔ وہ مرکز ہے ذات مصطفی ﷺ۔ قرآن وحدیث کے بحر بیکراں میں جواہر بے بہا اس امر کے شاہد ہیں اور تاریخ اسلام کے صفحات پر جابجا بکھرے ہوئے واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ عشق رسول ﷺ کی چنگاریاں ہمیشہ سے مومن دلوں کا عزیز ترین اثاثہ رہی ہیں ایمان کا اولین تقاضہ بھی یہی ہے کہ دنیا کی ہر شئے اور کائنات رنگ و بو کی تمام رعنائیاں آپ کے نعلین پاک سے نسبت رکھنے والی گرد پر نثار ہو جائیں اس کے باوجود حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

حضور تاجدار کائنات ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال محبت اس چیز

کا زندہ ثبوت ہے کہ ایمان کا مرکز ذات مصطفی ﷺ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک اس عقیدے پر کاربند جماعت کو اہلسنّت و جماعت کہتے ہیں اور پہلے تمام مسلمان اسی عقیدے پر کاربند تھے۔ جس کا اقرار غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی کیا ہے کہ آج سے اسی سال قبل سبھی مسلمان اسی خیال کے (انہی عقائد والے) تھے جن کو آج حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص ۴۰)

بدعقیدہ لوگوں نے جب دیکھا کہ حق پر جو جماعت ہے وہ تو اہلسنّت و جماعت ہیں جیسا کہ تہتر فرقوں والی حدیث سے ثابت ہے تو انھوں نے بھی اپنے آپ کو اہلسنّت کہنا اور لکھنا شروع کردیا۔ جس کا واضح ثبوت وہابی مولوی عبدالغفور اثری سیالکوٹی کی تصنیف ''اصلی اہلسنّت'' ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مناظر اسلام، محقق اہلسنت، مصنف کتب کثیرہ ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدمجدھم کو یہ توفیق مرحمت فرمائی کہ آپ نے ''اہلسنّت کی پہچان'' نامی عظیم کتاب لکھ کر باطل کی صفوں میں زلزلہ برپا کردیا ہے۔

؎ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

سید علی رضا شاہ

خطیب جامع مسجد حنفیہ غوثیہ میانہ پورہ سیالکوٹ

31 جولائی 2009ء

تقریظ

از

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا

محمد کاشف اقبال مدنی قادری زید مجدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلسنت کی حقانیت احادیث وآثار کے بے شمار دلائل سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر پوری امت مسلمہ عقائد اہلسنّت پر کاربند رہی ہے۔
کچھ عرصہ سے بدمذہبوں نے بھی اپنے آپ کو اہلسنّت کہلوانا شروع کر دیا ہے حالانکہ عقائد اہلسنّت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پرفتن دور میں ہر باطل و بے دین فرقہ اپنے کو سنی کہلوا کر اصل سنیت کو ختم کرنے کے چکر میں ہے اللہ بھلا کرے ہمارے برادر مکرم، مناظر اسلام، فاضل اجل، عالم بے بدل، مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ صاحب کا جنہوں نے دور حاضر کے اس عظیم فتنہ کا ردو ابطال کر کے دلائل قرآن وسنت سے اہلسنّت کی پہچان کرائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ سواد اعظم اہلسنّت (حنفی بریلوی) کے وہی عقائد ہیں جو پوری امت مسلمہ کے دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چلے آرہے ہیں۔ جن کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمائی ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ کا اپنے کو سنی کہلوانا نرا جھوٹ ہے وہابی دیوبندی اکابر اپنے کو فخر کے طور پر وہابی کہتے رہے ہیں مناظر اسلام مولانا موصوف نے دیوبندی اور وہابی عقائد کو ان کی کتب معتبرہ سے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ اسلام واہلسنّت کا نام لے کر خداو رسول سے دشمنی کر رہے ہیں۔ مولانا موصوف کی تحریر نئی نسل کو گمراہی کے اس گڑھے سے بچانے کے لیے اچھی کاوش ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مولانا موصوف کی اس تحریر کو عام کیا جائے جہاں ہم محافل ایصال ثواب میں طعام ولنگر کا بندوبست کرتے ہیں وہاں ایسا فکری لٹریچر بھی تقسیم کرنا چاہیئے اور یہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔

دعا ہے کہ مولا کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے واسطہ جلیلہ سے اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کتبہ

محمد کاشف اقبال خان مدنی قادری

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

جولائی ۲۰۰۹ء

پیش لفظ

از

فاضل جلیل جناب محترم پروفیسر

محمد عرفان بٹ قادری حفظہ اللہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہٖ و اصحابہٖ اجمعین

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

"ہم حق پر ہیں"، "ہم فرقہ ناجیہ ہیں"۔ تقریباً ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد یہ نعرہ بلند کرتے ہیں اور خود کو اہل حق گردانتے ہیں اس صورت حال میں ہر فرد پریشان ومضطرب ہے اور وہ یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ وہ کس جماعت کو اپنائے اور کس جماعت کے ساتھ وفاداریاں نبھانے کا دعوٰی کرے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اہل حق اور اہل باطل کی پہچان اتنی مشکل ودشوار نہ تھی۔ نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کے غلام مسلم، مومن ایسے حسین وجمیل اسماء سے پہچانے جاتے جبکہ سید الانبیاء ﷺ کے باغی کافر، منافق ایسے قبیح الفاظ سے پکارے جاتے۔ لیکن شومئ قسمت کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے بدطینت افراد بھی آئے جو خود کو مسلم ومومن کہلواتے لیکن حقیقت میں وہ

اسلام سے عناد وعداوت اور بغض وحسد رکھتے تھے لہذا انھوں نے اپنی زشت خوئی کے باعث دین اسلام جو کہ امن کا پیامبر ہے میں تفرقہ بازی، فتنہ وفساد اور جنگ وجدال بپا کر دیا جس کی وجہ سے اہل اسلام کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ حضور پر نور، عالم ما کان وما یکون ﷺ کو ان تمام حوادثات زمانہ کا باخوبی علم تھا لہذا آپ ﷺ نے اپنے امتیوں کو اس فتنہ کے بارے میں پہلے ہی سے آگاہ فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا (ترمذی ابواب العلم ج ۲ ص ۹۲، ابن ماجہ ج ۱ ص ۵، واللفظ لہ، ابن حبان ج ۱ ص ۱۲۶، دارمی ج ۱ ص ۵۷)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ

(ترمذی ج ۲ ص ۸۹ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص ۲۹۶، ابوداؤد کتاب السنہ ج ۲ ص ۲۷۵)

”میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی ان میں ایک کے سوا سب ناری ہیں۔“

لہذا آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان ذیشان کے مطابق بڑے بڑے فتنے وقوع پذیر ہوئے لیکن ہمارے غمخوار آقا ﷺ نے اپنی امت کو اختلافات کے اس ہجوم میں تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اس فرقہ ناجیہ وجماعت حقہ کو بالکل واضح فرما دیا اور فرمایا کہ بروز قیامت اہل سنت وجماعت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ملاحظہ فرمائیں! ”تفسیر درمنثور“ ج ۲ ص ۶۳ از علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

معزز قارئین!

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول، ہادی عالم ﷺ نے صرف نام بتانے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اہلسنت وجماعت کی مختلف انداز میں پہچان بھی بتادی تاکہ زمانہ مستقبل میں اگر کوئی بدمذہب اپنے آپ کو اہلسنّت وجماعت ظاہر کرے تو مسلمان فوراً پہچان لیں کہ یہ شخص ہرگز ہرگز اہلسنّت نہیں بلکہ کسی گمراہ فرقے کا کارندہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل طرق سے نہایت خوبصورت انداز میں قدم قدم پر اپنی امت کی دست گیری فرمائی:

پہلی علامت: طالب حق کے تردد کو رفع کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ماانا علیہ واصحابی (ترمذی ج ۲ ص ۸۹)

یعنی فرقہ ناجیہ وہ ہے جو میری سنت اور میرے اصحاب کے طریق پر ہو۔

اہل علم حضرات ※※ ماانا علیہ،، سے اہلسنت اور ※※ واصحابی،، سے وجماعت بڑی آسانی سے اخذ کر سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔

(ترمذی ج ۲ ص ۹۲، ابن ماجہ ص ۵، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۹ واللفظ لہٗ، دارمی ج ۱ ص ۵۷)

تم پر میری سنّت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنّت لازم ہے۔

اس حدیث مبارک سے بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ اہلسنّت وجماعت حق پر ہیں کیونکہ حضور ﷺ کی سنّت کے عامل اہلسنت کہلائیں گے۔ نیز صحابہ کرام بالخصوص اصحاب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتباع ہم پر لازم ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مخالف ہے۔

اہل سنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

دوسری علامت: آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۰)

آخر زمانے میں جھوٹے دجال (فریبی) ہوں گے جو تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے کہ نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور ان سے دور رہو، کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

آیئے! اب اصلی اہل سنّت اور اہل سنّت ہونے کے دعوے دار فرقوں کے چند ××× محقق علمائ'' کی باتیں سنیں اور پھر دل پر ہاتھ رکھ کر سچ بتائیں کہ کیا زمانہ نبوی سے لے کر ان گمراہ فرقوں کے وجود سے قبل آپ نے ایسی باتیں کہیں پڑھی یا کسی سے سنی ہیں؟ عبارات کے مفاہیم ملاحظہ فرمائیں!

۱......اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۶، ۲۷۸)

۲......ہر برا کام جو بندہ کر سکتا ہے وہ خدا بھی کر سکتا ہے۔(الجہد المقل ج ۱ ص ۸۳)

۳......اگر آپ (ﷺ) کے زمانے میں یا بعد میں بھی کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔(تحذیر الناس ص ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

۴......شیطان اور ملک الموت کے علم محیط زمین پر دلیل موجود ہے لیکن حضور کے علم محیط زمین پر کوئی دلیل نہیں۔(براہین قاطعہ ص ۵۵)

۵......حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔(تقویۃ الایمان ص ۹۳)(العیاذ باللہ تعالیٰ)

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

تیسری علامت: اپنی بھولی بھالی امت کی مزید راہنمائی کے لیے نبی کریم ﷺ نے بدمذہبوں کا حلیہ بھی بیان فرما دیا تاکہ انہیں حق کی تلاش میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔آپ ﷺ نے درج ذیل کچھ نشانیاں بیان فرمائیں:

☆......سر منڈوانے والے

☆......قرآن کے قاری

☆......صوم وصلوۃ کے پابند

☆......احادیث بیان کرنے والے

☆......شکر سے زیادہ میٹھی زبان والے

☆......مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کرنے والے

☆......دوسروں کو مشرک قرار دینے والے

دیکھیے! بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابن حبان، مسند احمد وغیرہ۔

نوٹ: یاد رہے کہ مختلف کتب احادیث میں مختلف نشانیاں ہیں یہ تمام نشانیاں مجموعی طور پر مذکور بالا کتب احادیث میں سے کسی ایک کتاب میں موجود نہیں۔ (تفصیل کے لیے ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کی کتاب ''خارجیت کے مختلف روپ'' ملاحظہ فرمائیں!)

اس فرقہ کے جد امجد کا حلیہ بھی احادیث میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں!

☆......آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں

☆......گولوں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں

☆......اونچی پیشانی

☆......گھنی ڈاڑھی

☆......سر منڈا ہوا

☆......تہبند اونچا

دیکھیے! بخاری ج ۲ ص ۶۲۴، مسلم ج ا ص ۳۴۰، صحیح ابن حبان ج ا ص ۱۸۶

قارئین محتشم!

اگر کسی کا حلیہ ونقشہ، قول وفعل، گفتار وکردار ایسا ہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا تو پھر فوراً سمجھ جائیں کہ اس کا تعلق فرقہ ناجیہ سے ہے یا فرقہ ناریہ سے۔

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے

تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

اس ابتلاء وآزمائش کے دور میں اہل حق کو پہلے سے زیادہ خطرناک ،متعصب وشریر فتنہ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔لہذا حق کو باطل سے جدا کرنے والی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے علماء کی جماعت میں سے ایک نام ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کا ہے۔آپ اہل سنّت وجماعت کے نوجوان علماء میں علم واستدلال کے اعتبار سے قابل فخر ورشک شخصیت کے حامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔آپ ایک بہترین مدرس، بلند پایہ خطیب، بے مثال محقق اورزبردست مناظر ہیں۔آپ قلم کے خوب دھنی واقع ہوئے ہیں اور جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، براہین کے انبار لگادیتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دلائل کا ایک دریا موجزن ہے۔زیر نظر کتاب ””اہل سنت کی پہچان،، میں علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب نے بڑے محققانہ انداز میں فرقہ ناجیہ اہل سنّت وجماعت کی پہچان کرائی ہے اوراس کے ساتھ ساتھ مخالفین کے عقائد ودجل وفریب کا پردہ خوب چاک کیا ہے۔آپ نے ضمنی طور پر مولوی عبدالغفور اثری کی کتاب ””اصلی اہلسنّت،، کا محققانہ جائزہ بھی لیا ہے جو کہ واقعی قابل مطالعہ ہے،اور مولوی سرفراز گکھڑوی کے مضمون ””اہل سنت کی پہچان،، کا بھی خوب تعاقب کیا ہے، جو کہ واقعی قابل تحسین ہے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کوطویل عمر وصحت وتندرستی عطا فرمائے تاکہ آپ اسی طرح دین اسلام کے دشمنوں کا رد فرماتے رہیں۔آمین

آخر میں میری تمام قارئین سے التجا ہے کہ آپ اپنے عقائد کی درستی کے لیے علماء حق اہلسنّت وجماعت بالخصوص علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کی کتب کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی بساط کے مطابق ان کی کتب خرید کر اپنی لائبریری کو زینت بخشیں اوران سے بھر

پور

استفادہ کرنے کی سعی جمیل کرتے رہیں۔

والسلام!

محمد عرفان بٹ قادری

جولائی ۲۰۰۹ء لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

اہلسنّت وجماعت کا تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

حمد و ستائش خدائے رب العالمین عزوجل کے لیئے کہ اسنے ہمیں اہلسنّت بنایا اور تمام تر درود و سلام وقف آقائے رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیئے کہ آپ نے صرف اہلسنّت کو جنتی جماعت بتایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی صرف ایک جنتی ہے باقی سب دوزخی ہوں گے اور فرمایا وہ میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوگا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۳، مشکوٰۃ ص ۳۱، المستدرک ج ۱ ص ۱۲۹)

اس مضمون کی روایات درج ذیل کتب میں موجود ہیں۔ سنن دارمی ج ۲ ص ۳۱۴، جامع البیان ج ۲ ص ۲۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۵، مسند ابو یعلی ج ۲ ص ۹۵، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۲، طبرانی کبیر ج ۱ ص ۲۵۶، ج ۸ ص ۱۵۳، المستدرک ج ۴ ص ۴۳۰، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۲، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۳۶، ج ۶ ص ۲۶۹، ج ۱ ص ۱۶۱، النبر اس ص ۱۸، احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۴۴، موضوعات کبیر ص ۳۱، الفردوس بماثور الخطاب ج ۲ ص ۶۴، الاسرار المرفوعہ

ص۹۶۔

☆......امام غزالی، علامہ شہرستانی، علامہ ابوشکور سالمی اور فقیہ ابولیث سمرقندی نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ (نجات پانے والا گروہ) اہلسنّت وجماعت ہے۔
(احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۴۴، الملل والنحل ج۱ ص۲۱، تمہید لابی شکور، تنبیہ الغافلین ص۲۰۱)
اس بات کو ابن تیمیہ نے فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۳۴۵، اسماعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان ص, ۴۷ عبدالغفور اثری نے اصلی اہلسنّت ص ۲۳، ۳۷، ۶۴ پر بھی نقل کیا ہے

۔

☆......ارشاد قرآنی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (آل عمران آیت نمبر ۱۰۶)
''قیامت کے دن کچھ چہرے روشن اور کچھ سیاہ ہوں گے،، کے متعلق سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اسے تلاوت کیا اور فرمایا اہل سنت وجماعت کے چہرے روشن ہوں گے (درمنثور ج ۲ ص ۶۳)
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (موقوفا) اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (مرفوعا) اسی بات کو بیان کیا ہے ملاحظہ ہو! تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۶۳، تفسیر مظہری ج ۲ ص۱۱۶، تفسیر زاد المسیر ج ۱ ص ۴۳۶، تفسیر خازن ج۱ ص۳۶۹، تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۳۹۰، تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۶۷، تاریخ بغداد ج ۷ ص ۳۷۹۔
ابن تیمیہ نے فتاوی ج ۳ ص ۳۷۰، قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر ج۱ ص ۳۷۱ ،سرفراز گکھڑوی نے اہلسنّت کی پہچان ص ۳، بگی گوندلوی نے مقدمہ دین الباطل ج ۲ ص ۳۰، اور عبدالغفور اثری نے اصلی اہلسنّت ص ۶۲، ۶۱ پر بھی نقل کیا ہے۔
☆......امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عہد رسالت میں موجود لوگ

اہلسنّت تھے۔(منتخب کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۰)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سنی آدمی کو دیکھنا عبادت ہے کیونکہ وہ سنّت کی دعوت دیتا ہے۔(تفسیر قرطبی ج ۴ جزء ۷ ئ ص ۱۴۱)

☆......حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلسنّت کا صحیح عقیدہ اپنانا چاہیئے۔

(سر الاسرار فصل نمبر ۲۰)

☆......شیخ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ولایت کا دروازہ تب کھلتا ہے جب اہلسنّت وجماعت کے عقیدے پر ہو۔(الابریز ص ۲۴)

☆......حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نجات کا راستہ یہی ہے کہ اقوال وافعال اور اصول وفروع میں اہلسنّت وجماعت (کثرھم اللہ سبحانہ) کی پیروی کی جائے کیونکہ یہی نجات پائیں گے باقی سب فرقے ہلاک ہوں گے۔

(مکتوبات، دفتر اول مکتوب ۷۱)

☆......امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز صرف اہلسنّت کے پیچھے پڑھو۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷)

☆......علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں نجات صرف اہلسنّت وجماعت ہی پائیں گے۔(نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۵۴)

☆......حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہتر فرقے دوزخی ہوں گے نجات صرف اہلسنّت وجماعت کے لیئے ہے۔(مرقاۃ ج ۱ ص ۲۰۴)

☆......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ناجی گروہ اہلسنّت وجماعت

ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۴۰)

☆......شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے حق والے، اہلسنّت وجماعت ہیں۔

(حاشیہ شرح عقائد ص ۷)

☆......شیخ محقق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ احادیث وآثار کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے تمام نیک لوگ صحابہ وتابعین سے لے کر بعد والے تمام حضرات اسی طریقہ (اہلسنّت وجماعت) پر تھے اور تمام محدثینِ صحاح ستہ وغیرہم، ائمہ فقہاء اور دیگر اربابِ مذاہب اربعہ بھی اسی مذہب پر کاربند تھے۔(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۴۰)

نوٹ: تمام مخالفین دیوبندی، نجدی وہابی اور رافضی حضرات کو بھی اس کا اعتراف ہے، تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''اہل جنت اہل سنت'' کا مطالعہ کیجیے!۔

اہلسنّت وجماعت کون ہیں؟

حجج باہرہ اور دلائلِ قاہرہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی برحق اور ہمیشہ سے چلے آرہے ہیں اور قیامت کے دن یہی لوگ تابدار چہروں کیساتھ جنّت میں خُوش وخرم ہوں گے...... وللهِ الْحَمْد

اب یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ کون لوگ اہلسنت کہلانے کے حقدار ہیں، ان کی تعریف اور پہچان کیا ہے؟ اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے XX اہلسنّت،، کا مصنوعی لیبل لگا رکھا ہے۔اس کی وضاحت کے لیے درج ذیل عبارات کو بچشمِ ہوش ملاحظہ فرمائیں اور ضمیر کا فیصلہ سننے کے لیے گوش برآواز رہیں!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

تہتر فرقوں والی حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ علیہ الصلوۃ و السلام

سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

وما اھل السنۃ و الجماعۃ اور اہلسنت و جماعت کون ہیں؟

تو حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا:

ما انا علیہ و اصحابی (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۴۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(اہلسنت و جماعت وہ لوگ ہیں) جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہیں۔

مولائے کائنات کا فرمان:

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ کی جامع مسجد میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے اچانک کھڑے ہو کر سوال کیا، امیر المومنین! فرمائیے کہ اہلسنت کون ہیں اور اہل بدعت کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: افسوس ہے تجھ پر تو نے اب مجھ سے پوچھا ہے؟ (ابھی تک اہلسنت کی پہچان نہیں کر سکا) تو اسے اچھی طرح سمجھ لے تاکہ میرے بعد کسی دوسرے سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے فرمایا:

اھل السنۃ المتمسکون بما سنۃ اللہ لھم و رسولہ و ان قلوا و اما اھل البدعۃ فالمخالفون لامر اللہ و لکتابہ و لرسولہ العاملون برائیھم و اھوائھم و ان کثرو ا۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۳۱۵، مطبوعہ بیروت)

اہلسنّت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تیار کردہ طریقہ کو اختیار

کرنے والے ہیں اوراگرچہ وہ تعداد میں تھوڑے ہی ہوں، اور اہلِ بدعت وہ لوگ ہیں جواللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کے خلاف ہوں، اوراپنی مرضی اور خواہش پرعمل کرنے والے ہیں اگرچہ وہ تعداد میں زیادہ ہی ہوں۔

نوٹ: یہ بات شیعہ حضرات کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص ۹۰ مطبوعہ نجف اشرف میں بھی موجود ہے۔

ملاعلی قاری کا بیان:

علامہ ملاعلی قاری اہلسنّت کا تعارف یوں کراتے ہیں واثبات ماوردبه السنة ومضى عليه الجماعة فسموا اهل السنة والجماعة (شرح فقہ اکبر ص۸۹)
یعنی سنت اور جماعت صحابہ کے مسائل کوثابت کرنے والے اہلسنّت کہلاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی گواہی:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نجات پانے والی جماعت کے متعلق رقم طراز ہیں:

اقول الفرقة الناجية هم الأخذون فى العقيدة والعمل جميعاً بما ظهر من الكتاب والسنة وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۷۰)

میں کہتا ہوں کہ نجات پانے والا گروہ صرف وہ ہے جوعقیدہ اور عمل میں اس طریقہ پر گامزن ہوجوکتاب وسنت سے واضح ہےاوراس طریقہ کواپنائے جس پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام عمل پیرا رہے ہیں۔

فائدہ: یہی مضمون حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۳، علامہ خفاجی نے نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۵۴، علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح عقائد ص ۶ اور التلوع مع التوضیح ص ۴۵۴ پر بھی موجود ہے

وہابیوں کا اعتراف

مندرجہ بالا عبارات کے علاوہ چند ایک غیر مقلدین حضرات کے مستند مصنفین کے حوالہ جات بھی ملاحظہ فرما لیں تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔

ابراہیم میر سیالکوٹی:

غیر مقلد وہابی حضرات کے مشہور اہل قلم ابراہیم میر سیالکوٹی ‟ اہل سنت کون ہیں،، کی سرخی جما کر لکھتے ہیں:

اوپر کے بیان سے صاف واضح ہو گیا کہ اہلسنّت سے مراد وہ فرقہ ہے جن کے عقائد قرآن وحدیث کی نصوص کے مطابق ہیں۔ یا یوں کہیئے کہ وہ جو دین کی اس حالت پر قائم ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی جماعت صحابہ کو چھوڑا تھا۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۷۲)

ثناء اللہ امرتسری:

وہابی حضرات کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری، ابراہیم میر سیالکوٹی کی ‟ فرقہ ناجیہ،، کے متعلق کی گئی ایک تقریر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

‟ لیکن قربان جائیں! اس رسول پاک صلعم کے کہ آپ نے اس فرقہ ناجیہ کی حقیقت پر کوئی پردہ نہیں رہنے دیا۔ اور اس کی تعیین کے لیے ہمیں بھول بھلیّوں میں

نہیں چھوڑ گئے کہ ہر کوئی اپنے مزعومات وتخیلات وتوہمات پر ڈینگیں مار سکے۔ چنانچہ حدیث مذکورالفوق کا تتمہ یوں ہے کہ ※※ صحابہؓ نے عرض کیا: حضرت! وہ فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ما انا علیه و اصحابی یعنی جو اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں ہوں اور تم میرے اصحاب ہو۔

پیارے بھائیو! حدیث کے پہلے ٹکڑے یعنی اختلاف امت اور مختلف فرقے بن جانے کی تصدیق واقعات نے کردی اور اب اس کے لیے کسی حالت منتظرہ کا انتظار باقی نہیں ہے تو کیا دوسرا ٹکڑا تعین مصداق کے سوا ہی رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مخبر صادق کی خبر کی ایک جزو تو درست اترے اور دوسری میں ہم ڈانواں ڈول رہیں۔ اب تعصب کی پٹی کھول کر ※※ ما انا علیه و اصحابی ،، کے مطابق ہر فرقے کے مسائل (اصولی و فروعی) کو دیکھ لیا جائے۔ جس کے عقائد اور عملیات سنّت رسول اللہ صلعم کے مطابق اور تعامل صحابہؓ کے موافق ہوں، اسے حق پر جانتے ہوئے اس میں شامل ہوجایئے۔ بس اللہ اللہ خیر سلاّ۔ نہ اس میں آپ کو کوئی تردّد ہوگا نہ ہونا چاہیئے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۲۵ ،۲۲۶)

عبداللہ روپڑی:

غیر مقلدین کے "بحر العلوم اور مجتہد" عبداللہ روپڑی، ناجی گروہ کی پہچان کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

※※ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی، سب جہنمی ہیں، صرف ایک فرقہ جنّتی ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ

کونسا ہے؟ فرمایا ماانا علیه اصحابی جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرقہ حقہ کا معیار دو چیزیں بتلائی ہیں ۔ایک اپنی ذات بابرکات، دوم صحابہؓ کا وجود باجود۔(فتاوی اہلحدیث ج۱ ص ۳)

تنبیہ: یاد رہے یہاں روپڑی صاحب نے ماانا علیه کے بعد ☆☆ و،، اڑادی ہے، حدیث کا پورا جملہ اس طرح ہے ماانا علیہ و اصحابی

ابن تیمیہ:

دیوبندی، وہابی حضرات کے ’’شیخ الاسلام‘‘ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

☆☆ اہلسنّت والجماعت کا فقرہ فرقہ ناجیہ کا مشہور نام ہے۔اور اہلسنّت و جماعت ہر وہ شخص ہے جس کے مذہب کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر ہے......سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا وہ طریقہ ہے جس پر آپ نے زندگی گزاری اور جماعت سے مراد صحابہ کی جماعت ہے۔(العقیدۃ الواسطیہ ص۹،۸ مترجم مطبوعہ گرجاکھ گوجرانوالہ)

صادق سیالکوٹی نے حدیث مشہور نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

مطلب یہ کہ نجات پانے والی جماعت میرے اور میرے صحابہؓ کے طریق پر ہوگی ،عقائد اور اعمال میں ۔یعنی جس راہ پر میں چل رہا ہوں اور میرے پیچھے پیچھے میرے اصحاب چل رہے ہیں یہی راہ نجات ہے اور اسی پر چلنے والی جماعت نجات پائے گی۔(جماعت مصطفٰے ص ۱۸)

حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے:

اس حدیث اور پہلی حدیث کو ملانے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ناجی فرقہ وہ ہے جو اس روش پر ہو جس پر نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ تھے۔ (حنفی اور اہلحدیث ص ۱۴)

عبدالغفور اثری نے لکھا ہے:

※※......اہلسنّت والجماعت صرف وہ لوگ ہیں جو عقیدہ اور عمل دونوں میں ہادی اعظم ،امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نقش قدم پر ہیں ۔یہی ناجی گروہ ہے۔**اللھم اجعلنا منھم**، جو ایسے نہیں ہیں یعنی ان کا عقیدہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے عقیدہ کے مطابق اور نہ ہی عمل تو وہ اہل سنت والجماعت نہیں ہو سکتے، وہ بلاشبہ بدعتی ہیں۔**اللھم لا تجعلنا منھم**۔

(اصلی اہلسنت ص ۶۹)

دیوبندیوں کا اقرار:

دیوبندی دھرم کے مرکزی ترجمان سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

جو لوگ آنحضرت ﷺ کی سنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی پیروی اور اتباع کریں وہ اہل سنت والجماعت ہیں......فرقہ ناجیہ اور اہلسنت والجماعت میں صرف وہی لوگ شامل اور داخل ہیں جو ہو بہو آنحضرت ﷺ اور آپ کے حضرات صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر چلیں گے۔ (اہلسنت کی پہچان ص ۹،۸)

☆......دیوبندی پارٹی کے پیشوا، رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

پس جملہ محدثین وفقہاء عامل کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ ﷺ کے ہیں

اور وہ سب فرقہ ناجیہ وسنت وجماعت سے ہیں...... پس صحابہ کا طریق اور ان کا اتباع راہ نجات ہے اور وہی فرقہ ناجیہ۔ (سبیل الرشاد مع فتاوٰی رشیدیہ ص ۵۱۶ قول نہم)

نتیجہ ءگفتگو:

مذکورہ حوالہ جات سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہوگیا کہ اہلسنت و جماعت صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کا عقیدہ اور عمل دونوں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ اور عمل کے مطابق ہوں۔ اور جن لوگوں کا طرزِ عمل وعقیدہ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہوتو ایسے افراد ہرگز ہرگز اہلسنت و جماعت میں شامل نہیں ہو سکتے اگرچہ وہ اپنا کوئی بھی نام رکھ لیں بلکہ ایسے لوگ بدعتی اور جہنمی ہیں۔ کیونکہ اہلسنت وجماعت سے کٹنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

اب نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم جان لیں کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک طریقہ اور معمول کیا تھا تاکہ حقیقت کا سراغ لگانے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

رسول اکرم ﷺ کا طریقہ:

رسول کریم ﷺ نے ××صرف قرآن وسنت،، نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہر ماہر قرآن وسنت، امام اور بزرگ کی بات کو بھی تسلیم کرنے کی ترغیب دی ہے۔

ا......ارشاد نبوی ہے:اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، ابن ماجہ ص ۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۶۰، المستدرک ج ۳ ص ۷۵)

میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرو۔

یعنی پہلے میرے طریقے اور پھر ان خلفاء کے طریقہ کی پیروی کرنا۔

۲......ارشاد نبوی ہے: میری سنّت اور خلفاء راشدین کی سنّت کو جو کہ ہدایت دینے والے، ہدایت یافتہ ہیں لازم پکڑو۔

(ترمذی ج ۲ ص ۹۲، ابن ماجہ ص ۵، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۹، مشکوٰۃ ص ۳۰ مسند احمد ج ۴ ص ۲۷، دارمی ج ۱ ص ۵۷ برقم ۹۵، المستدرک ج ۱ ص ۹۶)

فائدہ......اس روایت کو امام ترمذی نے حسن صحیح (ترمذی ج ۲ ص ۹۲) حاکم وحافظ ذہبی نے (المستدرک مع التلخیص ج ۱ ص ۹۶) اور ابن حزم نے صحیح کہا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۲۵)

یعنی صرف میری سنت ہی نہیں بلکہ میرے ہر نائب اور راشد ومھدی کی بات تسلیم کرو۔

۳......سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بناتے وقت رسول اللہ ﷺ نے خود دریافت کیا کہ اگر کوئی بات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ پاؤ تو فیصلہ کیسے کروگے تو انھوں نے عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا جس پر رسول پاک ﷺ خوش ہوئے اور ان کے سینہ پہ اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: حمد ہے اللہ کی جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس پر رسول اللہ ﷺ راضی ہوئے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۴۹، ترمذی ج ۱ ص ۱۵۹، دارمی

ج ۲ ص ۶۰، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۰ ، سنن کبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۳۲۴، مسند طیالسی ص ۷۶)

اس سے بھی واضح ہے کہ قرآن وسنّت میں مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں مجتہد اپنا اجتہاد و رائے پیش کرے گا اور دوسرے لوگ اس کی رائے پر عمل کریں گے، جسے عرف عام میں ××× تقلید،، کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند فرما کر مسلمانوں کے لیے جاری فرمادیا

۴......ارشاد نبوی ہے: الا سئالو اا ذلم یعلمو ا فانما شفاء العی السوال ابوداؤد ج ا ص ۴۹، واللفظ لہٗ مشکوٰۃ ص ۵۵، دارمی ج ا ص ۱۵۸، سنن کبریٰ ج ا ص ۲۲۸، مسند احمد ج ا ص ۳۳۰، ابن ماجہ ص ۴۳، المستدرک ج ا ص ۱۷۸، دارقطنی ج ا ص ۷۰،۶۹)

جب انہیں علم نہیں تو دریافت کیوں نہ کیا، نہ جاننے والے کی شفاء صرف پوچھنے میں ہے یعنی ناواقف عامی لوگ اور غیر مجتہد خود محقق و مجتھد نہ بنیں بلکہ لاعلمی کے وقت مجتھد سے پوچھ کر عمل کیا کریں ان کے لیے یہی راستہ متعین کیا گیا ہے۔

۵......ارشاد نبوی ہے: تلزم جماعۃ المسلمین و امامھم

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۹، مسلم ج ۲ ص ۱۲۷، مشکوٰۃ ص ۴۶۱)

مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ ہو جا۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے امام کی پیروی کرنی چاہیے اور اسے اپنا پیشوا سمجھنا درست ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن وسنّت اور اجماع وقیاس چاروں کو اصول مانتے تھے ،اور اپنے سے بڑے بزرگ کی رائے کو بھی تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے تھے

ا......سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو فرمایا کہ جب کوئی قضیہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق ،فرمایا اگر وہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ عرض کیا پھر سنّت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروں گا ،آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ سنت رسول اللہ اور کتاب اللہ دونوں میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا تب میں اپنی رائے سے اجتھاد کروں گا اور (حق تک رسائی کرنے میں) کوتاہی نہیں کروں گا ،پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے،اس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۴۹،ترمذی ج ا ص ۱۵۹،مشکوۃ ص ۳۲۴)

ابن قیم نے اس روایت کو درست قرار دیا اور یہ بھی لکھا کہ یہ حدیث امت کی تلقی بالقول کی وجہ سے قابل استدلال ہے۔(اعلام الموقعین ج ا ص ۱۷۵،۱۷۶،وحاشیہ سنن دارمی جلد ا صفحہ ۷۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

☆......علامہ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مشہور ہے اسے عادل اماموں نے روایت کیا ہے(جامع بیان العلم ج ا ص ۷۷)

☆......حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ یہ حدیث مسند اور سنن میں اسناد جید سے موجود ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۶)

☆......قاضی شوکانی نے اس سے استدلال بھی کیا اور قابل احتجاج بھی قرار دیا۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۲۱۹)

☆......نواب صدیق حسن خاں نے بھی شوکانی کی بات کو نقل کر کے تائید کی ہے۔

(فتح البیان مع ابن کثیر ج ۵ ص ۳۲۴)

اور اس سے عامی کے لیئے مجتہد کی تقلید پر استدلال بھی کیا۔ (لقطۃ العجلان ص ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ

☆......قرآن وسنّت اور قیاس ورائے کو بھی ماننا چاہیئے۔

☆......تمام مسائل قرآن وحدیث میں صراحۃً نہیں ہیں۔

☆......مجتہد کی رائے اور قیاس کو ماننا درست ہے اور یہی تقلید ہے۔

۲......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج کے بعد جس شخص کو قضاء کا معاملہ پیش ہو، تو چاہیے کہ وہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرے، اگر ایسا معاملہ درپیش ہو جو کتاب اللہ میں نہیں تو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے مطابق حل کرے، اگر ایسا مسئلہ ہے جو نہ قرآن میں ہو اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی فیصلہ نبوی ہو تو صالحین نے جو فیصلہ کیا ہو اس کے موافق جواب دے، اور اگر ایسا امر ہے جو نہ کتاب اللہ میں ہو، نہ اس پر نبی کریم ﷺ کا فیصلہ ہو اور نہ ہی صالحین کا کوئی فیصلہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرے۔ (سنن النسائی ج ۲ ص ۳۰۵، سنن الدارمی ج ۱ ص ۷۱ برقم ۱۶۵، سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۱۱۵، المستدرک ج ۴ ص ۹۴، امام حاکم اور حافظ

ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے)

اس فرمان میں بھی قرآن وسنّت، صالحین کا فیصلہ اور پھر رائے اور قیاس و اجتہاد کا ذکر ہے۔ واضح ہوا کہ قرآن وسنّت میں مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں بزرگوں کے فیصلے اور مجتہد کی رائے پر عمل کیا جاتا ہے۔

۳......سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اوّلاً کتاب وسنّت سے فیصلہ کرتے ورنہ رائے سے اجتہاد کرتے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۶)

آپ رضی اللہ عنہ دوسروں سے بھی رائے لیتے تھے (دارمی ج ۱ ص ۷۰ برقم ۱۶۱، اسے ابن قیم نے اعلام الموقعین ص ۵۱ پر بھی نقل کیا ہے۔

۴......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو کتاب وسنّت اور اجماع کے بعد اجتھاد کی اجازت دی۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۳۰۵، سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۱۱۵، دارمی ج ۱ ص ۷۱ برقم ۱۶۷، کنز العمال ج ۲ ص ۱۷۴)

۵......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کتاب وسنّت کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی حکم نہ ملتا تو اپنی رائے سے فیصلہ فرماتے۔

(دارمی ج ۱ ص ۷۱ برقم ۱۶۶، مستدرک ج ۱ ص ۱۲۷، سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۱۱۵)

۶......تمام اہل مدینہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی ××× تقلید،، کرتے تھے، انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا تھا، ہم آپ کے قول پر عمل کر کے (اپنے امام) زید کا قول نہیں چھوڑیں گے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۷)

جس سے واضح ہے کہ صحابہ کرام تقلید شخصی کے قائل تھے۔

۷......سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا دوٹوک اعلان تھا لاتسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم (بخاری ج ۲ ص ۹۹۷) لوگو! جب تک یہ بڑا عالم (عبداللہ بن مسعود، ماہر قرآن وسنّت) تمہارے درمیان موجود ہے تم مجھ سے نہ پوچھا کرو۔

بلکہ اس کی رائے پر عمل کیا کرو۔

مخالفین کا اعتراف:

وہابیوں کے مجتہد العصر حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

معلوم ہوا کہ جس طریق پر صحابہ تھے وہی رسول اللہ ﷺ دنیا میں چھوڑ کر گئے تھے......اسی کو اللہ نے پسند کیا......اب سنیئے صحابہ کس طریق پر تھی خلیفہ اول حضرت ابو بکر کا طریق ،حضرت ابو بکر کے پاس جب کوئی جھگڑا آتا ،تو اللہ کی کتاب میں نظر کرتے اگر اس میں پاتے تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث معلوم ہوتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے ،اگر حدیث بھی معلوم نہ ہوتی تو باہر نکل کر مسلمانوں سے دریافت کرتے ،دریافت کرنے سے بعض دفعہ کئی شخص ایسے مل جاتے جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ذکر کرتے۔ حضرت ابو بکر کہتے ،خدا کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جس کو رسول اللہ صلعم کے فیصلے [illegible] ہیں، اگر رسول اللہ صلعم کی حدیث بھی نہ ملتی تو بڑے لوگوں کو اور بہتر ان کے کو جمع کر کے مشورہ لیتے ،پس جب کسی بات پر ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے ......خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب کا طریق اور شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر

نے میری طرف لکھا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہوتو اس کے ساتھ فیصلہ کرو اس سے تمہیں لوگ نہ پھیر دیں اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتو سنّت رسول اللہ صلعم کو دیکھو اور اس کے ساتھ فیصلہ کرو اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ اس میں سنّت رسول اللہ ﷺ ہوتو جس بات پر لوگوں کا اجماع ہو اس کو لو۔ اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ اس میں سنّت رسول اللہ صلعم ہو نہ تجھ سے پہلے اس میں کسی نے کلام کی ہوتو دو باتوں سے جونسی بات چاہو اختیار کرو، اگر اپنی رائے کیساتھ اجتہاد کر کے آگے بڑھنا چاہو تو آگے بڑھو ،اگر پیچھے ہٹنا چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ لیکن پیچھے ہٹنا میں تمہارے لیے بہتر دیکھتا ہوں......عبداللہ بن مسعود کا طریق اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم پر ایک زمانہ آیا تھا کہ نہ ہم فیصلہ کرتے تھے اور نہ ہم فیصلہ کرنے کے لائق تھے اور تقدیر الٰہی میں یہ تھا کہ ہم اس مرتبہ کو پہنچیں جو تم آج دیکھ رہے ہو پس جس کو آج کے بعد کوئی ایسا فیصلہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہوتو اس کے ساتھ فیصلہ کرے، اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتو رسول اللہ صلعم کے فیصلے کے ساتھ فیصلہ کرے، اگر نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ رسول اللہ صلعم نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا ہوتو نیک لوگوں کے فیصلے کے ساتھ فیصلہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میرا خیال اس طرح ہے اور میری رائے یہ ہے......ابن عباس کا طریق اور ابن عباس جب کوئی مسئلہ پوچھے جاتے ۔ جو قرآن مجید میں ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلعم سے ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے اگر رسول اللہ صلعم سے بھی نہ ہوتا تو ابو بکر اور عمر سے خبر دیتے اور اگر ان سے بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے کہتے۔ (فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۵۶ تا ۵۹)

اس اقتباس سے واضح ہے کہ

☆......ہر مسئلہ قرآن وسنّت میں صراحۃً نہیں ملتا۔

☆......رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ یہی ہے کہ قرآن وسنّت کے بعد اجماع امت صالحین و بزرگان دین کے فیصلے، رائے اور مسلک کو اپنانا چاہیئے۔

☆......صحابہ کرام اور دیگر دیندار لوگوں کی رائے پر عمل درست ہے جسے عرف عام میں تقلید کہا جاتا ہے۔ یعنی کسی ماہر کتاب وسنّت کی رائے کو تسلیم کر کے اس پر چلنا۔

☆......قیاس اور اجماع بھی اصول میں سے ہے۔

☆......اجتہاد وہی شخص کرسکتا ہے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ورنہ وہ اکابرین میں سے کسی کی رائے کا پابند ہوگا۔

☆...... جہاں تک ہو سکے خود مجتہد بننے سے بچنا چاہیئے، جیسا کہ حکم فاروقی سے واضح ہے۔ چونکہ یہ نہایت پر خطر اور بڑا کٹھن راستہ ہے۔

☆......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکابرین کے قول پر بھی فتوی دیتے تھے۔

یہی وہ راستہ ہے جو ××سیدھا راستہ،، ہے اور اسی طریقہ کو اپنانے والا اہلسنّت وجماعت ہوگا۔ جو لوگ ائمہ، اکابرین اور بزرگان دین کی رائے اور فیصلہ پر عمل کرنے کو تقلید قرار دے کر شرک کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے کوئی تعلق نہیں، اور ان کا خود کو اہلسنّت کہنا سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

☆......نواب صدیق حسن بھوپالوی نے لکھا ہے:

جمہور صحابہ، تابعین، فقہاء اور متکلمین اس بات کے قائل ہیں کہ قیاس بھی شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ (افادہ الشیوخ ص ۱۲۲)

ظ ظ ظ

باب دوم

اہلسنّت (احناف) کے سنہری اُصول

یہ بات محتاج دلیل نہیں کہ اہلسنت و جماعت رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مبارک طریقہ پر گامزن ہیں۔ تفصیلی ہم جہاں قرآن اور سنت نبوی پر کاربند ہیں وہاں صحابہ کرام، فقہاء دین اور مجتہدین امت کے راستہ پر بھی گامزن ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک دلائل کے لیے ہماری کتب ×× قرآن مجید اور مسلک اہلسنت،، (غیر مطبوعہ) ×× رسولِ اکرم ﷺ اور مسلکِ اہلسنت،، (غیر مطبوعہ) اور ×× صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور مسلکِ اہلسنت،، (مطبوعہ) ملاحظہ فرمائیں! یہاں چند اصولی حوالہ جات درج ذیل ہیں

۱......سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں (اولاً) کتاب اللہ سے دلیل پکڑتا ہوں ورنہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اگر دونوں میں حکم نہ پاؤں تو پھر قول صحابہ رضی اللہ عنھم سے استدلال کرتا ہوں۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۶۸)

یہی بات الخیرات الحسان ص ۲۷، ذیل الجواہر المضیۃ ج ۲ ص ۴۷۲، مناقب ابی حنیفہ للذہبی ص ۲، الانتقاء ص ۲۶۴ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵۱ پر بھی موجود ہے۔

۲......مزید فرمایا: جب کوئی بات نبی کریم ﷺ سے ملے تو وہ ہمارے سر اور آنکھوں پر اور جب کوئی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے منقول ہو تو اسے ہم چن لیتے ہیں۔ (اصول السرخسی ج ا ص ۳۱۳، المیزان الکبریٰ ص ۴۵، تبییض الصحیفہ ص ۲۷،۲۶، الخیرات الحسان ص ۶۹، الانتقاء ص ۲۶۶، الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۲۴۹، مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۶۷)

۳......علامہ احمد المعروف ملا جیون لکھتے ہیں:

ہمارے ائمہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے صاحبین متفق ہیں کہ غیر مدرک بالقیاس مسائل میں صحابہ کی تقلید ہوگی۔ (نور الانوار ص ۲۱۷)

۴......ملا علی قاری لکھتے ہیں:

(امام صاحب نے فرمایا) جو بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ہمیں پہنچتی ہے۔ تو ہم اس سے تجاوز نہیں کرتے، اور جس چیز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو تو ہم انتخاب کرتے ہیں، اور جو دوسروں سے پہنچے تو اسے لیتے بھی ہیں اور چھوڑتے بھی ہیں۔ (ذیل الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۳)

۵......مزید فرمایا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع صحابہ (وامت) کے مقابلے میں کسی کو رائے دینا روا نہیں ہے (اگر دے تو مردود ہے)۔

(الخیرات الحسان ص ۲۹، ذیل الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۳)

۶......اصول الشاشی ص ۵ میں ہے اصول الفقه کتاب الله تعالیٰ وسنة رسوله واجماع الامة والقیاس، اصول چار ہیں، کتاب، سنت، اجماع، اور قیاس۔

۷......نور الانوار ص ۵، ۴ پر بھی یہ چار اصول موجود ہیں ہے۔

۸......حسامی میں بھی یہی مضمون ہے۔

۹......توضیح وتلویح اور دیگر کتب اصول فقہ میں بھی یہی منقول ہے۔

۱۰......شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

(اہل حق نے) احادیث نبویہ، آثار صحابہ وتابعین ومجتہدین کی پیروی کی ہے۔(حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۴۹ ونحوہ فی الانصاف ص ۳۶)

۱۱......ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: اہل سنت وجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ اجماع صحابہ حجت ہے۔(فتح الباری ج ۳ ص ۲۶۶)

۱۲......ملاعلی قاری حنفی لکھتے ہیں: صحابہ کے موقوفات (اقوال وافعال وتقریرات) ہمارے نزدیک حجت ہیں۔(موضوعات کبیر ص ۲۱۸ عربی اردو، الاسرار المرفوعہ ص ۱۲۴)

اعتراف حقیقت

وہابیوں کا اعتراف:

اہلسنت احناف کے ان اصولوں کا اعتراف کا مخالفین کو بھی ہے مثلاً:

ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ جس امر میں قرآن وحدیث سے دلیل نہ ملے اور جماعت صحابہ میں بھی اختلاف نہ ہو اس میں آپ صحابہ کے قول سے باہر نہیں جاتے۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۱۷۵)

☆......مزید لکھا ہے بھلا وہ شخص (امام ابوحنیفہ) جو صحابی کے قول کے سامنے بھی قیاس

نہ کرتا ہو وہ صحیح حدیث کو عمداً کس طرح ترک کر سکتا ہے۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۸۸)

☆......سیالکوٹی صاحب نے احناف کے اصول اربعہ کو بھی تسلیم کیا ہے۔ (ایضاً)

عبدالرحمٰن مبارکپوری وہابی نے لکھا ہے:

امام صاحب کا فرمان ہے کہ میں پہلے کتاب اللہ کو لیتا ہوں (ایضاً)، پھر سنت رسول کو ورنہ اقوال صحابہ......الخ۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۸۲)

نوٹ: ابراہیم سیالکوٹی نے بھی آپ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۸۸)

حافظ محمد گوندلوی نے کہا ہے:

امام ابوحنیفہ......کا اپنا قول ثابت ہے کہتے ہیں......اللہ کا فرمان اور اس کے رسول کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ (درس صحیح بخاری ص ۱۰۲)

عبدالمجید خادم سوہدری نے لکھا ہے:

امام صاحبؒ اتباع سنت کے حامل تھے اور صحابہ کرام کے متبع اور اسی مسلک اور عقیدہ کا نام اہلسنت والجماعت ہے، دیگر ہیچ۔ (سیرت امام ابوحنیفہ ص ۲۳)

خواجہ قاسم نے مانا ہے:

کہ امام صاحب کا مذہب صحیح حدیث تھا (حدیث اور غیر اہلحدیث ص ۲۳)

قاسم صاحب نے احناف کے اصول اربعہ کو بھی تسلیم کیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۵)

داؤد ارشد نے دوٹوک بتا دیا ہے کہ احناف شریعت کو ہی پسند کرتے ہیں:

لکھا ہے: کیا اب ہمیں یہ کہنے کا حق مل گیا کہ حنفیت نفاذ شریعت کو نہیں چاہتی، میرے

بھائی نہیں۔(تحفہ حنفیہ ص ۳۸۵)

شریعت قرآن وسنت کا نام ہے تو معلوم ہوا کہ حنفی لوگ قرآن وسنت اور مسلک صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی پسند کرتے ہیں۔

وہابیوں کی دھوکہ دہی

وہابی حضرات کو اتنا تو کھلے بندوں اعتراف ہے (اگرچہ بعض معاند بالکل منکر بن جاتے ہیں) کہ احناف کے اصولوں میں قرآن وسنت، اجماع وقیاس نہایت روشن ودرخشندہ ہے۔لیکن وہ اپنے مذہب کو بچانے کے لیے احناف دشمنی کا ثبوت مہیا کرتے ہوئے عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ ※※ مقلد کا کام صرف اپنے امام کے قول و فعل کو بغیر دلیل کے ماننا ہوتا ہے، قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا،،۔(اصلی اہلسنت ص ۱۹۶ از عبد الغفور اثری)

کبھی کہہ دیتے ہیں کہ ※※ قرآن وحدیث اجماع اور قیاس ......امت محمدیہ میں صرف چار آدمیوں کو ان پر عمل کرنے کا حق ہے یعنی احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام ابوحنیفہؒ۔باقی سب کے لیے یہ شجر ممنوعہ ہیں۔

(حدیث اور غیر اہلحدیث ص ۱۱۵ از خواجہ قاسم)

ہمیں وہابی غیر مقلدوں پر یہ افسوس ہی رہا ہے کہ انھوں نے دیگر مسائل کی طرح یہاں بھی لوگوں کو اصل بات بتانے سے جان بوجھ کر روگردانی کی ہے۔کس قدر جھوٹ اور یاوہ گوئی ہے کہ قرآن وحدیث وغیرہ پر عمل کا حق صرف چار آدمیوں کو حاصل ہے اور باقیوں کے لیے یہ کام منع ہے اور مقلد کو دلائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔کیا وہابیوں میں

ایک فرد بھی ایسا موجود نہیں ہے جو اس حقیقت کو سمجھ سکے کہ ائمہ مجتہدین قرآن وسنت کے ماہر ہوتے ہیں اور عوام الناس دلائل کیساتھ احکام شرعیہ مستنبط کرنے کے طرق سے واقف نہیں ہوتے، اس لیے وہ اختلافی، اجتہادی اور فروعی امور میں ائمہ کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں، ائمہ مجتہدین قرآن وسنت پر ہی عمل کرتے ہیں۔عوام الناس کے لیے قرآن وسنت پر عمل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ مجتہدین کی تحقیق ورائے پر عمل ہے اور بس۔ اسی بات کو ابن تیمیہ نے امام احمد بن حنبل سے فتاوٰی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۴۰ پر لکھا، اور یہی بات علامہ خطیب بغدادی نے الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۶۸ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۱۴ الرد علی من اخلدالی الارض ص ۱۲۳، اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۵ پر درج کی ہے۔اور یہ حضرات ایسے ہیں کہ وہابیوں کا ان کے بغیر گزارا نہیں ہوتا

اور خود زبیر علیزئی کو بھی لکھنا پڑا وہ (عامی شخص) صحیح العقیدہ اہلسنت کے عالم کا انتخاب کرتا ہے۔(دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۵)

باقی رہی یہ بات کہ چار کو کیوں خاص کیا گیا؟ تو یاد رہے کہ ہمارے نزدیک صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین وغیرھم میں سے سب کے سب ائمہ مجتہدین، محترم ومکرم ہیں اور سب ہی قرآن وسنت پر عمل کرتے ہیں اور ان تمام نے ہی اصول اربعہ کی روشنی میں مسائل کا استنباط واستخراج کیا۔اور لیکن چونکہ مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر مذاہب مدّون ومرتب نہ ہونے کی بناء پر [illegible]ط نہ رہ سکے اس لیے بقول شاہ ولی اللہ دہلوی چوتھی صدی ہجری میں امت کا اجماع ہو گیا کہ صرف چاروں مذاہب پر ہی عمل کیا جائے گا۔دیگر مذاہب منتشر وغیر مدّون ہیں لہذا ان پر عمل کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔تفصیل کے

لیے دیکھیئے! فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناوی ج ا ص ۲۱۰، المجموع شرح المہذب للنووی ج ا ص ۹۱، عقد الجید ص ۳۱، انصاف ص ۵۹، فتاوی کبریٰ لابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۴۶، وغیرہ۔

دھوکہ دینے سے پہلے آدمیوں کو اس کے انجام کی بھی فکر کرنی چاہیے کہ حقیقت کھل جانے پر کتنی رسوائی و شرمساری ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ مؤقف صرف احناف کا ہی نہیں بلکہ اجماعی مؤقف ہے کہ عوام الناس ان چاروں فقہی مذاہب کے واسطہ سے ہی قرآن وسنت اور اجماع وقیاس پر عمل کریں گے۔ لہٰذا یہ سراسر بکواس ہے کہ عمل کے لیے صرف چاروں کو خاص کر لیا گیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر مقلد کا اپنے امام کی بات پر عمل کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بالواسطہ وہ قرآن وسنت پر ہی عمل کر رہا ہے اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ خود وہابیوں نے بھی یہ جرم اپنا رکھا ہے کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی اجازت دینے کی بجائے ان کے XX مولوی ،، مسائل بتاتے ہیں اور عوام ان کے قول فتوے اور رائے پر عمل کرتے ہیں۔ کیا کوئی وہابی حلفاً کہہ سکتا ہے کہ ہم جب بھی مسئلہ بتاتے ہیں تو ساتھ قرآن وحدیث کی دلیل بھی پڑھ سناتے ہیں۔؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ یقین نہ آئے تو ان کا کوئی مرتب شدہ ,, فتاویٰ ،، اٹھا کر دیکھ لیجیئے، وہاں پر کتنے ہی سوالوں کے جواب میں ہاں، نہیں یا جائز اور نا جائز ہے کے الفاظ ملیں گے۔ تفصیل ہمارے کتابچہ ”وہابیوں کی تقلید“ میں ہے۔ تو پھر ان کے انداز میں کہہ دیا جائے کہ وہابیوں نے قرآن وحدیث کے لیے صرف اپنے چند مولویوں کو خاص کر رکھا ہے، ان کی عوام اور نیم ملاؤوں کا قرآن

وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ان کے لیے قرآن وحدیث پر عمل کرنا شجر ممنوعہ ہے۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا
نجدی کو دل نہ دینے پر کتنا غرور تھا

باب سوم

مسائل اہلسنّت

اور

مخالفین کی نشاندہی

ہم قارئین کو ایک فیصلہ کن موڑ کی طرف لاتے ہوئے یہاں چندان مسائل کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جن کا تعلق ‶‶ مسلک اہلسنت،، کے ساتھ ہے اور مخالفین نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے انہیں شرک، کفر، بدعت اور غلط قرار دے کر انکار کیا ہے۔ قطع نظر اس کے وہ مسائل اصولی ہیں یا فروعی۔

عام طور پر مخالفین ان اختلافی مسائل پر (زیادہ تر) اپنے ہی ہم نظریہ لوگوں کی عبارات اور غیر صریح یا غیر متعلقہ اقوال پیش کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کو ‶‶ راہ راست،، سے بہکا دیا جائے لیکن ہماری درج ذیل بحث سے منصف مزاج لوگ اس حقیقت کو جان لیں گے کہ وہ کونسے عقائد و مسائل ہیں جن کی بناء پر اہلسنّت دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے

ہیں اور حق و باطل کی پہچان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ محض کسی فرقہ و پارٹی کا خود کو سنی، اہلسنّت، اہلحدیث اور جماعت المسلمین وغیرہ کہلانا کافی نہیں جب تک وہ اس منہج و مسلک پر کار

بند نہ ہو جو قرآن و سنّت اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہما سے اخذ کیا گیا ہے اور امت مسلمہ ان نظریات و معاملات کی حامل و عامل ہے۔

سطور ذیل میں طریقہ کار یہ ہوگا کہ بعض مقامات پر ان اکابر کی تصریحات پیش کی جائیں گی جو اہلسنّت (حنفی بریلوی)، دیوبندی اور وہابی حضرات تینوں کے ہاں یا تین میں سے دو کے ہاں مسلّم ہوں گے بعض مقامات پر اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم یا فرمان نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام نقل کر کے اس کے مقابلے میں مخالفین کے معتبر و مستند علماء کی عبارات یا محض اس کا حوالہ درج کر دیا جائے گا اور پھر ہر شخص کو دعوت عام ہوگی، کہ وہ پہچان لے کہ سنی کون ہے اور اہلسنّت کہلانے کے باوجود سنیّت کا مخالف و باغی کون ہے؟۔

۱۔علم الٰہی ازلی ابدی

عقائد اہلسنّت میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ

واللہ تعالیٰ یعلم حقائق الاشیاء کلیھا وجزئیھا ظاھرھا ومخفیھا بعلم ذاتی صمدی ازلی ابدی۔ (شرح فقہ اکبر ص ۷ ۳ مطبوعہ پشاور)

اور اللہ تعالیٰ اشیاء کے حقائق کو کلی، جزئی، ظاہری اور مخفی تمام کو جانتا ہے ذاتی، غیر محتاج، ازلی اور ابدی علم کے ساتھ۔

یہی عقیدہ شرح عقائد ص ۷، البند اس ص ۱۹۴ تکمیل الایمان ص ۸ فارسی ص ۲۶ مترجم وغیرہ کتب عقائد میں مرقوم ہے۔ جس سے واضح ہے کہ علم الٰہی سے کوئی چیز خارج نہیں، وہ بعد میں ہونے والی اشیاء کو ازل سے ہی جانتا ہے اور اسے کسی سے دریافت کرنے کی

کوئی ضروت وحاجت نہیں ہے۔

جبکہ دیو بندیوں، وہابیوں کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا علم بعد میں ہوتا ہےاوروہ جب چاہے دریافت (پوچھ) بھی کرلیتا ہے۔ملاحظہ ہو!

امام الوھابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے: اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجیئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (تقویۃ الایمان ص ۴۴)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا علم لازمی وضروری وبالفعل نہیں اور ذاتی بھی نہیں، کیونکہ وہ جب چاہے دوسروں سے پوچھ لیتا ہے۔گویا وہ بندوں کا محتاج ہے۔

حسین علی واں بھچروی دیوبندی نے لکھا ہے کہ اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے۔(بلغۃ الحیر ان ص ۱۵۶)

دیوبندیوں، وہابیوں نے قرآن کے تراجم میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہ جاننے والا اور بھول جانے والا قرار دیا ہے۔تفصیل کے لیے ہماری زیر طبع کتب ”مطالعہ وہابیت،، اور ”مطالعہ دیوبندیت،، دیکھیئے!۔

۲۔اللہ تعالیٰ جھوٹ سے پاک

ملاعلی قاری اہلسنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

والکذب علیہ محال۔(شرح فقہ اکبر ص ۲۷)

جھوٹ اللہ پر محال (اس کی شان کے خلاف) ہے۔

علامہ عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی لکھتے ہیں:

الکذب فی کلامه تعالیٰ باطل بالاجماع۔(حاشیہ علی الخیالی ص ۲۰۱)

کلام الٰہی میں کذب بالاجماع باطل ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

جان لوتمام اہل مذاہب کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے۔

(نبراس ص ۲۱۹)

علامہ سعدالدین تفتازانی نے بھی لکھا ہے:

کہ اجماع علماء سے کذب باری محال ہے۔(شرح مقاصد ج ۲ ص ۱۰۴)

امام ابن ہمام عقیدہ اہلسنت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ پر صفات نقص مثل جہل اور کذب کے محال ہے۔

(مسامرہ ص ۳۶۳)

لیکن اس اجماعی واتفاقی عقیدۂ اہلسنت کے برخلاف دیوبندی اور وہابی حضرات کے اکابر نے اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے پاک ماننے سے انکار کردیا ہے۔

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہے۔ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی طاقت خدا کی طاقت سے زیادہ ہے۔(یک روزہ فارسی ص ۱۷)

اس گندے عقیدے کا اظہار دیوبندیوں نے فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷، ۲۳۸، بوادر النوادر ج ۱ ص ۲۱۰، الجہد المقل ج ۲ ص ۴۰، ص ۴۴، تذکرۃ الخلیل ص ۸۶، براہین قاطعہ ص ۶، ۸، ۲۷، پر کیا ہے۔

اور غیر مقلد وہابیوں نے شمع توحید ص ۱۲، اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۲۔ ۷ ۲ اگست 1915ء فتاوٰی سلفیہ ص ۱۵۵ پر کیا۔

اب سوچیئے! کہ اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کا پرچار کرنے والے کس منہ سے خود کو اصلی اہلسنّت اور حقیقی اہلسنّت کہلاتے ہیں۔

؎ شرم ان کو مگر آتی نہیں

۳۔ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ

فقہاء اسلام نے فرمایا ہے:

یکفر باثبات المکان للہ تعالی۔ (فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ: حق تعالیٰ کا مکان نہیں، اور فوق وتحت کی جہت کا کوئی تصور نہیں، یہی ہے مذہب اہلسنّت وجماعت کا۔ (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ۲۸۵ استنبول)

یعنی اللہ تعالیٰ مکان اور اوپر نیچے کی جہت سے پاک اور منزہ ہے۔

جبکہ دیوبندیوں، وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

خدا تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت وغیرہ سے پاک ماننا حقیقی بدعات سے ہے۔

(ایضاح الحق ص ۱۵۳)

یہ سراسر اہل اسلام، اہلسنّت کے مقابلے میں خم ٹھونک کر کھڑے ہونے والی بات ہے۔

جس سے واضح ہے کہ ان لوگوں کا اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۴۔قرآن مخلوق نہیں

امام نسفی نے اہلسنّت کا عقیدہ لکھا ہے:

والقرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق۔ (شرح عقائد ص ۵۸)

قرآن اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے سیدنا امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۱)

اسی طرح امام بیہقی نے الاسماء والصفات جلد اول ص ۳۸۸، ص ۳۸۱ وغیرہ اور سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۲۰۶ پر امام بخاری نے خلق افعال العباد میں قرآن کے مخلوق نہ ہونے پر کثیر اقوال نقل کیے ہیں۔

اس کے برعکس وہابیوں کے ××شیخ الاسلام، ثناء اللہ امرتسری نے صاف لکھا ہے:

××ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ...... قرآن بھی خدا کا پیدا کیا ہوا نور مخلوق ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۷۹۳)

۵۔انبیاء کرام معصوم

امام نووی قاضی عیاض مالکی سے نقل کرتے ہیں:

ہمارے ائمہ میں سے فقہاء و متکلمین کے محقق واہل نظر کی جماعت کا مذہب ہے کہ انبیاء کرام صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں، جس طرح کبیرہ گناہوں سے معصوم

ہیں۔(نووی بر مسلم ج ا ص ۱۰۸)

امام ابن ھمام اور امام ابن ابو شریف قدسی نے لکھا ہے:

جمہور اہلسنّت کا مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی کبائر اور صغائر سے عصمت واجب ہے۔(مسامرہ شرح مسائرہ ص ۲۳۲)

اس کے مقابلے میں قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے:

پھر دروغ صریح (صاف جھوٹ) بھی کئی طرح ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔(تصفیۃ العقائد ص ۲۵)

مزید لکھا ہے: بالجملہ علی العموم کذب (جھوٹ) کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہے، خالی غلطی سے نہیں۔

(ایضاً ص ۲۸)

وہابیوں کے مولوی رفیق خان پسروری نے لکھا ہے:

اللہ کی ذات پاک نور ہے اور ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے مگر انسان چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی خاکی اور لوازمات زندگی سے ملوّث ہیں (اصلاح عقائد ص ۱۵۴)

یعنی دوسرے لوگوں کی طرح انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی عیب سے خالی نہیں، ان کی زندگی بھی ملوث ہوتی ہے۔

۶۔حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس رادروی خلاف نیست

حیاتِ جسمانی دنیاوی حقیقی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۷۴)

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے۔

شمس الحق عظیم آبادی وہابی نے لکھا ہے:

محققین کی جماعت کا یہی نظریہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر انور میں وفات شریف کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے۔

(عون المعبود شرح ابی داؤد ج ۱ ص ۴۰۵)

یہی بات قاضی شوکانی کی نے کہی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)

اسماعیل سلفی نے بھی انبیاء کو زندہ، ان کی عبادت، تسبیح وتہلیل اور رزق دیے جانے کو تسلیم کرنا اتفاقی امر لکھا ہے۔ (تحریک آزادی فکر ص ۳۸۵، حیاۃ النبی ص ۱۸)

اس کے مقابلے میں امام الوہابیہ احسان الٰہی ظہیر نے مسئلہ حیات الانبیاء کا مذاق اڑایا۔ ملاحظہ ہو! البریلویہ ص ۸۰، ۲۲۱ عربی ص ۱۲۱، ۲۷۰ مترجم۔

جبکہ دیوبندیوں، وہابیوں کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی نسبت کرتے ہوئے یہ لکھ مارا ٭٭ مر کے مٹی میں ملنے والا،، (تقویۃ الایمان ص ۹۳) جو نہایت قبیح بہتان، گستاخی اور مردود ہے۔ یہ جملہ وہ کسی عام آدمی کے لیے بھی نہیں بول سکتے چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بولا جائے۔

۷۔ بعد از وصال تصرفاتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

وقد اثبت غیر واحد تمثل النفس وتطورها لنبینا ﷺ بعد الوفاۃ وادعی انه علیه الصلوٰۃ والسلام قد یری فی عدۃ مواضع فی قبرہ الشریف یصلی... الخ (تفسیر روح المعانی پارہ ۲۳ ص ۱۳ مصر)

اور بکثرت حضرات (علماء محققین) نے حضور ﷺ کے لیے وفات شریف کے بعد آپ کی روح اقدس کے متمثل ہو کر ظہور فرمانے کو ثابت کیا ہے اور یہ دعوٰی کیا ہے کہ حضور ﷺ بسا اوقات ایک ہی وقت میں بہت سی جگہوں میں دیکھے جاتے ہیں ،حالانکہ آپ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

مزید لکھا ہے: کہ وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا اور بیداری میں فیض لینا اس امت کے بہت سارے کاملین کے لیے واقع ہوا ہے جس طرح سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاء میں فرمایا۔ (روح المعانی ص ۲۲ پارہ ۳۳)

علامہ اسماعیل حقی نے بھی امام غزالی سے یہی نقل کیا ہے۔ (روح البیان ج ۱ ص ۹۹)۔

جبکہ مخالفین کے نزدیک یہ عقیدہ شرک وکفر سے کم درجہ نہیں رکھتا۔

۸۔ اختیارات مصطفٰے ﷺ

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ہمارے ائمہ (اہلسنت) نے نبی کریم ﷺ کے خصائص سے اس چیز کو شمار کیا ہے کہ آپ ﷺ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرمالیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۲۳)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام آپ ﷺ کے سپرد ہیں جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں۔ ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں، اور وہی کام کسی دوسرے کیلیئے جائز قرار دیں۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸۳)

یہی بات اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۲۳ پر بھی لکھی ہے۔

اس کے مقابلے میں دیوبندیوں، وہابیوں کے ××بزرگ،، اسماعیل دہلوی نے رسول کریم ﷺ کے اختیار کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ×× آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے قول وفرمان مبارک کو شریعت ماننے کو شرک اور ایسے لوگوں کو مشرک لکھ مارا ہے۔ ملاحظہ ہو! تقویۃ الایمان ص ۶۸، ۶۹۔ ۸۹

۹۔ رفعت مصطفی ﷺ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

سیدالانبیاء ﷺ کے حق میں اجمالی عقیدہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو مرتبہ ہے، وہ آپ کیلیئے ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عقیدہ یہ ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ وباطنہ جمع نہ ہوئے جتنے کہ آپ کے بدن مبارک میں جمع تھے۔ یہ ایمان کا کمال ہے۔ (شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۰)

امام نووی حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں:

ایمان اس وقت صحیح ہوتا ہے جب نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت کو ہر والد، اولاد، محسن و مفضل کے قدر و مرتبہ سے بلند (خیال) کرے، جس کا یہ عقیدہ نہ ہوا اور اس نے اس کے برخلاف عقیدہ رکھا وہ مؤمن نہیں۔ (نووی بر مسلم ج ا ص ۴۹)

یعنی مرتبہ الوھیت کے بعد درجہ رسالتِ مصطفیٰ ﷺ ہے، کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ بڑھ کر ہو اور جو رسول اللہ ﷺ کو ہر کسی سے بلند مرتبہ یقین نہ کرے وہ ہرگز ایماندار نہیں۔

جبکہ اس کے برخلاف دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے انبیاء و اولیاء کو چمار سے ذلیل، گاؤں کے چودھری جتنا مقام، بڑے بھائی جیسا، ناکارہ اور ایک بشر سے بھی کم تعریف والا قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو! تقویۃ الایمان ص ۳۵، ۸۷، ۹۶، ۵۴، ۹۶

اور دیوبندیوں نے کہا کہ امتی بسا اوقات عمل میں رسول ﷺ کے برابر بھی ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے اور کئی باتوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے برابر بلکہ زیادہ مرتبہ والے ہیں۔ ملاحظہ ہو! تحذیر الناس ص ۵، افاضات یومیہ ج ۹ ص ۶۰۔

۱۰۔ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اہل معرفت کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی

اجازت مل گئی۔ان کی آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکتِ متابعت کی طفیل ہے، نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار الٰہی میں نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں، حضور کو دیکھتے ہی **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** کہتے ہوئے آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۸ مصر)

یہی مضمون عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۱۱، مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۲۳۰، زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۳۲۹، زرقانی شرح مؤطا ج ۱ ص ۱۹۰ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔اسے دیوبندیوں نے بھی نقل کیا ہے۔ملاحظہ ہو! فتح الملہم ج ۲ ص ۱۴۳، اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۶۵۔

اور حقیقت محمدیہ کے تصرفات کی بات نواب صدیق حسن خان نے مسک الختام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۲۵۹ پر بھی لکھی ہے۔

جس سے واضح ہے کہ نمازی عین حالت نماز میں جب رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور آپ کو بارگاہ الوھیت میں موجود پاتے ہیں تو پھر سلام عرض کرتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں دیوبندیوں، وہابیوں کے امام، اسماعیل دہلوی نے نماز میں رسول اللہ ﷺ کی طرف خیال کرنا بیل اور گدھے کی صورت میں غرق ہوجانے سے بھی برا لکھا ہے۔اور لکھا ہے کہ جتنی رکعتوں میں خیال آئے اس سے دگنی رکعتیں دوبارہ پڑھنی چاہییں۔العیاذ باللہ ملاحظہ ہو! (صراط مستقیم ص ۸۶ فارسی، ص ۱۲۹ اردو)

۱۱۔رسول اللہ ﷺ کو پکارنا

حافظ ابن کثیر نے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں لڑنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھا ہی ثم نادی بشعار المسلمین و کان شعار هم یو مئذیا محمداہ۔

(البدایہ والنھایہ ج۶ ص ۳۲۴)

پھر انھوں نے مسلمانوں کی نشانی والا نعرہ لگایا، اس وقت ان (مسلمانوں) کی علامت یا محمداہ (یارسول اللہ ﷺ ہماری مدد کیجو!) کہنا تھا۔

امام طبری نے بھی مسلمانوں کا یہی معمول لکھا ہے۔(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۰)

یہی بات الکامل لابن اثیر ج ۲ ص ۲۴۶ پر بھی ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے لکھا ہے:

هذا مما تعاهده اهل المدينة۔(نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۵۵)

رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کا یہ طریقہ اہل مدینہ کا معمول ہے۔

ابن قیم نے بھی تسلیم کیا کہ یارسول اللہ پکارنا مسلمانوں کا معمول ہے۔

(جلاء الافھام ص ۸۸)

شبیر احمد دیوبندی نے تسلیم کیا ہے:

کہ امت کے لاکھوں افراد نے رسول اللہ ﷺ سے بصیغہء نداو خطاب اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔(یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص ۲۸)

اس کے مقابلے میں دیوبندیوں، وہابیوں کا اسے شرک قرار دینا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، ان کا یہ عمل مسلمانوں کے طریقے سے انحراف ہے۔

۱۲۔روضہ رسول ﷺ کیلیے سفر

امام یحیی بن شرف نووی رحمہ اللہ، قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اسلام کے دورِ آغاز میں تمام مخلص ایمان اور پختہ اسلام والے لوگ مدینہ منورہ چلے آئے، مہاجرین نے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا، رسول کریم ﷺ کی زیارت کا شوق لے کر کہ آپ سے شرف تعلیم اور سعادت قرب حاصل ہو۔ بعد ازیں خلفائے راشدین کے ادوار میں (بھی) لوگ (مسلمان) اسی طرح حاضری دیتے رہے۔ اسی مقصد (صحابہ کرام سے اخذ علم اور روئیت وقرب اور سکونت) کیلیے اور انصاف کی سیرت پانے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنے کیلیے، پھر ان کے بعد وہ علماء جو وقت کے آفتاب اور ہدایت کے امام تھے، اہل مدینہ سے وہاں پر پھیلی ہوئی سنتیں سیکھنے جاتے۔ پس ہر ثابت، پختہ، ایمان، شرح صدر (والا مسلمان) مدینہ منورہ کی طرف رخت سفر باندھتا ״ثم بعد ذلک فی کل وقت الی زماننا لزیارۃ قبر النبی ﷺ التبرک بمشاھدۃ آثارہ وآثار اصحابہ الکرام فلا یاتیھا الا مومن،،۔

(نووی بر مسلم ج ۱ ص ۸۴)

پھر بعد والے ہر زمانے میں ہمارے دور تک نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت، آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے برکت حاصل کرنے کیلیے سفر ہوتا رہا ہے۔ وہاں (اس مقصد کیلیے) صرف مومن ہی جائے گا۔

جبکہ وہابیوں کے نزدیک روضہ رسول ﷺ کے لیے سفر شرک ناجائز اور منع ہے، ملاحظہ ہو! وہابیوں، دیوبندیوں کے امام، اسمٰعیل دہلوی کی ״تقویۃ

الایمان،، ص ۲۵ ملخصاً وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا ابن تیمیہ کے اس برے عقیدے کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے نفرت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! فتح الباری جلد سوم ص ۳۰۸۔

حضرت ملا علی قاری نے بھی ابن تیمیہ کے اس گھناؤنے عقیدے کا ذکر کر کے تکفیر کی تصویب کی ہے، شرح الشفا علی ہامش نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۴۔

اور غیر مقلدوں کی کتب فتح المجید ص ۲۱۵، فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۸۹، مسئلہ زیارت قبر نبوی ص ۱۷، اسماع موتی ص ۱۲، انوار التوحید ص ۱۷۳ تا ۱۷۵۔

جس سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دیوبندیوں، اور وہابیوں کا مسلک اہلسنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ اہل بدعت ہیں۔

۱۳۔ حاضر و ناظر

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وباچندیں اختلافات و کثرت مذاهب که در علماء امت ست یک کس را دریں مسئله خلافی نیست که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بحقیقت حیات بے شائبه مجازوتوهم وتاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضرو ناظرومرطالبان حقیقت راو متوجّهان آنحضرت رامفیض ومربّی ست۔ (مکتوبات برحاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۵۵، دوسرا نسخہ ص ۱۶۱)

اگرچہ علمائے امت میں مذاہب کی کثرت بھی ہے اور ان میں بے شمار اختلاف بھی، پھر بھی اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اکرم ﷺ حقیقت حیات کے

ساتھ، بغیر مجاز کے شائبہ کے اور تاویل و وہم کے بغیر دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں، طالبان حقیقت کو اور آنجناب کی طرف توجہ کرنے والوں کو فیض بھی عطا فرماتے ہیں اور ان کی تربیت بھی فرماتے ہیں۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کے ،، حاضر و ناظر ،، ہونے کے مسئلہ میں اس وقت (گیارہویں صدی ہجری) تک کسی عالم کا بھی اختلاف نہ تھا، منکرین بعد کی پیداوار ہیں۔

علامہ ابن الحاج اور شارح بخاری علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

ہمارے علماء نے فرمایا: آپ ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں ،اپنی امت کو دیکھنے اور ان کے حالات، نیات، اور ارادے اور دل کی باتوں کو جاننے میں، یہ سب آپ پر ظاہر ہے، کوئی پوشیدگی نہیں۔ (المدخل ج ۱ ص ۲۵۲، مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی ج ۸ ص ۳۰۵) نوٹ شارح مواہب علامہ عبدالباقی زرقانی نے بھی اسے قائم رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو ،، حاضر و ناظر ،، ماننا اہلسنّت کا مؤقف ہے۔

جبکہ دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں نے اسے شرک و کفر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۶۴، اور اسی پر شرفیہ اور فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۲۸ پر ایسے عقیدہ والے کو مشرک، راس المشرکین، امام بنانا ناجائز، معاملہ ترک کرنا چاہیئے اور توحید و سنّت سے خارج قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ کو دیوبندیوں نے بھی کفر و شرک کہا دیکھیئے! گلدستہ توحید ص ۱۰۵، آنکھوں کی ٹھنڈک ۸۰، ۳۱، راہ سنّت ص ۸۷، جواہر القرآن ص ۷۷ از

غلام خاں پنڈوی، جوان کے اہلسنت سے خارج ہونے کی دلیل ہے۔

۱۴۔جسمانی معراج

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

فحديث الاسراء اجمع عليه المسلمون واعرض عنه الزنا دقة والملحدون۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۶)

واقعہ اسراء پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، صرف ملحد و زندیق لوگ اس کا انکار کرتے ہیں

امام نووی لکھتے ہیں: حق یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج جسمانی ہی کرایا گیا تھا ، یہی مؤقف ہے اکثر لوگوں، اکابر سلف اور تمام متاخرین فقہا، محدثین اور متکلمین کا۔

(نووی بر مسلم ج ۱ ص ۹۱)

جسمانی معراج کا منکر بدعتی ،گمراہ ، گمراہ کن اور فاسق ہے دیکھئے! تفسیرات احمدیہ ص ۵۹۳، شرح عقائد نسفی ص ۱۳۱، شرح فقہ اکبر ص ۱۳۵۔

نوٹ: محمد علی جانباز وہابی نے لکھا ہے:

''معراج جسمانی پر ہر چہار مذاہب کا اجماع ہے'' (معراج المصطفی ص ۴۹)

لیکن افسوس وہابیوں نے اس کا انکار کر کے اہلسنت سے خود کو الگ کر دیا ملاحظہ ہو!

غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری نے لکھا ہے:

جبرائیل علیہ السلام کا چھت پھاڑ کر آنا خواب میں ہے، بیداری میں نہیں۔ (العطر البلیغ ص ۱۲۳)

مزید لکھا ہے: سینہ چاک کرنا بھی خواب میں ہے...... براق کے قدم اس کے قد و

قامت کے مناسب ہوں تو بیداری میں اس کے قدم کا فاصلہ اس کے مناسب ہوتا ہے
مگر یہاں غیر مناسب ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواب ہے بیداری نہیں۔

(ایضاً ص ۱۲۴)

یاد رہے وہابیوں کے ثقہ امام ※※ خواجہ قاسم،، نے ※※ حضرت عائشہ کو معراج کے جسمانی ہونے سے انکار تھا،، (تعویز اور دم ص ۱۷) کا جملہ لکھ کر صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا ہے۔ اور آپ کا نام لے کر جھوٹ بولا، یعنی اپنا عقیدہ انکے سر تھوپ دیا۔ العیاذ باللہ

۱۵۔وسیلہ صالحین

علامہ عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں:

اعلم ان التوسّل الی اللّٰہ تعالی بالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبا صحابہ والتابعین علیہم رضوان اللہ تعالی اجمعین امر جائز مشروع وھو نوع من الشفاعة وھی حق عنداھل السنة۔

(الحدیقۃ الندیہ ج ۲ ص ۱۲۶)

جان لے! اللہ تعالی کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین (و دیگر نیک لوگوں) کا وسیلہ پیش کرنا جائز اور شرعاً درست ہے، یہ شفاعت کی ہی ایک

قسم ہے اور اہلسنّت کے نزدیک حق (و درست) ہے۔

یہی مضمون علامہ تقی الدین سبکی نے شفاء السقام ص ۱۳۳، علامہ شامی نے فتاوی شامی ج ۵ ص ۲۸۱ اور علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۶ پر لکھا ہے۔

جبکہ اس سنی موقف کے مقابلے میں غیر مقلد وہابی اور مماتی دیوبندی اسے شرک اور غلط بلکہ یہودیوں کا طریقہ قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو! عقیدہ مسلم ص ۱۲۷، از یحیٰ گوندلوی وہابی، وسیلہ ص ۴۳ از خواجہ قاسم وہابی، جواہر القرآن جلد دوم از غلام اللہ مماتی دیوبندی، وسیلہ کیا ہے؟ از عطااللہ بندیالوی دیوبندی۔

۱۶۔ اہل قبور سنتے ہیں

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی کہ جب اہل قبور کو سلام کہیں تو ایسے سلام کہیں جیسے مخاطب کو سلام کہا جاتا ہے۔ پس سلام کہنے والا کہے، تم پر سلام ہو مومن قوم کے گھر والو!، اور یہ خطاب اس کو ہے جو سنتا اور جانتا ہے، اگر ان کو یہ خطاب نہ ہوتا تو معدوم اور جماد کے خطاب کی طرح ہوتے، سلف صالحین کا اس پر اجماع ہے۔ اور تواتر کے ساتھ ان سے آثار مروی ہیں کہ جب کوئی زندہ میت کی زیارت کو حاضر ہوتا ہے تو وہ اسے پہچانتا بھی اور اس کی آمد پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۹۵)

دیوبندیوں، وہابیوں کے پیشوا ابن قیم نے کتاب الروح ص ۵۴ پر بھی یہ مضمون لکھا ہے

وحید الزمان حیدر آبادی وہابی نے لکھا ہے:

محققین اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں، اس باب میں وارد ہیں۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۴۰ ونحوہ فی تیسیر الباری ج ۴ ص ۴۲، ۴۱، ج ۱ ص ۸۰۲، ۸۸۰، ۷۷۶، ۷۹۹، لغات الحدیث ج ۲ کتاب س ص ۱۲۶، ھدیۃ المھدی ص ۶۰)

اس کے مقابلے میں وہابیوں کے ''امام العصر احسان الٰہی ظہیر،، نے ''سماع موتی،، کا مذاق اڑایا ہے۔ ملاحظہ ہو! البریلویہ ص ۸۷ عربی ص ۱۱۸ مترجم۔

عبداللہ روپڑی نے انکار کیا ہے (سماع موتی ص ۱۳)

مماتی دیوبندیوں کا ردعمل بھی ایسا ہی ہے ان کی متعدد کتب اس پر گواہ ہیں۔

۱۷۔ کثرت صلوٰۃ

امام سخاوی لکھتے ہیں:

علامۃ اھل السنۃ کثرۃ الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(القول البدیع ص ۵۲)

اہلسنّت کی نشانی نبی کریم ﷺ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھنا ہے۔

فائدہ: یہی مضمون ص ۴، ۳۳ اور ص ۴۳ پر بھی ہے۔

یہی بات دیوبندیوں کے شیخ الحدیث، زکریا تبلیغی کاندھلوی نے فضائل درود شریف ص ۹ اور فضائل اعمال یعنی تبلیغی نصاب ص ۲۸۸ پر لکھی ہے۔

معلوم ہوا کہ کثرت سے صلوٰۃ پڑھنا اہلسنّت کا نشان ہے اور مختلف حیلے بہانے بنا کر اس سے روکنا اور چیں بجبیں ہونا اہل بدعت، بدمذہب لوگوں کی پہچان ہے۔

۱۸۔ تبرکات کی اہمیت

امام نسفی لکھتے ہیں:

یصلی فیه المسلمون ویتبرکون بمکانهم

(تفسیر مدارک بر حاشیہ خازن ج ۳ ص ۲۰۶)

مسلمان اس (اصحاب کہف کی مسجد) میں نماز پڑھتے ہیں اور ان کی جگہ (مزار) سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

یہی بات تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۲۳ پر ہے۔ اور تفسیر کبیر ج ۲۱ ص ۱۰۵ پر بھی یہ مسلمانوں کا ہی نظریہ لکھا گیا ہے۔

ادریس کاندھلوی دیوبندی نے معارف القرآن ج ۴ ص ۴۰۵، امین احسن اصلاحی دیوبندی نے تدبر القرآن ج ۴ ص ۵۷۵، غلام اللہ خان مماتی دیوبندی نے جواہر القرآن ج ۲ ص ۶۵۶ پر یہی لکھا ہے کہ مسلمانوں کا یہ مؤقف ہے کہ اصحاب کہف کی مسجد میں عبادت کریں گے اور ان کی جگہ سے برکت حاصل کریں گے۔

جس سے واضح ہے کہ اللہ والوں کی نسبت سے اشیاء برکت والی ہو جاتی ہیں اور انہیں متبرک سمجھ کر ان سے برکت حاصل کرنا مسلمانوں کا کام ہے۔

قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں مسلمان، قبر نبوی کی زیارت اور آثار نبوی و آثار صحابہ سے

برکت لینے کیلیئے مدینہ شریف جاتے رہے ہیں۔(نووی بر مسلم ج۱ ص ۸۴)

امام نووی لکھتے ہیں:

اس (حضور ﷺ کی حجامت کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بالوں کو لینے والی) حدیث میں آثار صالحین سے برکت لینے کی دلیل ہے۔اور اس بات کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے،جس برتن میں آپ اپنا مبارک ہاتھ ڈالتے اس سے بھی اور آپ کے مبارک بال سے بھی برکت حاصل کرتے۔(نووی بر مسلم ج ۲ ص ۲۵۶)

یہی بات وحید الزمان حیدر آبادی نے مسلم مترجم ج۶ ص ۳۷ پر،خواجہ قاسم نے تعویز اور دم ص ۵۸،اور یحییٰ گوندلوی نے عقیدۂ مسلم ص ۲۹۷ پر لکھی ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں وہابیوں نے اس کا انکار اور اسے تسلیم نہ کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ دیا ہے۔مثلاً دیکھیئے،عقیدۂ مسلم ص ۲۹۷ پر غیر انبیاء کے تبرکات کا انکار کیا ہے۔تعویز اور دم ص ۵۸ پر برکت والی بات کو سراسر تجاہل عارفانہ لکھا ہے۔اور ماہنامہ محدث لاہور ص ۲۵،دسمبر ۲۰۰۲ئ بعد از وصال تبرکات کا انکار کیا گیا ہے۔

۱۹۔قیام تعظیمی

امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

فیہ اکرام اھل الفضل وتلقیھم بالقیام لھم اذا اقبلوا ھکذا احتج بہ جماھیر العلماء لاستحباب القیام۔(نووی بر مسلم ج ۲ ص ۹۵)

یعنی فضیلت (وعظمت) والے حضرات (علماء مشائخ) کی تعظیم اور جب وہ تشریف لائیں تو کھڑے ہونا درست ہے۔ جمہور علماء نے قیام (تعظیمی) کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔

لیکن اس کے برعکس وہابی حضرات اس قیام کا انکار کرتے ہیں مثلاً

دیوبندیوں، وہابیوں کے مسلّم امام، اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے: کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں، سو اور کسی لیئے نہ کیا چاہیئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۰)

گویا یہ عمل ان کے نزدیک ٭٭ شرک،، ہے، جو مسلمانوں کے عمل کو شرک قرار دے وہ ہرگز ہرگز اہلسنت نہیں ہوسکتا، خواہ اپنا نام کچھ بھی رکھ لے۔

یحیٰی گوندلوی نے بھی اسے شرعاً ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ (عقیدۂ مسلم ص ۱۳۹)

عبدالغفور اثری نے بھی بالکل غیر اسلامی، قطعاً بدعت ممنوع اور حرام لکھا ہے۔

(السلام علیکم ص ۱۳۶ تا ۱۳۸)

۲۰۔ اولیاء سے مدد طلب کرنا

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو ان اولیاء اللہ سے استمداد کا منکر ہے جو دار فناء سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے، یہ منکر ان کی بارگاہ میں توجہ کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں اور بت پرستوں میں شمار کرتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے بکتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۱)

واضح ہو گیا کہ اولیاء سے مدد طلب کرنے کو شرک کہنے والے بعد کی پیداوار ہیں۔

۲۱۔ رفع یدین واجب نہیں

امام یحییٰ بن شرف نووی نے لکھا ہے:

واجمعوا علی انه لا یجب شئی من الرفع۔

(نووی بر مسلم ج ۱ ص ۱۶۸)

اور تمام علماء کا اجماع ہے کہ رفع یدین کسی جگہ بھی واجب (لازم وضروری) نہیں۔

وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی نے شاہ رفیع الدین دہلوی کے حوالے سے استناداً لکھا ہے: مع اتفاقهم لم یصح فیه امر استحباب ولا بیان فضیلة۔

(الروضۃ الندیہ ج ۱ ص ۹۵)

یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ رفع یدین کے متعلق کوئی ایک بھی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں اسے مستحب کہا گیا ہو یا اس کی فضیلت بیان کی گئی ہو۔

جبکہ غیر مقلد وہابی حضرات دن رات اسے فرض، واجب اور لازم قرار دیتے ہیں حتی کہ رفع یدین چھوڑنے والوں کی نمازوں کو ناقص و نامکمل بلکہ باطل قرار دیتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ملاحظہ ہو!

نور العینین ص ۲۴۳ از زبیر علیزئی، قرۃ العینین ص ۶۰ از نور حسین مستری، صلوۃ الرسول ص ۲۴۳، فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۶۳۴ از عبداللہ روپڑی، التحقیق ص ۸۸، ۱۹۸ از طالب الرحمان پنڈوی

معلوم ہوا کہ ان وہابیوں کا موقف ائمہ اہلسنت کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے

۲۲۔ایصال ثواب

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

ونقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعآء ینفع المیت

(شرح الصدور ص ۱۲۷)

اور بہت سے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ دعا میت کو فائدہ دیتی ہے۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اتفق اهل السنة علی ان الاموات ینتفعون من سعی الاحیاء۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

یہی مضمون ہدایہ اولین ص ۲۹۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۷، شرح فقہ اکبر ص ۱۵۸، اور فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۳ ص ۶۵، فتاوی شامی ج ۱ ص ۶۶۶ پر بھی ہے۔

وحید الزمان غیر مقلد نے ہدیۃ المھدی ص ۱۰۷ اور ابن قیم نے کتاب الروح ص ۱۵۷ پر بھی یہی لکھا ہے۔

یعنی زندہ لوگ جو بھی نیک عمل کریں ان کے اس عمل سے فوت شدگان کو فائدہ اور نفع حاصل ہوتا ہے۔مثلاً ایصال ثواب کے مختلف طریقے جن میں دوسرے تیسرے دن کی دعائے مغفرت (قل اور سوئم) ساتویں اور دسویں دن کی دعائے بخشش (ساتا اور

دسواں) چالیسواں، چھ ماہ کے بعد، سالانہ اور گیارہویں و بارہویں (سیدنا غوث اعظم اور سیدنا وحبینا محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمات میں نذرانہ محبت کے) پروگرام۔

ایسے ہی تلاوت قرآن، تسبیح تہلیل، استغفار، نوافل نفلی، حج وغیرہ، علاوہ ازیں ہر نیک عمل کا ثواب۔ ان تمام امور کا تعلق زندوں کے عمل، سعی اور کوشش سے ہے۔

اور اس بات پر اتفاق ہے کہ زندوں کے ہر نیک عمل کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے۔ اسی لیئے آج ہم اہلسنّت وجماعت (حنفی بریلوی) اس پر عمل پیرا ہیں۔

جبکہ دیوبندی وہابی اسے بدعت وغلط قرار دیتے نہیں تھکتے، جس سے واضح ہے کہ ان کا یہ ردعمل اور تردیدی کوشش سراسر اہلسنّت کے اجماعی واتفاقی موقف کے مخالف ہیں۔ پھر بھی ان لوگوں کا خود کو اہلسنّت اور اصلی اہلسنّت کہلانا دھوکہ نہیں تو کیا ہے؟

۲۳۔ تقلید کا اثبات

علامہ ابن البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقد اجمع المسلمون علی جواز قبول الواحد السائل المستفتی لما یخبرہ بہ العالم الواحد اذا استفتاہ فیما لا یعلمہ۔ (التمہید ج ا ص ۲)

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب ایک سائل وفتویٰ پوچھنے والا کسی ایک عالم سے معلوم کرے اور اس کا جواب دے تو اسے قبول کرنا درست ہے۔

کسی ایک یعنی عالم کی رائے کو قبول کرنے پر اجماع ہے اور یہی تقلید ہے مزید ملاحظہ ہو!

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

الناس لم یزالوامن الصحابۃالی ان ظہرت المذاہب الاربعۃ یقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر یعتبر انکارہ ولو کان ذلک باطلا لانکروہ......الخ (عقدالجید ص ۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ علماء کرام میں سے جس سے بھی کوئی متفق ہوتا برابر تقلید کرتے رہے ہیں اور بغیر کسی قابل اعتبار انکار کے یہ سلسلہ چلتا رہا ہے، اگر تقلید باطل ہوتی تو وہ اس کا ضرور انکار کرتے۔

مزید لکھا ہے: چوتھی صدی میں ایک معین مذہب کی تقلید خاص پر اجماع واتفاق ہو گیا تھا

(حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۵۲)

مولانا فقیر محمد جہلمی نے بھی تفسیر مظہری کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنّت و جماعت چار مذاہب، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی پر جمع ہوا ہے۔اور جو شخص ان چار مذاہب سے خارج ہے وہ اہل بدعت و نار ہے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۱۵، ۱۶)

صاحب فتاوی سعدیہ نے بھی اپنی کتاب کے ص ۲ پر یہ قول درج کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ مزید لکھتے ہیں: دوسری صدی کے بعد لوگوں میں معین مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا اور اس وقت ایسے لوگ بہت ہی کم تھے جو معین مجتہد کے مذہب پر اعتماد نہ کرتے ہوں اور اس وقت مذہب معین کی پابندی ہی واجب تھی۔

(انصاف ص ۵۹)

اس عبارت کی توضیح کے لیے درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں تا کہ اخذ نتیجہ میں آسانی

رہے۔ فرماتے ہیں: جان لو کہ لوگ (مسلمان) پہلی اور دوسری صدی میں کسی معین مذہب کی تقلید پر مجتمع نہ تھے۔ (انصاف ص ۵۹ اردو، عربی)

منکرین تقلید ان عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ چوتھی صدی تک تقلید کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ حالانکہ یہ شاہ صاحب پر بہتان بھی ہے اور جھوٹ بھی، کیونکہ بات یہ ہو رہی ہے ''مذہب معیّن،، اور ''امام معیّن،، کی تقلید کی ،رہی بات کہ کیا ابتداً تقلید تھی یا نہیں تو حضرت شاہ صاحب کی سب سے پہلی عبارت میں دوٹوک اس بات کی وضاحت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور سے لے کر اس وقت تک کوئی دور اور زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ جس میں تقلید نہ کی گئی ہو۔ اس طرح تقلید پر اہل اسلام کا اجماع واتفاق ثابت ہوتا ہے۔

باقی رہی بات مذہب معین اور امام معین کی تقلید کی تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حقیقت تقلید پہلی چاروں صدیوں میں بھی موجود تھی لیکن زیادہ تر متفرق، اور جب دیگر مذاہب مرتب ومدّون نہ ہونے کی بناء پر مٹ گئے اور چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) ہی باقی رہ گئے تو مسلمان ان چاروں کی تقلید پر متفق ومتحد ہو گئے، اور ہر کوئی کسی نہ کسی مذہب کا مقلد و پابند ہو گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

علامہ ابن خلدون نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ووقف التقليد في الامصار عند هؤلاء الاربعة......الخ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۸ کتاب نمبر ۱ باب نمبر ۶ فصل نمبر ۷ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر)

اور (تمام) شہروں (کے مسلمانوں) میں ان چاروں مذاہب پر تقلید ٹھہر گئی۔

یعنی اس وقت تمام مسلمانوں کا اس تقلید پر اجماع ہو گیا۔

پھر شاہ ولی اللہ دہلوی ہی دوٹوک لکھتے ہیں:

اور ان آخری زمانوں میں سوائے ان مذاہب اربعہ کے اور کوئی مذہب اس صفت پر (مدوّن، مرتّب اور مشہور) نہیں ہے۔ (عقد الجید ص ۳۱، ۳۲)

مزید کہتے ہیں: جب ان چار مذہبوں کے علاوہ دیگر مذاہب حقہ مٹ گئے تو ان (چاروں) کی اتباع ہی سواد اعظم (جنتی جماعت) کی اتباع ہو گی اور ان سے خروج (وعلیحدگی) سواد اعظم سے خروج (وعلیحدگی) ہو گی۔ (ایضاً ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونا درست ہے، اور چاروں مذاہب کی تقلید صحیح ہے، ان مذاہب کے پیروکار اہلسنّت ہیں، جو ان کے عقائد ونظریات سے الگ ہوا وہ اہلسنّت، اہل حق اور جنّتی جماعت سے نکل گیا۔

علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں:

تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ چاروں مذاہب عقائد میں ایک ہی ہیں۔ (معید النعم ومبید النقم ص ۲۲ مصر)

معلوم ہوا کہ چاروں مذاہب عقائد ونظریات میں متفق ہیں، مخالفین کا اس سلسلہ میں شور وغوغا صرف ضد، عناد اور تعصب پر مبنی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

علامہ عبدالرؤف مناوی، حافظ ذہبی سے ناقل ہیں: جو مجتہد نہ ہو اس پہ کسی مذہب معین کی تقلید واجب ہے...... ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور کی تقلید ناجائز ہے اس لیے کہ مذاہب اربعہ مدوّن ہو کر پھیل چکے ہیں۔

(فیض القدیر ج ا ص ۲۱۰ تحت حدیث اختلاف امتی رحمۃ)

اعتراف حقیقت

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف خود غیر مقلدین کے معتبر و مستند علماء کو بھی ہے ملاحظہ ہو!

☆......ان کے ''شیخ الکل،، نذیر حسین دہلوی نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی عبارت کہ ''چاروں مذاہب کی اتباع سواد اعظم کی اتباع ہوگی اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہوگا،، کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہیں تو مسلم الثبوت ہے،، (معیار الحق ص ۴۴)

اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے وہ خود ہی لکھتے ہیں:

''اور معنی عادی اکثری کے یہ ہیں کہ فی الواقع تو بموجب حکم خدا اور رسول کے سب اہلسنت کے مقتداء صحابہ اور تابعین اور مجتہدین ائمہ اربعہ اور سوائے ان کے اور مقلدین ان کے فرقہ ناجیہ میں داخل تھے۔ لاکن آج کے دن عادت ایسی ہوگئی ہے کہ سوائے مذاہب اربعہ کے کوئی نہیں رہا اور روایت بھی کسی مذہب کی سوائے مذاہب اربعہ کے اکثر کو نہیں ملتی۔ (معیار الحق ص ۴۵)

معلوم ہوا کہ حصر عادی و اکثری کی وجہ سے جنتی جماعت صرف مذاہب اربعہ میں منحصر ہے اور باقی لوگ ہلاکت وتباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔

☆......محمد اسماعیل سلفی وہابی آف گوجرانوالہ نے لکھا ہے:

''چوتھی صدی کے بعد تقلید کا رجحان عام ہوگیا،،۔

(پیش لفظ معیار الحق ص س)

معلوم ہوا کہ تقلید عام ''اور جمہور،، مسلمانوں کا معمول ہے۔

☆......وہابیوں کے ایک بزرگ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے کہا:

اہلسنّت وجماعت کا ہر فرقہ یعنی حنابلہ، شوافع، موالک، احناف الخ،،

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ کے مقلد سب اہلسنّت ہیں۔ یہ چاروں مذاہب کے پیروکار'' مقلد،، ہیں۔ تو تقلید پر اہلسنّت کا اجماع ہوا اور اس اجماع کے منکر اہلسنّت سے خارج ہی متصور ہوں گے۔

☆......ابن تیمیہ نے حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

اذا الحق لا یخرج عن ھذا الاربعۃ فی عامۃ الشریعۃ... الخ۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۱۹، مختصر الفتاوی المصریہ ص ۶۱)

عام مسائل شرعیہ میں حق ان چار مذہبوں سے خارج نہیں ہے۔ بلکہ اکثر و بیشتر اور عموماً حق انہی چار مذاہب میں دائر و موجود ہے۔

دوسرے مذاہب کا ذکر کر کے لکھا ہے:

پھر ان (ائمہ) کے مذاہب ائمہ معتبر (چاروں اماموں) کے مذاہب میں ہی درج ہو گئے ہیں

یعنی یہ چاروں مذاہب ہی باقی مذاہب کے نمائندگان و ترجمان ہیں۔

مزید کہا ہے: بلاشبہ حق ان مذاہب سے خارج نہیں کیونکہ یہی حضرات راہنما ہیں اور

اس امت کے ارباب مذاہب ہیں۔ (نقض المنطق ص ۱۴۶)

☆......نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:

فلا تجد احدا من الائمة الا وهو مقلد من هو اعلم منه فی بعض الاحکام (الجنة ص ٦٨)

ائمہ کرام میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملے گا جو بعض مسائل میں اپنے سے کسی بڑے عالم کی تقلید نہ کرتا ہو۔ گویا تقلید پر تمام ائمہ اسلام کا اتفاق و اجماع ہے۔

☆......نواب صدیق حسن کے بیٹے نواب نورالحسن بھوپالوی نے لکھا ہے:

وحق دائر است در مذاهب اهل سنّت وجماعت (العرف المقبول ص ۱۱)

اور حق مذاہب اہلسنّت و جماعت میں دائر ہے۔

☆......وہابیوں کے "شیخ الاسلام"، ثناء اللہ امرتسری نے بھی "نعرۂ حق" یوں لگایا ہے

"۸۰ (اسی) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص ۴۰ مطبوعہ سرگودھا، ص ۵۳ مکتبہ عزیزیہ لاہور)

اس عبارت میں "سب" اور "حنفی بریلوی"، کے جملے اس حقیقت کو ماننے کے لیے کافی ہیں کہ ترک تقلید اور جدید عقائد، کا آغاز انگریز کے منحوس قدم آنے کے بعد ہوا تھا۔ ورنہ اس سے قبل تمام مسلمانوں کا تقلید اور فقہ حنفی (اور کچھ کا دیگر مذاہب ثلاثہ) اپنانے پر اجماع تھا۔ والحمدللہ علی ذلک

وہابیوں کی تحریف وخیانت

یاد رہے کہ وہابیوں کے ××× مکتبہ قدوسیہ لاہور اور مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی'' نے امرتسری کی مذکور کتاب ××× شمع توحید،، سے اس عبارت کو کاٹ کر تحریف وخیانت کا ارتکاب کیا ہے جس سے وہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں، لیکن انہیں علم ہونا چاہیئے کہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

نتیجہ گفتگو:

مذکورہ گفتگو سے نتیجہ نکلا کہ:

☆......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک مطلق تقلید پر اجماع رہا ہے۔

☆......مذہب معین، امام معین یعنی تقلید شخصی پر بھی چوتھی صدی کے مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے۔ گویا اس کا انکار اجماع کا انکار ہے

☆......حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ میں سے کسی ایک کی تقلید درست ہے۔

☆......چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہونا صحیح ہے۔

☆......حق اہلسنّت کے چاروں مذاہب میں دائر ہے۔

☆......چاروں مذاہب کی پیروی ناجی جماعت کی پیروی ہے اوران سے خروج جنتی جماعت سے خروج ہے۔

☆......مقلدین کے مذاہب ہی مدون ومرتب ہیں، باقی نہیں۔

☆......آج روایت (حدیث) بھی صرف مقلدین کی ہی ملتی ہے، دوسروں کی نہیں۔

☆......اہلسنت صرف وہ لوگ ہیں جن کا مسلک عقیدہ کی درستگی کے بعد تقلید کی حمایت

ہے۔

لہٰذا وہابی، غیر مقلد، نجدی حضرات مقلدین کو کافر، مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ چکے ہیں۔ان کا خود کو ''اصلی اہلسنّت''، وغیرہ کہنا سراسر دھوکہ وفریب ہے۔تقلید اور مقلدین کے رد میں ان کی کتابوں اور خطابات کی ایک لمبی فہرست ہے، جو انہیں اہلسنّت سے خارج کر دیتی ہے

۲۴۔وما اھل بہ لغیر اللہ کا مفہوم

گیارہویں، بارہویں اور بزرگوں کی طرف منسوب اشیاء کو حرام قرار دیتے ہوئے قرآن کے درج بالا جملے کا یہ معنٰی کر دیا جاتا ہے کہ ''ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے''، حالانکہ اس جملے کا یہ معنٰی کرنے سے دنیا کی کوئی چیز حتٰی کہ یہ ترجمہ کرنے والوں کی اپنی ذوات واشیاء بھی حرام ہونے سے نہیں بچتیں۔اور وہ خود بھی اس فتوٰی کی زد میں آجاتے ہیں، جبکہ اس کا یہ ترجمہ ہی درست نہیں۔یہی وجہ ہے کہ

امام ابوبکر الجصاص اس کا معنٰی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لاخلاف بین المسلمین ان المراد بہ الذبیحۃ اذا اھل بھا لغیر اللہ عند الذبح (احکام القرآن جلداوّل ص۱۲۶،۱۲۵)

مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ (جانور) ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔

یعنی جانور ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ واللہ اکبر''، کی جگہ غیر اللہ کا نام لینا مراد ہے۔اس کا یہ معنٰی نہیں کہ جس چیز پر بھی غیر اللہ کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے۔

اس جملے کا یہی معنیٰ ہونے پر ہمارے پاس اسلاف مفسرین کی عبارات کی ایک طویل فہرست ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ آیت کا واقعی یہ معنیٰ ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق چلا آرہا ہے۔

اس ××× راہ اہلسنت،، سے عدول کرتے ہوئے دیوبندی اور وہابی حضرات کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے لکھ مارا کہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا نہ ٹھہرایئے، اور وہ جانور حرام اور ناپاک...... پھر کوئی جانور ہو، مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجیے، ولی کا یا نبی کا، باپ کا یا دادے کا، بھوت کا یا پری کا، وہ سب حرام ہے اور ناپاک، اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ٦٧)

یہ فتوٰی جہاں ××× مسلمانوں کے مؤقف،، کے خلاف ہے، وہاں عمومی طرز عمل کے بھی مخالف ہے کیونکہ مسلمانوں میں رواج ہے کہ وہ کہتے ہیں: میری گائے، تیری بھینس، خالد کی بھیڑ، زید کی مرغی، عمرو کا اونٹ وغیرہ تو وہابیوں دیو بندیوں ں نے ایسے جانوروں کو ناپاک اور تمام لوگوں کو مشرک بنا دیا ہے۔ معاذ اللہ

۲۵۔ بیس تراویح

امام نووی لکھتے ہیں:

صلوۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ۔

(الاذکار ص ۱۵۶)

علمائے (اہلسنت) کا اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

علاوہ ازیں علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع جلد اوّل ص ۶۴۴، ملا علی قاری نے مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۹۴، اور شرح النقایہ ص ۲۴۱ پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول کیا ہے۔

یہی مضمون عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷، المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۴۵۵، ارشاد الساری شرح بخاری ج ۳ ص ۵۱۵، اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۷۰۰، ترمذی ج ۱ ص ۹۹، ماثبت بالسنۃ ص ۳۶۴، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۹۲، فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۱۲۰ فارسی مترجم ص ۵۳۴ پر بھی موجود ہے

نوٹ: خود وہابی حضرات کے معتبر علماء یعنی ابن تیمیہ نے، فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۱۱۲ جدید، نواب صدیق نے عون الباری ج ۳ ص ۳۰۷، وبدور الاھلہ ص ۸۳ عبداللہ روپڑی نے فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۶۶۴ غلام رسول قلعوی نے رسالہ تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء اسلام وجمہور کا مؤقف بیس تراویح ہی لکھا ہے۔

بلکہ غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ نے تو صاف صاف لکھا ہے کہ: حضراتِ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اربعہ اور مسلمانوں کی کثیر جماعت کا عمل جو دور فاروقی سے لے کر آج تک مشرق ومغرب میں جاری وساری ہے وہ (وتر سمیت) تیئس رکعت (تراویح) ہے۔

ملاحظہ ہو! (رسالہ تراویح)

جس سے واضح ہے کہ اہلسنّت کا مؤقف بیس تراویح کا ہے۔ اور جو لوگ اس کے مخالف ہیں ان کا طریقہ اہلسنّت سے مختلف اور ان کا مؤقف باطل ومردود ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب XX دروس القرآن،، دیکھیئے!

۲۶۔ تین طلاقیں

شارح بخاری امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

جمہور علماء تابعین اوران کے بعد کے علماء جن میں امام اوزاعی، امام ابراہیم نخعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب، امام مالک اوران کے اصحاب، امام شافعی اوران کے اصحاب، امام احمد بن حنبل اوران کے اصحاب، امام اسحاق، امام ابو ثور، امام ابوعبیداور دیگر بہت کثیر در کثیر علماء وائمہ دین وفقہائ، ان سب کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو یہ تینوں واقع ہو جائیں گی۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۲۳۳، بیروت)

یہی بات امام نووی نے نووی بر مسلم ج ا ص ۴۷۸، قاضی ابن رشد مالکی نے بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۴۶، علامہ زحیلی نے الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ ص ۳۹۱ پر لکھی ہے۔

وہابیوں کے شرف الدین دہلوی نے تسلیم کیا ہے کہ صحابہ وتابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین ومحدثین کا یہی موقف تھا، ابن تیمیہ نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں صدی میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے سخت مخالفت کی تھی۔ (شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۲۲۰ تا ۲۱۷)

سعودی وہابیوں کے مصنف سلیمان بن سحمان نجدی نے اپنی کتاب ٭٭ الھدیۃ السنیہ،، میں لکھا ہے کہ ائمہ اربعہ کا بھی یہی موقف ہے۔

اسماعیل غزنوی وہابی نے اس کتاب کے ترجمہ بنام ٭٭ تحفہ وہابیہ،، کے ص ۷۳، ۷۲ پر اس کو برقرار رکھ کر اس کی حمایت کی ہے۔

واضح ہو گیا کہ خیر القرون (صحابہ کرام وتابعین اور تبع تابعین کے زمانوں) سے لے کر

آج تک جمہور اہل اسلام کا مؤقف یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔اب وہابیوں کا تین طلاقوں کوایک قرار دینااوراس پر کتابیں لکھنا،سراسر غلط اور طریقہ اہلسنّت کی مخالفت ہے۔

۲۷۔ضعیف حدیث کا اعتبار

علامہ محی الدین یحیی بن شرف النووی نے لکھا ہے:

وقد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال۔(اربعین نووی ص)

اور تحقیق علماء (اسلام) کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے یہی مضمون مقدمہ مشکوٰۃ ص ۷،۶ نووی بر مسلم ج ا ص ۲۱، الاذکار للنووی ص ۵، تطہیر الجنان واللسان ص ۱۳، لابن حجر مکی، تدریب الراوی ص ۲۹۸ للسیوطی، الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۳۳ للبغدادی، فتح المغیث ج ا ص ۳۳۴،۳۳۲ للسخاوی، موضوعات کبرٰی ص ۳۱، ۲۰۹، موضوعات کبیر ص ۵۱، ۳۴۸، مترجم لعلی للقاری۔

یہی بات وہابیوں کے عبداللہ روپڑی نے فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۲۷۸ پر اور نواب صدیق حسن خاں نے دلیل الطالب ص ۸۸۹ پر لکھی۔

میاں غلام رسول قلعوی نے لکھا ہے: ائمہ اسلام کا اجماع واتفاق ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔(رسالہ تراویح ص ۲۴ مترجم)

عبدالغفور اثری نے لکھا ہے:

علماء محدثین کرام وفقہاء عظام وغیرہم نے فرمایا کہ جائز اور مستحب ہے کہ

فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے۔

(احسن الکلام

ص ۴۴)

بشیر الرحمان سلفی نے لکھا ہے:

حق یہ ہے کہ تمام ائمہ ھدیٰ نے احادیث ضعاف کو معرض استدلال میں دلیل بنایا ہے (الدعا ص ۷۲)

عبد الرحمٰن عثمانی نے لکھا ہے:

ائمہ کرام، محدثین اہل علم کے نزدیک ضعیف سے مراد یہ ہے کہ وہ بھی صحیح روایات کی اقسام میں حسن کا درجہ رکھتی ہیں۔یعنی آئمہ دین میں سے کوئی بھی اہلحدیث امام اس مسئلے میں اس مؤقف اور اصول کا مخالف نہیں ہے......جمہور نے اپنی اپنی تصانیف میں ضعیف سے استدلال کیا ہے.....تمام محدثین، اہل علم، اہل فن، ائمہ حدیث نے استدلال کے لیے ضعیف روایات بیان کی ہیں......اجماع امت سے انحراف بھی کفر ہے۔ (فرض نماز کے بعد دعا کی اہمیت ص ۵۹ تا ۶۱)

معلوم ہوا کہ فضائل اعمال، ترغیب وترہیب اور مواعظ ومناقب میں ضعیف حدیث سے استدلال جائز ہونے پر اجماع ہے۔

وہابیوں کے ضعیف حدیث سے استدلال پر ایک طویل فہرست کے لیے ☆☆ ہماری کتب تحقیقی محاسبہ، ص ۴۵ تا ۵۵، ☆☆ محققانہ فیصلہ، ص ۵۲ تا ۵۳ اور زیر طبع کتاب "مطالعہ وہابیت" ملاحظہ فرمائیں!

اس کے برعکس زبیر علیزئی نے اپنے ہر شمارہ الحدیث کے آخر میں لکھ رکھا ہے:

❋❋ ضعیف ومردود روایات سے کلی اجتناب،،

اس سے واضح ہے کہ ان لوگوں کا راستہ اہلسنّت اور اجماع امت کے سراسر مخالف ہے۔ بایں ہمہ زبیر علیزئی کا ❋❋ ہمارا عزم،، کے عنوان کے تحت یہ لکھنا:

قرآن وحدیث اور اجماع کی برتری، سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت،، (آخر ہر شمارہ الحدیث حضرو) سوائے دھوکہ وفریب کے کچھ نہیں۔

۲۸۔ جنازہ آہستہ پڑھنا

امام یحییٰ بن شرف نووی نے لکھا ہے:

جمہور کا موقف ہے کہ جنازہ آہستہ پڑھنا چاہیئے۔ (نووی بر مسلم ج ا ص ۳۱۱)

علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے:

جنازہ آہستہ پڑھنا چاہیئے، ہمارے علم میں کسی صاحب علم نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ (المغنی ج ۲ ص ۴۸۶)

نذیر حسین دہلوی نے فتاوی نذیریہ ج ا ص ۶۶۴، عبدالرحمٰن مبارک پوری نے فتاوی علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۰۷، ۱۵۲، شمس الحق عظیم آبادی نے عون المعبود ج ۳ ص ۱۸۹

،قاضی شوکانی نے نیل الاوطار ج ۴ ص ۶۶، احمد عبدالرحمٰن ساعاتی نے بلوغ الامانی ج ۷ ص ۲۴۳، خالد گرجاکھی نے صلوۃ النبی ص ۳۹۴، عبداللہ فیروز پوری نے احکام جنائز ص ۱۸۷، ۱۸۸، پر جمھور و اکثر علماء اسلام کا موقف جنازہ آہستہ پڑھنا بتایا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس وہابی حضرات جنازہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں، اور اس پر فخر کرتے ہیں، امام اونچی آواز سے دعائیں مانگتا ہے اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں، یہ سارے کا سارا عمل غلط اور امت کے اتفاقی موقف کے مخالف ہے۔

۲۹۔ جشن میلاد

شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے میلاد کے مہینہ (ربیع الاول) میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں، دعوت کا اہتمام کرتے اور میلاد کی راتوں میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں، خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں کی زیادتی کرتے ہیں، میلاد شریف پڑھتے اور میلاد شریف کی برکات سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوتا ہے۔ (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷)

اس بات کی تائید علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۲۳، علامہ ابن عابدین شامی نے شرح المولد لابن حجر (جواہر البحار ج ۳ ص ۳۳۸)، ملا علی قاری

نے المورد الروی ص ۲۶، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنہ ص ۶۰ پر فرمائی

ہے۔

ثابت ہوا کہ اہل اسلام محفل میلاد اور جشن میلاد ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں اور علماء اسلام واکابرین اہلسنت نے اس پر متعدد کتب بھی تصنیف کی ہیں۔

تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''آؤ میلاد منائیں''، اور ''جشن میلاد النبی ﷺ'' دیکھیے!

وہابیوں کے مفسر قرآن ''صلاح الدین یوسف نے بھی تسلیم کیا ہے کہ جشن میلاد مسلمانوں کا معمول ہے۔ (عید میلاد کی تاریخی وشرعی حیثیت ص ۱۵)

جبکہ دیوبندی، وہابی مسلمانوں کے اس راستے کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رشید احمد گنگوہی دیوبندی ''انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے''۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۰)

سرفراز گکھڑوی دیوبندی: محفل میلاد اور مجلس میلاد بدعت ہے (راہ سنت ص ۱۶۱، ملخصا)

اسماعیل سلفی وہابی: جشن میلاد کو لعنت قرار دیا (معاذ اللہ)۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۹)

صلاح الدین یوسف: یہ سارا انداز غیر اسلامی ہے۔ (عید میلاد ص ۵)

معلوم ہوا کہ وہابی اور دیوبندی حضرات کا جشن میلاد اور محفل میلاد کیخلاف اقدامات اور مذکورہ فتاوی جات مسلمانوں کے عمل کیخلاف ہیں، جس سے ان کی حقیقت واضح ہوجاتی

ہے۔

۳۰۔ قبر کے پاس تلاوت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت امام شعبی فرماتے ہیں:

كانت الانصار اذامات لهم ميت اختلفو االى قبره يقراؤن عنده القرآن۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۳۶، شرح ؟ح الصدور ص ۱۳۰، التذکرہ للقرطبی ص ۸۰ بمعناہ)

یعنی انصار (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا معمول تھا کہ وہ اپنے فوت شدہ لوگوں کی قبر پر جا کر قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

استحب العلماء قراۃ القرآن عند القبر۔

(نووی بر مسلم ص ج ۱ ص ۱۴۱)

علماء نے قبر کے پاس تلاوت قرآن کو مستحب فرمایا ہے۔

جبکہ مخالفین اسے بدعت قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو! دین الباطل ج ۲ ص ۲۶۵ از داؤد ارشد نجدی وہابی۔

۳۱۔ صاحب قبر کو پکارنا

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اہل سنّت کے نزدیک یہ حدیث ,,لقنوا موتاکم،، اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول ہے اور حضور علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے دفن کے بعد تلقین کرنے کا حکم دیا، پس قبر پر کہے اے فلاں کے بیٹے فلاں! تو اس دین کو یاد کر جس پر تو تھا (ردالمحتار ج ۱ ص

(۶۲۸،۶۲۹

معلوم ہوا کہ اہلسنت کے نزدیک صاحب قبر کو پکارنا شرک نہیں، جبکہ دیوبندی، وہابی اسے شرک بتا کر زمرہ اہلسنّت سے نکل رہے ہیں۔

۳۲۔قبر پر پھول

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

(قبر پر دو شاخیں گاڑنے والی) اس حدیث سے ایک جماعت نے دلیل پکڑی ہے کہ قبروں پر سبزہ، پھول اور خوشبو ڈالنا جائز ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ا باب آداب الخلاءؒ)

☆......علامہ شامی نے اپنے دور کے مسلمانوں کے اس معمول کا ذکر کیا ہے۔

(ردالمختار

ج ا ص ۶۶۸)

☆......یہی مضمون حضرت ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ باب آداب الخلاء فصل اول میں بھی لکھا ہے۔

☆......شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی حمایت کی ہے۔فتاوی عزیزی ص ۱۷۳ مترجم، ص ۷۹ فارسی۔

☆......انور شاہ دیوبندی نے مانا ہے کہ قبر پر ٹہنی وغیرہ رکھنے کی وصیت صحابہ کرام سے ثابت ہے۔(انوار الباری ج ۸ ص ۱۵۱)

جبکہ دیوبندی، وہابی اسے بدعت کہتے نہیں تھکتے، جو کہ سراسر مسلک اہلسنّت کی مخالفت

ہے۔

۳۳۔ ذکر بالجہر

علامہ شامی اور علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

متقدمین اور متاخرین تمام علماء نے جماعت کے ساتھ ذکر بالجہر کے مستحب ہونے پر اجماع کیا ہے، وہ ذکر مساجد میں ہو یا کسی اور جگہ۔

(درمختار ج ۱ ص ۴۸۸، طحطاوی ص ۳۱۸)

یہی بات اشرفعلی تھانوی نے فتاوی امدادیہ ج ۵ ص ۱۶۰ اور شبیر عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم ج ۲ ص ۱۷۲ پر لکھا ہے۔

اس کے مقابلے میں دیوبندی وہابی اور غیر مقلد نجدی لوگ ؒؒ حلقہ ذکر،، کو قطعاً برداشت نہیں کرتے اور ؒؒ محفل ذکر،، کو بند کرانے کیلیئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

۳۴۔ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

امام نووی لکھتے ہیں:

حدیث شریف یا اس کے ہم معنیٰ (کوئی اور) کلام پڑھنے والے کیلیئے مستحب ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو بلند آواز سے آپ پر صلوۃ وسلام پڑھے اور زیادہ مبالغہ نہ کرے، جن حضرات نے بلند آواز سے صلوۃ وسلام کی تصریح کی ہے ان میں حافظ ابو بکر الخطیب اور دوسرے اکابر علماء شامل ہیں۔ اور میں نے اسے

علوم الحدیث میں نقل کیا ہے۔ نیز شوافع وغیر شوفع علماء (سب نے) تلبیہ کے موقع پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کے مستحب ہونے کی صراحت کی ہے۔ (کتاب الاذکار ص۹۹)

معلوم ہوا کہ بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا اکابرین کے نزدیک درست ہے اور مخالفین کا اسے بدعت وغیرہ کہنا، نیز اس پر جلنا اور حکومت سے لاؤڈ اسپیکر پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر پابندی لگانے کی کوشش باطل ومردود ہیں۔

۳۵۔ درود شریف کے الفاظ

حافظ سخاوی فرماتے ہیں:

(حافظ ابن سدی کا قول ہے کہ) صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ یہ باب (درود شریف کا مسئلہ) نصوص پر موقوف نہیں، جس شخص کو اللہ تعالیٰ قوت بیانیہ عطا فرمادے اور وہ فصیح الفاظ کے ساتھ درود شریف کو ادا کرے اور ایسے الفاظ کہے جس سے آپ ﷺ کا کمال شرف اور آپ کی عظمت وحرمت ظاہر ہو تو یہ جائز ہے (القول البدیع ص ۶۴ سعادۃ الدارین ص ۵۹۶ مترجم)

معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ کسی خاص درود کو پڑھنے کی کوئی قید نہیں، ہر فضیلت و مستحسن صیغہ سے درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ جبکہ دیوبندی، وہابی اہلسنّت کے معمول بہا صیغہ جات کو بدعت قرار دیتے ہیں اور ثناء اللہ امرتسری نے لکھ مارا کہ درود ابراہیمی کے علاوہ سب بناوٹی اور ناجائز ہیں۔ (فتاوٰی ثنائیہ ج ا ص ۳۶۵)

۳۶۔ اشیاء میں اصل اباحت

علامہ محب اللہ بہاری لکھتے ہیں:

افعال میں اصل اباحت ہے جس طرح اکثر احناف اور شوافع کا مسلک ہے۔

(مسلم الثبوت ص ۲۱)

فائدہ: ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۷ الاشباہ والنظائر ص ۲۶ فتح الباری ج ۱۲ ص ۷۷، ۷۸ المبسوط للسرخسی ج ۲۴ ص ۷۷ بھی یہی لکھا ہے۔

سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے بھی مسلم الثبوت والی بات لکھی ہے (باب جنت ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ جن امور کو شریعت نے منع یا حرام نہ کیا ہو وہ جائز اور حلال ہیں اسی طرح عون المعبود ج ۳ ص ۴۱۷ تفسیر عثمانی ص ۱۶۱، تفہیم القرآن ج ۱ ص ۵۰۷ تنقیح الروۃ ج ۳ ص ۲۰۱ پر بھی موجود ہے، انہیں ممنوع اور حرام وغیرہ کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے جو کہ غلط ہے۔ لہٰذا مخالفین کا معمولات اہلسنت کو بدعت و حرام کہنا مردود ہے۔

۳۷۔ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کا مفہوم

امام نسفی لکھتے ہیں: جمہور (علماء مفسرین اہلسنّت) اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت ان مشرکین (مکہ) کے بارے ہے جو اللہ تعالیٰ کے خالق ورازق ہونے کا اقرار کرتے اور جب پریشانی ہوتی تو اسے پکارتے اور اس کے ساتھ دوسروں (بتوں) کو بھی شریک کرتے۔ (تفسیر مدارک برحاشیہ خازن ج ۳ ص ۴۹)

یعنی مشرکین مکہ اللہ کو خالق ورازق بھی مانتے اور اس کے علاوہ بتوں کی عبادت بھی کرتے تھے، اس آیت میں ان مشرک لوگوں کا ذکر ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں

دیوبندی اور وہابی لوگ اسے عام سنی مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ اہلسنّت اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے

۳۸۔واذاقری ءالقرآن فاستمعوا لہ وانصتوا کا شان نزول

امام بیہقی لکھتے ہیں:

ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں یا نماز اور خطبہ دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ امت کے اسلاف کے اقوال ہم نے نقل کیے ہیں...... پس انھوں نے اس بات کو مطلقاً نماز کے متعلق قرار دیا ہے۔

(کتاب القرات ص ۷۳،۹۱)

علاوہ ازیں احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۴۹، تفسیر ابی سعود علی الکبیر ج ۴ ص ۵۰۳، المغنی لابن قدامہ ناقلاً عن الامام احمد ج ا ص ۶۰۵ پر بھی اکابر ائمہ اہلسنّت کا یہی مؤقف لکھا ہے کہ اس آیت کا تعلق نماز کے ساتھ ہے، یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے۔

اس بات کو ابن تیمیہ نے تنوع العبادات ص ۸۶، فتاوٰی ج ۲۳ ص ۲۶۹ اور عبدالصمد پشاوری وہابی نے اعلام الاعلام ص ۱۹۰ اور ارشاد الحق اثری نے توضیح الکلام ج ۲ ص ۵۶، ۵۳ پر لکھا ہے۔

جبکہ غیر مقلد وہابی اس کے برخلاف ہیں اور وہ اہلسنّت سے برگشتہ ہو کر امام کے پیچھے قرات نہ کرنے والوں کی نمازوں کو باطل کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ

۳۹۔قبور مشائخ پر مزارات

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

بے شک ائمہ سلف نے قبور اولیاء وعلماء مشہورین پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا ہے تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں۔(مرقاۃ ج ۴ ص ۶۹)

علامہ شامی علامہ طحطاوی اور شیخ محقق نے بھی مختار مذہب یہی لکھا، ردالمحتار ج ا ص ۶۶۲، طحطاوی ص ۶۱۱، اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۳۳، شرح سفر السعادۃ ص ۲۷۲۔

مزید دیکھیں! عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۸۳ لواقح الانوار القدسیہ ص ۵۹۳ علامہ عبدالغنی نابلسی نے اس پر کشف النور کے نام سے مستقل کتابچہ تحریر کیا۔

نوٹ: یہ کتابچہ الحدیقۃ الندیہ جلا ہر کے آخر میں موجود ہے۔

اسے علماء نے پسند کیا ملاحظہ ہو! تقریرات رافعی ج ا ص ۱۲۳، تفسیر روح البیان اول زیر آیہ **و من اظلم ممن منع مساجد اللہ**۔

ایسے ہی علامہ طاہر پٹنی نے بھی سلف کا یہی موقف نقل کیا ہے۔

(تکملہ مجمع بحار الانوار ص ۱۴۰)

جبکہ دیوبندی، وہابی اس کے مقابلے میں مزارات اولیاء کے خلاف لٹھ لیئے پھرتے ہیں جو راہ اہلسنت سے سراسر اعراض وانحراف ہے۔

۴۰۔ ہر نیا کام برا نہیں

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

یہ حدیث (من سن فی الاسلام سنة حسنة ،وغیرہ) اسلام کے قواعد ہیں۔اور جو شخص کوئی بری نئی چیز گھڑے اس پر اس کام میں، پیروی کرنے والے تمام لوگوں کا گناہ ہے اور اگر اچھی نئی چیز نکالے تو اس کو قیامت تک سب پیروی کرنے والوں کا ثواب ملے گا۔(ردالمحتار ج ا ص ۴۳)

معلوم ہوا کہ ہر نیا کام بدعت ،ضلالت اور گمراہی نہیں ہے۔جبکہ اس کے برخلاف مخالفین ہر نئے کام کو (خواہ وہ شرعی قوانین کی روشنی میں اچھا ہی کیوں نہ ہو) بری بدعت قرار دے کر فتوے بازی کا بازار گرم کیئے رکھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

نوٹ: ہم نے معتبر علماء کے حوالے سے چالیس مسائل ایسے بیان کر دیئے ہیں، جن کا تعلق اہلسنّت کے نظریہ و مسلک سے ہے اور مخالفین انہیں ہرگز تسلیم نہیں کرتے،
جس سے واضح ہے کہ ان لوگوں کا خود کو اہلسنّت کہلانا محض دھوکہ وفریب ہے۔

باب چہارم

غیر مقلد وہابی اہلسنت نہیں

یہ حقیقت ہر چند واضح ہو چکی ہے کہ اہلسنت و جماعت صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ہادی سبل، ختم رسل، مولائے کل، امام الانبیاءؑ، حضرت محمد مصطفے ﷺ کے راستہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو حرز جان بنائیں۔

آئندہ سطور میں اس حقیقت کو بے نقاب کیا جا رہا ہے کہ غیر مقلدین حضرات جو کہ بات بات پر قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صرف زبانی کلامی نام لے کر عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں وہ ہرگز اہلسنت و جماعت میں شامل نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک نہ تو نبی کریم ﷺ کی بات قابل قبول ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول و فعل لائق عمل ہے، چند ایک دلائل پیش خدمت ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند آدمی یہی کہے گا:

پھول دامن میں سجائے پھرتے ہیں وہ لوگ
جن کو نسبت ہی نہ تھی گلستان سے یارو!

غیر مقلدین کا مذہب:

اہلحدیث کہلانے والے غیر مقلدین حضرات عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے زبانی جمع خرچ کے طور پر یہ دعویٰ کرتے نہیں تھکتے کہ ہم اہلحدیث لوگ نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر گامزن ہیں لہذا ہم ہی اہلسنت و جماعت ہیں...... جیسا کہ غیر مقلد وہابی حضرات کے متعصب مؤلف عبد الغفور اثری نے لکھا ہے:

اہلسنت والجماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ پر گامزن ہیں اور وہ صرف اہلحدیث ہی ہیں۔

(اصلی اہلسنت ص ۷۶)

ناظرین کرام دیکھا آپ نے؟ اثری صاحب نے کس دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی کیساتھ بیک جنبش قلم وہابی نجدیوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو اہلسنت و جماعت سے خارج کر کے جہنمی قرار دے دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

کہتے ہیں آئینہ میں اپنی ہی صورت دکھائی دیتی ہے۔

وہابی، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں:

اثری وہابی صاحب کو بخوبی معلوم ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اگر کسی جماعت کا نام لے کر جنّتی ہونے کی بشارت دی ہے تو وہ صرف اور صرف اہلسنت و جماعت ہی ہیں اور وہابی لوگ اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس لیے اثری صاحب نے حضور ﷺ کے مقابلہ میں پہلے تو اہلسنت و جماعت کے بجائے اپنا نام ”اہلحدیث“ تجویز کیا۔ اور دوسرے نمبر پر جس جماعت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے جنتی قرار دیا اس سے اعراض کرتے ہوئے صرف اپنے آپ کو جنتی قرار دیدیا، اور سب سے زیادہ جرات و جسارت یہ کی کہ ”فرقہء وہابیہ“ کو اہلسنت و جماعت کے طور پر باور کرایا جو کہ ان کی زبردست دیدہ دلیری اور سینہ زوری ہے کیونکہ اہلسنت و جماعت تو حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان قابل حجت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال کو قابل تسلیم جانتے ہیں جب کہ آجکل کے نام نہاد اہلحدیث وہابی حضرات نہ تو امام الانبیاء

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال کو حجت مانتے ہیں جس کے متعلق چند حقائق وشواہد ہدیہ قارئین ہیں۔

فرمان رسول ﷺ سے غیر مقلدین کا سلوک:

حضور تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ ﷺ کا ہر فرمان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ حقیقت میں فرمان خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن پاک کی زبانی سنیے!

وماینطق عن الھوٰی ان ھو الاّ وحی یوحیٰ (النجم ۴،۳)

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔

تمام مخلوق میں صرف اور صرف آپ کی ذات والا صفات ہی ہے جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کے منہ مبارک سے نکلنے والی ہر بات وحی خدا ہے۔

فاضل بریلوی کہتے ہیں:

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

تو پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ماننا امت پر فرض ہے، آپ کے حکم کا انکار درحقیقت حکم الٰہی کا انکار ہے۔

رسول کا حکم واجب العمل نہیں:

مندرجہ بالا حقیقت از بر کر لینے کے بعد غیر مقلد وہابی حضرات کے امام المناظرین ثناء اللہ امرتسری کی مندرجہ ذیل عبارت چشمِ عبرت آموز سے پڑھیئے! کہ

کس انداز میں فرمان رسول ﷺ کی اہمیت اور افضلیت کو لوگوں کی نگاہوں میں گھٹانے کے

منصوبہ پر عمل کیا جارہا ہے۔فرماتے ہیں:

"اللہ کی بات ہر حال میں مانو۔اور رسول کا وہ حکم تم پر واجب العمل ہے جو رسالت کی حیثیت میں ہو،، (شمع توحید ص ۱۸)

چلو چھٹی ہوئی اور حدیث پر عمل کرنے سے بھی چھٹکارا حاصل کرنیکا موقع ہاتھ آگیا۔اب ہر آدمی فرمان رسول ﷺ کو ٹالنے کے لیے بڑی آسانی سے کہہ سکے گا کہ آپ کا یہ حکم واجب العمل نہیں کیونکہ یہ فرمان رسالت کی حیثیت میں نہیں ہے،ان لوگوں کے لیے امرتسری صاحب کا بیان کافی حجت کا کام دے گا۔

نہیں تو کم از کم غیر مقلدین حضرات احادیث مبارکہ کی چھانٹی کر کے ان احادیث کی فہرست تیار کردیں،جو حضور ﷺ نے رسالت کی حیثیت میں ارشاد فرمائی ہیں تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے اور باقی ماندہ احادیث جو رسالت کی حیثیت میں نہیں فرمائی گئیں وہ علیحدہ جمع کردی جائیں تاکہ ان سے بچا جائے۔

حضور ﷺ سراپا رسول ہیں:

امرتسری صاحب کا مذکورہ بیان قرآنی آیات کے صریح خلاف ہے،حضور اکرم ﷺ کے احکام وفرامین میں یہ تفریق ہرگز نہیں کہ آپ کا فلاں حکم رسالت کی حیثیت میں ہے اور فلاں حکم رسالت کی حیثیت میں نہیں۔حضور مکرم ﷺ چونکہ سراپا رسول ہیں لہذا آپ کا ہر حکم رسالت کی حیثیت میں ہے۔سنیے!

خود خدائے لم یزل ارشاد فرما رہا ہے:

وما محمد الا رسول (آل عمران ۱۴۴) محمد ﷺ تو صرف رسول ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمان خداوندی ہے:

محمد رسول اللہ (الفتح ۲۹) محمد (مصطفٰے ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ کتنے واضح اور غیر مبہم الفاظ سے فرما دیا گیا ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تبارک وتعالی نے اپنا رسول مقرر فرمایا ہے۔ لہذا آپ جو بھی فرمائیں گے وہ رسالت کی حیثیت میں ہی ہوگا۔ اور اس کا ماننا امت پر لازم ہوگا۔

گل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے
صل علی وہ جسم رسالت مآب ہے

نبی کی بات دین نہیں:

غیر مقلدین شاید بیانِ بالا کے متعلق کوئی باب تاویل کھولیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں، یہ مطلب ہے، امرتسری صاحب یہ نہیں بلکہ یہ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن درج ذیل عبارت کو سینہ تھام کر پڑھیئے! آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں ذرا بھی قلق نہیں رہے گا کہ یقیناً غیر مقلدین کے ہاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان کا قطعاً کوئی اعتبار ومعیار نہیں۔

غیر مقلد وہابی حضرات کے ایک برقعہ پوش مصنف تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ کے اذن کے بغیر نبی کی بات بھی دین نہیں ہو سکتی"۔

(اصلی اہلسنت ص ۲۹ ناشر مرکزی انجمن اہلحدیث مجاہد کالونی کراچی)

کیا مطلب؟ حضور نبی اکرم ﷺ کا ہر فرمان اللہ تعالیٰ کے اذن سے نہیں؟ کیا اس طرح ہے کہ کچھ احادیث وفرامین ایسے بھی ہیں جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر اس کی مخالفت میں اپنی مرضی سے ارشاد فرمائے ہیں؟ کیا اس کا صاف یہ مطلب نہیں بنتا کہ اگر حضور علیہ السلام کسی امتی کو کوئی بات فرمائیں تو جب تک اس کے پاس اللہ کا اذن نہ آجائے اس وقت تک اس کے لیے نبی کی بات ماننا دین نہیں بلکہ بے دینی ہے۔ معاذاللہ

دیکھیں! ایسی توحید بیان ہو رہی ہے کہ نبی کے فرمان مبارک کی ہی توہین کی جارہی ہے

آپ ﷺ کی ہر بات دین ہے:

قرآنی اصول کی روشنی میں مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کا ہر حکم اور ہر ارشاد نہ صرف قابل قبول ہے بلکہ ہر بات دین ہے۔

خود اللہ تبارک وتعالیٰ اعلان فرما رہا ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء ۶۴)

اور ہم نے رسول کو اسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا اذن ہے کہ نبی اور رسول کو ہر حال میں اپنا مطاع اور پیشوا مانو اور نبی و رسول کی ہر بات کو اپنے لیے حجت اور ضروری جان کر اس کی اطاعت اور پیروی کرو۔

قرآن کریم کی اس آیت کو ایک بار پھر پڑھ لیجیے! اور ایمان سے کہیئے کہ کیا غیر مقلد وہابی حضرات کی مذکورہ عبارت قرآن کریم کی اس آیت کے صریح خلاف اور خدا تعالیٰ پر

واضح بہتان نہیں ہے؟

دوسری آیت مبارکہ بھی پڑھ لیجیے! تا کہ نتیجہ تک پہنچنا آسان ہوجائے، ارشاد الٰہی ہے:

مااتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتھوا (الحشر ۷)

رسول تمھیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔

یعنی رسول اللہ ﷺ جو بھی حکم ارشاد فرمائیں اور جس چیز سے بھی منع فرمائیں بغیر کسی سوچ و بچار اور پس و پیش کے فوراً اس پر عمل پیرا ہو جاؤ، یہی حکم خدا ہے اور یہی دین کا تقاضہ ہے کیونکہ ان کا ہر فرمان واجب الاذعان ہے۔

حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کا ہر فرمان اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہے اور آپ کے ہر فرمان کو ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ

قول نبی اصل میں فرمان ہے خدا کا
نام ہی کا فرق ہے تاثیر ہے دونوں کی ایک

پیغمبر کی بات شرع نہیں:

غیر مقلدین حضرات کے ''پیشوا'' اسماعیل دہلوی قتیل اپنی فتنہ و فساد سے بھر پور کتاب ''تقویۃ الایمان،، میں لکھتے ہیں:

خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے۔ ان کا جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے، اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہوجاتی تھی۔ سوایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۹)

دراصل بتا یہ رہے ہیں کہ پیغمبر کی بات شرع نہیں اور اسے شریعت کا درجہ دینے والا

مشرک ہوتا ہے۔ معاذ اللہ

رسول اللہ ﷺ کی بات شرع ہے:

تمام اہل سلام اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ صرف اللہ تعالی کے احکام کا نام شریعت نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ احکام رسول ﷺ کو بھی تہہ دل سے مان کر ان کی پیروی کرنا پڑے گی۔ اگر اطاعت خدا تو ہو لیکن اطاعت مصطفےٰ ﷺ نہ ہو، تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے، کسی صورت بھی نجات ممکن نہیں اس لیے قرآن حکیم میں بار بار اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بھی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: یایھا الذین امنوا اطیعو اللّٰہ و رسولہ و لاتولوعنہ (الانفال ۲۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ پھیرو۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اور اس سے رو گردانی نہیں کرنی چاہیے۔

دوسرے مقام پر فرمایا: یایھا الذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول (النساء ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں اولو الامر ہیں اگر تم کسی چیز میں نزاع کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹا دو۔

یعنی متنازعہ معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ سے رہنمائی حاصل کرو، جو وہ کہیں اس پر عمل کرو، یہی شریعت ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء ۸۰)

جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو تحقیق وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

اسکا صاف مطلب یہ ہی ہے کہ جو حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا وہ خدا تعالی کی نافرمانی کرتا ہے اور ایسا شخص ہر گز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (النساء ۶۵)

پس تمہارے رب کی قسم! جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں تجھے حاکم نہ مانیں، مومن نہیں ہوں گے۔

یعنی جو حضور ﷺ کو حاکم نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں۔ حاکم وہی ہوتا ہے جس کی بات کو قبول کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات ماننا ہی مسلمانی ہے، جو آپ کی ایک بات کا بھی انکار کردے وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

جو کہہ دیں وہی شریعت ہے:

نبی کریم ﷺ کی ہر بات اور آپ کا ہر فرمان شریعت ہے آپ جو فرمائیں وہی شریعت بن جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ (ترمذی ج ۲ ص ۹۱)

بے شک جو رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام

کیا

اب جن چیزوں کو حضور ﷺ نے حرام فرمایا ہے کیا ان کو حرام نہیں مانا جائے گا؟ ظاہر ہے ایک مسلمان تو ایسی جرات نہیں کر سکتا، یہ جرات وہی کریگا جسے اپنے ایمان و اسلام کی ضرورت نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے فتح مکہ کے دن خود سنا تھا، حضور ﷺ فرما رہے تھے: انّ اللّٰہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۹۸)

بے شک اللہ اور اس کے رسول نے خنزیر، مردار، کتے اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام فرمایا ہے۔

تو کیا وہابی حضرات اس بات کا اعلان کریں گے کہ ہم شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام نہیں مانتے کیونکہ انہیں حرام کرنے میں حضور ﷺ کا بھی نام آتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

انّ رسول اللّٰہ ﷺ فرض زکوۃ الفطر (بخاری ج ۱ ص ۲۰۴)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فطرانے کو فرض کیا ہے۔

کیا وہابی حضرات فطرانہ دینے کو شریعت سمجھتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اس کو حضور ﷺ نے ضروری قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حج کی فرضیت بتلا رہے تھے، حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض: کیا یارسول اللہ ﷺ! ایک سال حج فرض ہے یا ہر سال؟ حضور ﷺ خاموش رہے، انھوں نے تین مرتبہ سوال دہرایا تب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اقرع!...... **لو قلت نعم لو جبت**

(مسلم ج۱ ص ۴۳۲، ترمذی ج۱ ص ۱۰۰، ج ۲ ص ۱۳۱، مشکوۃ ص ۲۲۱)

اگر میں ×××× ہاں،، کردوں تو حج ہر سال لازم ہو جائے گا۔

کیا مقام ہے سرور انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تشریعی اختیارات کا! کہ اگر ہاں فرمادیں تو خدا تعالیٰ مسلمانوں پر ہر سال حج فرض فرمادیتا ہے۔

یہ دلائل پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات دین، آپ کا ہر فرمان شریعت اور مرضیٔ خدا ہے، لیکن وہابی حضرات قرآن وسنت کے مقابلے میں ابھی تک اسی بات کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ نبی کی بات بھی شریعت نہیں، اور نبی کی بات کو شریعت سمجھنے والا مشرک ہے۔ معاذ اللہ

ہماری وضع داری ہے کہ ہم خاموش ہیں ورنہ
یہ رہزن ہیں جنہیں تم رہبر سمجھتے ہو

وہابی حضرات سنت نبوی سے دور:

درج بالا عبارات سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلد وہابی حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کی ہر بات بالکل حجت نہیں، اور نہ ہی آپ کی بات شریعت ہے..... شائد اس لیے ہی وہابی حضرات آہستہ آہستہ سنت نبوی کے تارک ہوتے جارہے ہیں اور قرآن و

حدیث کو پس پشت ڈال رہے ہیں...... خالد گرجاکھی کے والد نور حسین گرجاکھی اسی بات کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں:

※※ افسوس ہے کہ...... اہل حدیث نے بھی اس سنت کو ترک کر دیا ہے۔

(قرۃ العینین ص ۵۰ مطبوعہ گرجاکھ گوجرانوالہ)

نور حسین وہابی گرجاکھی کو قطعاً افسوس کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ جب ان کے ہاں حضور ﷺ کی بات اور ارشاد حجت اور قابل اعتبار ہی نہیں تو پھر اس مصنوعی افسوس کا کیا معنیٰ؟

اپنے دامن کے لیے خار چنے خود تم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس کی شکایت کیا ہے

ترک سنت پر مواخذہ نہیں:

وہابیوں کے سردار، ثناء اللہ امرتسری نے وہابیوں کو ترک سنت کی عام اجازت دیتے ہوئے لکھ مارا ہے کہ ترک سنت پر کوئی مواخذہ اور باز پرس نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاوٰی ثنائیہ ج ا ص ۶۲۸۔

یہی وجہ ہے کہ وہابی لوگ سنت کو ترک کرنے میں بڑے دلیر اور تیز واقع ہوئے ہیں۔ نمازوں کی سنن و نوافل کو اُڑانے میں یہی نظریہ کارفرما ہے۔

وہابی قرآن وسنت سے دور:

مبشر احمد ربانی وہابی بھی اپنے وہابیوں کے قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے مصنوعی پردہ کو چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

※※ یہ سب کچھ قرآن وسنت سے دوری کا رزلٹ اور نتیجہ ہے جیسے اہلحدیث افراد عملاً کتاب وسنت سے پیچھے رہ رہے ہیں ویسے ہی رسومات اور منہیات میں ملوث ہوئے جارہے ہیں۔ (مقالات ربانیہ ص ۱۵)

اس کو کہتے ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، مبشر ربانی نے مستی میں آکر خود حقیقت بیان کردی، اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی چلادی، اور دنیا والوں کو بتادیا کہ ''اہلحدیث'' نہ تو قرآن وحدیث پر عمل کررہے ہیں، اور نہ ہی قرآن پاک اور حدیث پاک میں منع کیئے ہوئے اعمال ورسومات سے باز آتے ہیں۔

؎ کس ادا سے کیا اقرار گنہگاروں نے

حضور ﷺ وہابی ہیں (معاذ اللہ):

وہابی اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

※※ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فداہ ابی وامی سخت قسم کے وہابی تھے۔

(فتاوی سلفیہ ص ۱۲۶)

نوٹ: یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اسی اسماعیل سلفی نے اسی فتاوی سلفیہ کے ص ۱۱۳ پر اور اپنی دوسری کتاب تحریک آزادی فکر کے صفحہ ص ۲۹۵ پر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ لفظ وہابی، گالی اور سب وشتم ہے۔

لیکن اس ظالم نے خوف خدا، شرم نبی اور عذاب اخروی سے آزاد ہوکر حضور ﷺ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہابی کہہ دیا۔

یعنی جس بات کو گالی قرار دیا وہی گالی حضور ﷺ کو دے دی...... استغفر اللہ

اب سینہ تھام کر جواب دیجیئے! کیا کوئی مسلمان حضور ﷺ کو گالی دے سکتا ہے، جو لوگ حضور ﷺ کو گالی دینے سے نہیں شرماتے ان کے متعلق آپ کے ضمیر کا کیا فیصلہ ہے؟

نتیجہ گفتگو:

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ

☆......غیر مقلد وہابی حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کا ہر حکم واجب العمل نہیں۔

☆......نبی کریم ﷺ کی بات اور آپ کا فرمان دین نہیں۔ (بے دینی ہے) معاذ اللہ ☆......حضور ﷺ کی بات شرع نہیں۔ (خلاف شرع ہے)

☆......اگر کوئی آپ کی بات کو حجت اور شریعت مانے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

☆......وہابی حضرات نہ قرآن پر عمل کرتے ہیں نہ سنت پر۔

☆......غیر مقلدوں کے نزدیک حضور ﷺ وہابی تھے اور کسی کو وہابی کہنا گالی دینا ہے

☆......وہابیوں نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور وہابی حضرات

اوراق سابقہ میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اہلسنت و جماعت وہی لوگ ہیں جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے پر قائم ہوں گے۔

اور یہ بات بھی پایہء ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وہابی حضرات کے نزدیک حدیث پاک، سنت مبارکہ اور حضور اکرم ﷺ کے طریقے اور فرمان کی کوئی وقعت و حیثیت نہیں ہے ۔اب ذیل میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے کہ جس طرح وہابی

حضرات حضور اکرم ﷺ کے طریقے کو چھوڑے بیٹھے ہیں اسی طرح ان کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات وفرمودات کا کوئی اعتبار ومعیار نہیں ہے۔

صحابہ کرام کی بات دلیل نہیں:

وہابی حضرات کے مایہ ناز عالم، نواب صدیق حسن خان کے بیٹے میر نورالحسن خان نے لکھا ہے:

قول صحابی حجّت نباشد (عرف الجادی ص ۳۸)

صحابی کی بات معتبر نہیں۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

اقوال صحابہ حجت نیست (عرف الجادی ص ۴۴)

صحابہ کرام کی بات قابل قبول نہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

اجتہاد صحابہ بر احدے از امت حجت نباشد

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

صحابہ (کرام) کا اجتہاد (اقوال وارشادات) امت میں کسی ایک آدمی پر بھی حجت و دلیل نہیں۔

وہابی حضرات کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

افعال الصحابة رضی اللہ عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها

(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۱۹۶ بحوالہ مظالم روپڑی ص ۵۸)

صحابہ کرام کی باتیں حجت ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔

یہی نذیر حسین مزید لکھتے ہیں:

قول صحابی حجّت نیست (فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۳۴۰)

صحابہ کی بات دلیل نہیں

نواب حسن صدیق بھوپالی لکھتے ہیں:

حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است (بدور الاھلۃ ص ۱۳۹)

صحابہ کرام قرآن کی تفسیر کریں تو معتبر نہیں۔

یہی نواب صدیق حسن اپنی دوسری تصنیف میں لکھتے ہیں:

وفعل الصحابی لا یصلح للحجة (التاج المکلل ص ۲۹۲)

صحابی کا عمل قابل حجت نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں! وہابی حضرات کو صحابہ کرام سے کتنا پیار اور کس قدر انس ومحبت ہے اتنے مولویوں کی زبان سے ایک ہی بات کا ادا ہونا کوئی اتفاقی چیز نہیں بلکہ یہ تقریباً اجماعی اور متفقہ فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام کا کوئی عمل اور کوئی فعل وہابیوں کیلیے معتمد علیہ و مستند نہیں ہے

بات صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ان ** مہربانوں،، نے ظلم کی انتہا یہ کی کہ بعض صحابہ کرام کا نام لے کر ان پر تنقید بھی کی اور ان کے اعمال کو خلاف شریعت ثابت کرنے کی مذموم حرکت اور ناپاک کوشش بھی کر ڈالی ہے اور صحابہ کرام کی غلطیاں بھی نکالنے کی سعی مذموم کر رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غلطیاں:

وہابی حضرات نے امیر المومنین، خلیفہ دوم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی معاف نہیں کیا، ان کے متعلق بھی ان حرماں نصیبوں نے اغلاط کا پلندہ تیار کر ڈالا ہے اور عوام کی نظروں میں دیگر صحابہ کرام کو بھی اس انداز میں متعارف کرایا کہ وہ بھی قرآن وسنت کی خلاف ورزیاں کرتے تھے، انہیں بھی قرآن وسنت کی سمجھ حاصل نہیں تھی۔

محمد جونا گڑھی یوں لکھتا ہے:

⁂ پس آؤ سنو! بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان میں غلطی کی۔ (دس شقیں لکھ کر):

⁂ یہ دس مسئلے ہوئے ابھی تلاش سے ایسے اور مسائل بھی مل سکتے ہیں ...... ان موٹے موٹے مسائل میں جو روز مرّہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے۔

(طریق محمدی ص ۷۸، ۷۹)

جب صحابہ کرام اور بالخصوص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو زندگی کے موٹے موٹے اور روز مرّہ کے مسائل سے نا آشنائی تھی تو انھوں نے بعد والوں کو کیا دیا ہوگا آج اس صدی میں کس مولوی کو صحیح دین حاصل ہوسکتا ہے، جب دریا کے ساتھ والے کھیت ہی پانی کو ترس رہے ہوں، تو دور والے کھیتوں کو سیرابی کیسے نصیب ہوگی؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سنت کے خلاف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دین سے بے خبر بتانے کے بعد ان لوگوں کا سینہ باکینہ ٹھنڈا نہ ہوا آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر فتوی بازی کا

شوق

یوں پورا کیا۔

اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ نے لکھا:

عبداللہ بن عمرؓ خصوصاً اتباع سنت میں مشہور ہیں لیکن ان کا یہ فعل سنّت صحیحہ کے خلاف ہے، (فتاوی سلفیہ ص ۱۰۷)

استغفر اللہ!...... کس دیدہ دلیری کے ساتھ آپ کے فعل کو خلاف سنت کہہ رہے ہیں، اگر صحابی کا عمل خلاف سنت ہے تو وہابی کا عمل سنت کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے؟ بتایئے! صحابی حدیث پاک کو زیادہ جانتے ہیں یا وہابی؟

دیگر صحابہ بھی خلاف سنت (معاذ اللہ):

صرف انہیں دو ہستیوں کو خلاف سنت و شریعت کہہ کر کلیجے کا ابال نہیں نکالا گیا بلکہ مزید کہتے ہیں:

☆☆ صحابہ عموماً...... اتباع سنت میں مشہور ہیں لیکن ان کا یہ فعل سنت صحیحہ کے خلاف ہے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۰۷)

مزید ایک حدیث شریف کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

عام صحابہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۱۰)

دیکھ رہے ہیں آپ؟...... وہابی مولویوں کو صرف یہ بتانا ہے کہ اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اگر کوئی قوم قرآن وسنت پر عمل کرتی ہے تو وہ صرف وہابی قوم ہے، حتی کہ صحابہ کرام بھی حدیث پر عمل نہ کرسکے، یہ صرف وہابیوں نے ہی کر دکھایا ہے۔

دنیا میں کوئی قوم ایسی بھی دیکھی ہوگی جو اپنی پارسائی بیان کرنے کے لیے اپنے نبی ﷺ کے صحابہ پر بھی خلاف سنت ہونے کا فتوی جڑ دے؟ یہ جرات وہابی برادری کے حق میں آئی ہے

تمام صحابہ کرام پر فتوی:

غیر مقلد وہابیوں نے تو صحابہ کرام کی عظمت ورفعت، پیروی سنت وطریقت کا بھانڈا ہی بیچ چوراہے کے پھوڑ دیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ جن صحابہ کرام نے صرف ایک سنت وحدیث کی خاطر کئی کئی میلوں کا سفر کیا ہو، سر دھڑ کی بازی لگا دی اور سنن نبویہ کو امت تک پہنچایا ہو، وہابیوں کے نزدیک انہیں نہ تو سنت مبارکہ سے صحیح طریقے سے مس ہے اور نہ ہی وہ اس پر عمل پیرا ہیں۔

صحابہ کرام کی سنت نبوی سے ناواقفی کو بیان کرتے ہوئے۔

غیر مقلد محمد صادق خلیل نے لکھا ہے:

××ممکن ہے کہ حضرات صحابہ کرام سنّت نبوی سے ناواقف رہے ہوں

(نماز تراویح ص ۱۳، مطبوعہ فیصل آباد)

جی ہاں! صحابہ کرام سنّت نبوی سے ناواقف اور بے خبر ہو سکتے ہیں ایک وہابی لوگ ہی ایسے ہیں جو سنت نبوی سے واقف ہیں اور انہیں سنت رسول سے اس قدر محبت اور پیار ہے کہ نہ تو حضور ﷺ کا فرمان حجت ہے بلکہ جو آپ کی بات کو شرع سمجھے ان کے

نزدیک وہ مشرک قرار پاتا ہے۔

صحابہ کرام فاسق و لعنتی (معاذ اللہ):

صحابہ کرام کے متعلق زبان درازی اور تبراء بازی جس قدر وہابی فرقے نے کی ہے شیعہ حضرات کو شائد اس کا تصور بھی نہ ہو، غالباً انہیں لوگوں کی ہرزہ سرائیوں اور دریدہ دہنیوں کا نتیجہ ہے کہ شیعہ لوگ صحابہ کرام پر سب وشتم اور گالی گلوچ کا بازار گرم کیئے ہوئے ہیں، کس منہ سے یہ وہابی شیعوں کو طعنہ دیتے ہیں اور ان کے خلاف تحریریں چھاپتے ہیں، جب صحابہ کرام کو انھوں نے خود فاسق وفاجر بھی کہہ دیا، خلاف سنت ہونے کا فتوی بھی لگا دیا، تو پیچھے کیا رہ گیا؟

وہابی حضرات کے نامور عالم وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے: صحابہ کرام کے لیے ترضی مستحب ہے لیکن

غیر ابی سفیان و معاویۃ و عمرو بن العاص و مغیرۃ بن شعبۃ و سمرۃ بن جندب (کنز الحقائق ص ۲۳۴)

ابو سفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کو رضی اللہ عنہ کہنا درست نہیں۔

دوسری جگہ صحابہ کرام کو فاسق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

صحابہ کرام میں کئی صحابہ فاسق بھی تھے جس طرح (حضرت) ولید اور اسی طرح **یقال فی حق معاویۃ و عمرو و مغیرۃ و سمرۃ** (حاشیہ نزل الابرار جزء ۳ ص ۹۴)

معاویہ عمرو، مغیرہ اور سمرہ کو بھی فاسق ہی کہا جائے گا۔

استغفر اللہ!......اے کاش! کوئی ان ظالموں اور سرکش لوگوں سے پوچھے، کہ جب صحابہ کرام اپنی تمام تر پارسائی، نیک سیرتی اور قلب وعمل کی طہارت کے باوجود رضی اللہ عنھم کہے جانے کے لائق نہیں اور انہیں پھر بھی فاسق ہی کہا جائے گا تو ذرا یہ بھی بتلا دو! کہ تم جیسے ہوس پرست، اور فتنہ فراز لوگوں کو کیا کہا جائے گا؟ اور تم کن ××× خطابات،، کے مستحق ہو گے؟

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز عالم قاضی شوکانی جس نے جا بجا یزید کیساتھ ساتھ کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی لعنت کے ڈونگرے برسائے ہیں، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

معاویۃ وابنہ یزید لعنھم اللہ

(نیل الاوطارج ۷ ص ۱۶۸ باب قتال الخوارج واھل البغی)

معاویہ اور اس کے بیٹے یزید پر اللہ کی لعنت ہو۔

پھر لکھا: **یزید بن معاویۃ لعنھم اللہ** (نیل الاوطارج ۷ ص ۱۸۶)

یزید معاویہ کا بیٹا، ان پر اللہ کی لعنت ہو۔

استغفر اللہ!...... یزید دشمنی میں صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی لعنت کر ڈالی، یہ ہے ان لوگوں کی صحابہ دشمنی۔

توہین صحابہ کا حکم احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

صحابہ کرام کی اس گستاخی، بے ادبی اور لعن وطعن پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے، مناسب ہوگا کہ ہم ایسے لوگوں کے متعلق احادیث مبارکہ سے رہنمائی

حاصل کریں۔

رشد و ہدایت کے ستارے صحابہ کرام کے دشمنوں کی سرکوبی کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جوان پاک سیرت ہستیوں کے متعلق بدزبانی کرے گا اس کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ

اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنۃ اللہ علی شرکم

(ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷، مشکوۃ شریف ص ۵۵۴)

یعنی جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو طعن و تشنیع کریں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

ایک دوسری جگہ پر نبی کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے دشمنان صحابہ کا یوں تعارف کرایا:

من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا و لا عدلاً (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۴)

جس نے میرے صحابی کو گالی دی اس پر اللہ تعالی ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالی ایسے لوگوں کے فرض اور نفل قبول نہیں کرتا۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

من سب احدا من اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ۔ (المعجم الاوسط ج ۴ ص ۴۷۷)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اپنی امت کو صحابہ کرام کی دشمنی سے بچانے کے لیے مزید ارشاد فرمایا:

من سب اصحابی لعنۃ اللہ والملآئکۃ والناس اجمعون (مجمع الزوائد جزء ۱۰ ص ۲۴)

جس نے میرے صحابہ کو سب وشتم کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت

مذکورہ بالا روایت سے واضح ہو گیا کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نافرمانی کرے گا، ان کی ذوات مقدسہ پر طعن وتشنیع کرے گا وہ اگر کلمہ گو مسلمان بھی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی، تمام انسانوں کی طرف سے لعنت کی زد میں آتا ہے، اس کا نہ فرض قبول ہے نہ نفل، اس کی شب وروز کی عبادتیں مردود ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

اتی النبی ﷺ بجنازۃ رجل لیصلی فلم یصل علیہ فقیل یارسول اللہ ما رائیناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ھذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲ ابواب المناقب)

نبی کریم ﷺ ایک آدمی کا جنازہ پڑھنے سے رک گئے تو آپ سے عرض کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ! اس سے پہلے آپ نے کسی پر جنازہ پڑھنا ترک نہیں کیا (اس پر جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ کیا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص (میرے صحابی) عثمان سے بغض رکھتا تھا تو خدا نے بھی اس سے بغض ونفرت کی ہے۔ (لہذا ایسے آدمی کا میں جنازہ نہیں پڑھاؤں گا)

سرکار کائنات ﷺ نے عملاً ثابت کر دیا کہ دشمن صحابہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کی نماز جنازہ اور فاتحہ پڑھی جائے۔

غور کیجیے کہ جب دشمن صحابہ کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھا گیا تو کیا ہمیں صحابہ کرام کے دشمنوں سے محبانہ سلوک کرنا چاہیئے۔ ان کے شب وروز کے معمولات میں شرکت کرنا چاہیے؟ ان سے تعلقات جوڑنے چاہییں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں لوگ میرے صحابہ پر سب وشتم کریں گے، اوران سے بغض ونفرت کا اظہار کریں گے۔

فلا تصلوا علیهم ولا تصلو معهم ولا تناکحوهم ولا تجالسوهم وان مرضو افلاتعودهم (الشفاج ۲ ص ۲۶۶)

تم ان لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، ان کے ساتھ مل کر نماز نہ پڑھنا، ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا، ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا۔

باب پنجم

عبدالغفور اثری

کی

یاوہ گوئیوں کا محاسبہ

عبدالغفور اثری غیر مقلد وہابی مجددی سیالکوٹی نے ''اصلی اہلسنّت،، کے نام سے کتاب لکھ کر عوام کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ وہابی اصلی اہلسنّت ہیں۔ حالانکہ ان وہابی لوگوں کے عقائد ونظریات اس قدر گستاخانہ ہیں کہ ان عقائد کا حامل شخص سرے سے مسلمان ہی نہیں رہتا اہلسنّت ہونا تو دور کی بات ہے۔فقط ''اہلحدیث،، کہلوانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقائد ونظریات توہین آمیز اور بے ادبی وگستاخی پر بھی مبنی ہوں تو بھی آدمی کے لیے ساتوں خون معاف ہیں، اب جو چاہے کرتا پھرے۔وہابیوں کا بے ادب اور قرآن وسنت کے مخالف ہونا، اپنے مولویوں کی تقلید کرنا اور لفظ اہلحدیث پر غاصبانہ قبضہ جمانا اسے ہم ''اہل جنت اہل سنت،، اور ''مطالعہء وھابیت،، میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔سردست اثری مذکور کی کچھ

پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا محاسبہ کرنا مقصود ہے۔ان کی عبارت و مضمون قولہ سے اور ہمارا تبصرہ اقول کے عنوان سے درج ذیل ہے!

قولہ: صحابہ کرام اپنی زندگی میں جس راہ پر گامزن رہے وہ دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ (اصلی اہلسنّت ص ۱۹)

اقول: یہ جھوٹ اور صحابہ کرام پر بہتان ہے، انھوں نے اجماع، اکابرین کے فیصلے اور قیاس اور رائے کو بھی اپنایا اور غیر مجتہد صحابہ ان کی رائے پر عمل (تقلید) بھی کرتے تھے ۔ملاحظہ ہو! فتاوٰی اہلحدیث ج ا ص ۵۹، ۵۸، اعلام الموقعین ج ا ص ۱۶، لابن قیم۔

اگلی سطر میں اثری وہابی نے خود ہی حقیقت اگل دی، لکھا ہے ××دین کا ماخذ یہی دو چیزیں ہیں۔اگر ان میں کوئی چیز نہ مل سکے تو اجماع صحابہ کرامؓ اور اگر وہاں سے بھی نہ مل سکے تو پھر قیاس (ایضاً ص ۱۹)

بتائیے !اگر صحابہ کرام نے صرف دو چیزوں کو اپنایا یعنی قرآن وسنت تو آپ نے دو کا اضافہ کیوں کیا یعنی اجماع وقیاس، یا تو یہ تسلیم کر لیجیے کہ آپ نے دو کا اضافہ کر کے طریقہ صحابہ کو چھوڑا اور اہلسنّت سے خارج ہو گئے ورنہ مان جائیے کہ آپ نے صحابہ کرام پر تہمت لگائی تھی دونوں میں سے کوئی چیز بھی ہو نہایت مذموم ومردود ہے۔

یاد رہے یہاں اثری وہابی کا ×× اجماع صحابہ کرام،، کی قید لگانا جہالت ولاعلمی کی پیداوار ہے۔کیونکہ اہلسنّت کے نزدیک امت کے دیگر افراد کا اجماع بھی حجت ہے ،جبکہ وہابیوں کے نزدیک اجماع صحابہ کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے، حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

قولہ: اثری وہابی نے دوسروں کو جگہ جگہ طعنہ دیا بلکہ سب وشتم سے بھی گریز نہ کیا کہ ان کی نقل کردہ عبارتیں محولہ کتب میں ”بقید حروف،، نہیں ملاحظہ ہو! ص ۲۲، ۲۳، ۵۲، وغیرہ اور ص ۵۳ پر عبارت بقید حروف نہ لکھنے کو جھوٹ قرار دے کر مرتد ہونے اور غلاظت کھانے کے برابر قرار دیا۔

اقول: لیکن انھوں نے خود بھی بقید حروف واشارات، عبارات نہ لکھ کر گویا اس ارتداد وغلاظت کھانے کا ارتکاب کر ڈالا ہے۔ ملاحظہ ہو! ص ۱۷، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۶۲، وغیرہ۔

قولہ: ایک طرف رسول اللہ ﷺ کو ”امام اعظم،، لکھا۔ تحفہ رمضان ص ۱۲۵، کیونکہ ان کے نزدیک سیدنا امام ابوحنیفہ کو یہ لقب دینے سے رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ **اقول:** حالانکہ ان کے وڈیرے یہ کام کر چکے ہیں ملاحظہ ہو! معیار الحق ص ۶۰، ۲۸، ۲۱، ۱۳ وغیرہ تاریخ اہلحدیث ص ۷۳ صلوٰۃ الرسول ص ۱۹۷۔ تفصیل کے لیے ہمارا کتابچہ ”وہابیوں کی تقلید“ ملاحظہ فرمائیں! اور دوسری طرف اثری وہابی نے اللہ تعالیٰ کے بجائے رسول اللہ ﷺ کو ”ہادی اعظم،، (سب سے بڑے ہدایت دینے والے) لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو! (اصلی اہلسنّت ص ۶۹، ۷۰)

بتایئے! اگر امام ابوحنیفہ کو ”امام اعظم،، کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کو ہادی اعظم کہنے سے اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں ہوتی؟۔ کیونکہ اصول کے مطابق تو سب سے بڑا ہادی اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیئے۔ بلکہ صرف ”ہادی،، بھی اللہ ہی ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی کسی کو ہدایت نہیں دیتے۔

قولہ: مولانا ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمہ نے فرقہ ناجیہ ص ۱۱ پر ”مانا علیہ واصحابی سے مراد،، کے تحت امام غزالی کا بیان نقل کیا اور ساتھ شہرستانی کی ”الملل والنحل“ اور امام سمرقندی کی ”تنبیہ الغافلین“ کا حوالہ محض تائید و وضاحت کے لیے دے دیا تاکہ قارئین کی مزید تشفی ہوسکے۔ لیکن اثری غبی کو تنبیہ الغافلین کا حوالہ ہرگز گوارا نہ ہوا، اس نے لکھ مارا کہ ستر برس قبل وفات پانے والے سمرقندی نے یہ بیان امام غزالی کو کیسے قلمبند کروایا تھا (ص ۲۴)

اقول: ان کے نزدیک اگر تینوں حوالے اسی عبارت کے تھے تو پھر ”الملل والنحل“ پر بھی اعتراض ہونا چاہیے تھا، اس پر اعتراض نہ کر کے گویا انھوں نے تسلیم کرلیا کہ یہ ”احیاء العلوم“ کیساتھ دو حوالے صرف تائید وتوضیح کیلیئے تھے۔ لہذا انہیں ”قادری صاحب کی کم عقلی اور جہالت،، کا عنوان نہیں بلکہ اپنی سفاہت وشقاوت کا عنوان دینا چاہیئے تھا

قولہ: ”امام غزالی کے متعلق بریلویوں کی ایک اور گپ،، (ص ۲۴ حاشیہ) کا عنوان لکھا۔

اقول: لیکن وہ اتنا بتانا بھول گئے کہ پہلی گپ کونسی تھی یا ان کی اپنی عقل کا پھیر ہے۔ اور پھر اس کے تحت نقل کیا گیا حوالہ حاجی امداد اللہ کا ہے اور وہابیوں کے نزدیک ”بریلویت،، کی ابتداء فاضل بریلوی سے ہے تو پھر اسے بریلویوں کی گپ کہتے ہوئے کچھ تو شرم آنی چاہیے تھی۔ یا وہ بتادیتے کہ انھوں نے اپنا موقف بدل لیا ہے

نوٹ: میاں قادر یار کے غیر مستند اور بے بنیاد ”اصلی معراج نامہ“ سے اہلسنت پر بہتان سراسر وہابی، نجدی، سیالکوٹی اثری کی گپ ہے۔ جس کو پیش کرتے ہوئے اسے حیا نہیں آئی۔

قولہ: الغنیہ ص۱۸۶، اردو کے حوالے سے حنفیہ کو مرجیہ قرار دیا ملاحظہ ہو! اصلی اہلسنّت ص ۳۰

اقول: یہ بھی بکواس ہے، اس جاہل میں عربی کتب دیکھنے کی لیاقت ہی نہیں تو پھر کتابیں لکھنے کا دھندہ کیوں کر رکھا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جب الغنیہ ہی غیر معتبر ہے تو اسے مقابلہ میں پیش کرنا سوائے بے وقوفی کے اور کیا ہے؟ اگر الغنیہ پر ہی حق و باطل کا فیصلہ کرنا ہے تو اسی الغنیہ ج ۱ ص ۸۷ پر محمدی فرقہ کو رافضی کہا گیا ہے کیا وہابی رافضی کہلانا قبول کریں گے؟

امام صاحب پر لگائے گئے بہتانوں کے رد کیلئے ”اہل جنت اہل سنت“ اور ”مسلک غوث اعظم اور مخالفین“ دیکھیے!۔

قولہ: ص ۴۵ پر لکھا ہے کہ اہل بدعت میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ اہلسنّت و جماعت کا مذہب مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں منحصر ہے اور جو کوئی ان چاروں کی تقلید سے خارج ہے وہ اہلسنّت سے خارج ہے۔

اقول: حالانکہ یہی بات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے (عقد الجید ص ۳۸ پر) اور قاضی ثناء اللہ مظہری نے (تفسیر مظہری بحوالہ حدائق الحنفیہ) بھی لکھی ہے۔ اثری وہابی

کے نزدیک یہ اہل بدعت ہیں؟ معاذ اللہ

دراصل چونکہ دیگر مذاہب مدون ومرتب نہ ہونے کی وجہ سے منتشر ہو گئے اور امت مسلمہ ان چاروں مذاہب پر متفق ہو گئی، اس لیے ان کی اتباع اہلسنّت کی اتباع ہے ۔لیکن وہابیوں نے سب کو بدعتی بنا دیا ہے۔

قولہ: ص ۴۶ پر لکھا ہے پہلی صدی ہجری میں مذاہب اربعہ مشہورہ کا وجود ہی نہیں تھا تو ان کی تقلید کہاں تھی؟

اقول: تقلید تو دور رسالت سے جاری ہے، ابتدائی صدیوں میں بھی تقلید ہوتی رہی ہے، لیکن پہلے مذاہب مدّون نہ ہوئے تھے اس لیے ان کی کتب معرض وجود میں نہ آئیں ،قواعد وضوابط مرتّب نہ ہوئے تو مسلمانوں نے باہمی اتفاق سے ان چاروں مذاہب کو اپنا لیا، کیونکہ ان کے اصول ،قواعد وضوبط اور کتب مرتب ہو چکی تھیں، وہابی اس حقیقت کو جاننے کے باوجود نہیں مانتے اور لوگوں کے جذبات سے ناروا کھیلتے ہیں۔

قولہ: ہمیں الزام دیتے ہوئے لکھا ہی صحابہ کرام وتابعین واتباع تابعین عظام بلکہ چوتھی صدی ہجری تک جتنے مسلمان بھی گزرے ہیں سمیت ائمہ اربعہ کے ان میں سے کوئی بھی اہلسنّت وجماعت نہ تھا بلکہ وہ مذاہب اربعہ کی تقلید نہ کرنے کی وجہ سے تمام اہل بدعت ونار سے ٹھہرے۔(اصلی اہلسنت ص ۴۷،۴۸)

اقول: ایسی گستاخیاں وہابیوں کے نصیب میں ہیں، ہم سنی لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔چونکہ مذاہب اربعہ کے مدّون ہونے سے قبل کے تمام مسلمان صحابہ، تابعین، ائمہ

کرام میں سے جو مجتہد ہوئے وہ اجتہاد واستنباط کرتے اور جو غیر مجتہد ہوتے وہ ان کی تقلید کرتے اور یہی اہلسنّت کا موقف وطریقہ ہے۔ بعد میں مذاہب اربعہ مرتب ہوئے اس میں قرآن وسنت اور اجماع وقیاس کی روشنی میں ائمہ دین کے فیصلے نقل ہو گئے اور امت نے ان پر اتفاق کر لیا اور مسلمان ان پر عمل پیرا ہو گئے۔ لہذا وہ بھی ماقبل کے مسلمانوں کے راستہ پر ہی گامزن رہے، انھوں نے کسی خلاف شرع کام کا ارتکاب نہیں کیا۔ سب اہل سنت اسی راہ پر گامزن ہو گئے

لہٰذا بعد والوں کا اجماع پہلے والوں کے لیے مضر ونقصان دہ نہیں، جس بات پر اجماع ہوا تھا وہ پہلے والوں کا ہی طریقہ تھا، ہاں اس اجماع کے بعد جو ان مذاہب اربعہ سے خارج ہوگا وہ ضرور اہلسنّت سے خارج ہوگا۔ کیونکہ وہ اہل گلشن میں سے نہیں ہے، اس لیے اس کیلیئے باب گلشن ضرور بند ہوگا۔

قولہ: اثری نجدی کا ’’لمحہ فکریہ نمبر ۲،، (ص ۴۸) کے تحت لکھا ہے کہ قادری صاحب اور ان کے اکابر کے نزدیک فرقہ ناجیہ اہلسنّت و جماعت صرف وہی ہے جو چاروں مذاہب پر بیک وقت کاربند ہو...... الخ۔

اقول: یہ وہابی اثری کا جھوٹ اور اتہام ہے ’’بیک وقت،، کے الفاظ کسی جگہ بھی موجود نہیں۔ لہٰذا جب بنیاد ہی غلط ہے تو اس پر کھڑی کی گئی عمارت بھی منہدم ہو گئی۔ روپے والی مثال بھی باطل ہے۔ کیونکہ اہلسنّت کے یہ چاروں مذاہب عقائد اور اصولیات میں متفق ہیں، باقی رہا اختلاف تو وہ صرف فروعی اور اجتہادی مسائل میں ہے۔ اور یہ اختلاف خود صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں بھی موجود تھا حتی کہ خود وہابیہ بھی اس قسم

کے اختلاف سے ط نہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ ہمارے نزدیک تو چار مذاہب کا تصور ہے جبکہ وہابیوں کے ہاں تو تقریباً ہر مولوی مستقل مذہب ہے۔ باوجود اس کے یہ لوگ تمام وہابیوں کو اہلحدیث کہتے نہیں شرماتے، اس صورت میں اگر عام وہابی ایک مولوی کے مؤقف پر عمل کرتا ہے تو دوسرے کے مؤقف کو چھوڑ دیتا ہے اور اگر دوسرے کے موقف کو اپنائے تو تیسرے کا موقف کچھ اور ہوتا ہے مثلاً راقم الحروف نے مسئلہ تراویح پر وہابیوں کے آٹھ متضاد موقف لکھے ہیں ملاحظہ ہو! دروس القرآن ص ۲۶۵ تا ۲۷۱۔

اب اگر حق ایک کے پاس ہے تو دوسرے کو باطل کہنا چاہیئے اور اگر سب کے پاس حق ہے تو پھر ایک کے قول پر عمل کر کے وہ ایک حصّے کو لے رہا ہے اور سات حصّے ترک کر رہا ہے اس کے باوجود اگر کوئی وہابی کہے کہ میرے پاس آٹھ حصّے ہیں اور میں سب کا مالک ہوں تو بتایئے جن لوگوں کو چار کا عدد گوارا نہیں (اور وہ روپے کی مثال دے کو اسے رد کرتے ہیں) وہ آٹھ کا عدد برداشت کرلیں تو جاہلوں اور احمقوں کے بھی سردار نہیں ہوں گے؟

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہابیوں کے نزدیک بھی یہ چاروں مذاہب برحق ہیں ملاحظہ ہو اس کتاب کا عنوان ❝ تقلید کی حمایت ❞ اور وہ ان چاروں کے علاوہ ایک پانچویں ❝ اہلحدیث مذہب ❞ کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ ثناء اللہ امرتسری نے ❝ اہلحدیث کا مذہب ❞ کے نام پر مستقل کتابچہ لکھ رکھا ہے اب کیا حال ہے ان غالی، متشدد اور متعنت وہابیوں کا جو فرقہ ناجیہ اہلسنّت وجماعت کو پانچ مذاہب پر مشتمل سمجھتا ہے اور ان چاروں کو برحق جان کر ان میں سے صرف ایک پانچویں دھرم (وہابی مذہب) کو لازم پکڑتا ہے اور دوسرے چاروں کو ترک کر دیتا ہے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گیا
اثری کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

قولہ......حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے دیوبندیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے ××بدعت حسنہ،، کی مختلف مثالیں دی ہیں ان میں شریعت وطریقت کے چار چار سلسلے گنوائے، حالانکہ یہ ایسے ہی جیسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کو××اچھی بدعت،، قرار دیا۔(بخاری ج ا ص ۲۶۹، مشکوۃ ص ۱۱۵)
اس کی حقیقت نہ سمجھنے کی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف شیعوں نے اودھم مچادیا، اور یہاں وہابیوں نے اپنی خردماغی کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب کی عبارت کو وق مفہوم مخالف کا لباس پہنادیا۔اور اثری وہابی نے لکھ مارا×× کہ آپ کے نزدیک جو شخص مذاہب اربعہ سے خارج ہے وہ اہل بدعت و نار سے ہے اور آپ کے حکیم الامت کے نزدیک جو شخص شریعت وطریقت کے مذکورہ سلسلوں میں شامل ہو اوہ بالکل بدعتی ہے،،(ص ۴۶)

اقول: یہ وہابی ملاں کا جھوٹ ہے حضرت مفتی صاحب نے××وہ بالکل بدعتی ہے ،،نہیں فرمایا بلکہ بدعت کی مثالیں بطور الزام دی ہیں۔اور ذہن نشین رہے کہ مذاہب اربعہ کے مدون و مرتب ہونے کے بعد جو ان سے خارج ہوگا وہ بدعتی ہے، مفتی صاحب نے یہاں بدعت سیئہ وضلالہ کی بات نہیں کی،لہذا کوئی تعارض وتضاد نہ رہا۔یہ تو ایسے ہی ہے کہ کوئی شیعہ وہابیوں کو کہہ دے کہ ”ہر تراویح پڑھنے والا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بالکل بدعتی ہے،،۔تو جو جواب وہ وہاں دیں گے وہی یہاں سوچ لیں۔

قولہ: اثری وہابی نے مزید جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے: پس جس طریق پر قرون ثلاثہ مشہود لھابالخیر گزرے ہیں وہی طریق حق اور موجب نجات ہے اور وہ کیسا تھا ؟لوگ بغیر کسی ایچ پیچ اور کھینچ تان کے اور بغیر کسی کی تقلید کے قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے۔(اصلی اہلسنّت ص ۵۲)

اقول: قرون ثلاثہ میں ہر کوئی مجتہد نہ تھا اور نہ ہی صرف قرآن وحدیث پر عمل تھا اجماع وقیاس بھی تھا بلکہ مجتہدین، اجتہاد کرتے تھے اور غیر مجتہد لوگ ان کی رائے اور قیاس پر عمل کرتے تھے یہی تقلید ہے۔ملاحظہ ہو! فتاوی اہلحدیث ج۱ ص ۵۶۔
خود اثری وہابی نے بھی لکھا ہے کہ اگر ان (قرآن وحدیث) میں کوئی چیز نہ مل سکے تو اجماع صحابہ کرام اور اگر وہاں سے بھی نہ ملے تو پھر قیاس،،(اصلی اہلسنّت ص ۱۹)
معلوم ہوا کہ اجماع اور قیاس پر بھی عمل ہوتا تھا اور کرنا بھی چاہیئے۔

قولہ: مولانا ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمۃ نے ,,**فعلیکم بالسواد الاعظم**،، کی روایت نقل کی، ملاحظہ ہو! (فرقہ ناجیہ ص ۱۳) تو اثری وہابی اس پر خوب برہم ہو کر لکھتے ہیں کہ اس روایت کو ابن کثیر نے ضعیف کہا، جس سے انھوں نے چشم پوشی کر کے اپنی بد باطنی کا اظہار کیا ہے۔ملاحظہ ہو! اصلی اہلسنّت ص ۵۴۔

اقول: کیا روایت نقل کر کے اس پر محدثین کی آراء نقل کرنا ضروری ہے؟ اور ایسا نہ کرنے والا بد باطن ہے تو یہ کام دیگر وہابیوں کے علاوہ خود اثری وہابی نے بھی سرانجام دیا ہے ملاحظہ ہو! اصلی اہلسنّت ص ۲۲، ۳۳تا۳۶، ۶۱ تو یہ سب بد باطن، بدشرست

،بدفہم اور بدکردار ہوئے۔لہٰذا وہ اپنا لکھا ہوا یہ شعر واپس لے لیں۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر

سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

ولاشکّ فیه

قولہ: ص۵۶ پر انھوں نے سواد اعظم سے ※※زیادہ تعداد،،مراد لینا ※※غلط فہمی،،قرار دیا۔اور لگے پھر ایسی آیتیں پڑھنے کہ جن میں تھوڑے لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور پھر کہا کہ بہتر فرقے باطل اور ایک برحق ہے۔انھوں نے اس موقف پر چشم بددور ملا علی قاری، شیخ تفتازانی اور امام ثوری کی گواہیاں بھی نقل کر دیں۔

اقول: حالانکہ قرآن مجید میں **ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا۔(النصر،۲)**

اور تو دیکھے گا کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہوں گے۔

یہ فتح مکہ مکرمہ کی بات ہے،اس وقت وہاں مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور ※※سواد افضل،، بھی یہی لوگ تھے۔

ایسے ہی ابو داؤد ج۲ص ۲۷۵ اور المستدرک ج۴ص۱۲۸ پر جنتی لوگوں کو" الجماعة" کہا گیا ہے ※※الفرقه،،نہیں۔صحابہ کرام سے لے کر آج کے دور تک بد مذہب اور گمراہ فرقے اپنی ساری تعداد جمع کر کے بھی ※※اہل سنت،،سے گنتی میں کم رہے ہیں۔

ملا علی قاری کی عبارت میں ※※سواد اعظم،،سے زیادہ تعداد مراد لینے کو غلط فہمی نہیں بلکہ

امام ثوری کی عبارت کی طرح اس حقیقت کونمایاں کیا گیا ہے کہ اگر کسی وقت گمراہ فرقے تعداد میں بڑھ بھی جائیں تو بھی اہلسنت ہی برحق ہوں گے ان کی کثرت کا اعتبار نہ ہوگا اس کا یہ معنی لینا کہ ××اہل حق کی کثرت ،،کوئی چیز نہیں، بالکل غلط ہے جیسا کہ خود شیخ سعدالدین تفتازانی کی عبارت میں صاف موجود ہے××السواد الاعظم عامة المسلمین،،۔(التلویح مع التوضیح ص ۵۱۰) یعنی سواد اعظم سے مراد عام مسلمان ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بد مذہب ، بے دین اور خبیث لوگوں کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں، ارشاد ربانی ہے:

قل لایستوی الخبیث و الطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث

(المائدہ ۱۰۰)

فرمادو! خبیث اور پاک برابر نہیں ہوتے اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت بھلی لگے۔

اسے اثری وہابی اپنی بے وقوفی کی بناء پر سمجھنے سے قاصر ہیں۔

چلیئے! سبھی کو جانے دیجیئے وہابیوں کے ××گرو گھنٹال ،،ابن تیمیہ سے ہی پوچھ لیتے ہیں: لکھا ہے الفرقة الناجیة...وهم الجمهور الاکبر والسواد الاعظم۔

(فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۳۴۵)

ناجی جماعت، وہ بڑی زیادہ اور سواد اعظم ہے۔

قولہ: اہلسنّت وجماعت کی وضاحت کرتے ہوئے××خطبات آل انڈیا کانفرنس،، ص ۸۵۶ کے حوالہ سے لکھا گیا تھا.××سنی وہ ہے جو ماانا علیه و اصحابی کا مصداق ہوسکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین ،خلفاء اسلام اور مسلّم مشائخ طریقت اور

متاخرین علماء دین سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب فرنگی محلی حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی ، حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی ، حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری ، اعلی حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان رحمہم اللہ تعالی کے مسلک پر ہو،، (اندھیرے سے اجالے تک ص ۱۲)

اس میں واضح طور پر حدیث کا جملہ ××ما انا علیه و اصحابی،، اور ائمہ دین، خلفاء اسلام وغیرہ کا ذکر صاف طور موجود ہے ،لیکن بعد میں دیئے گئے اکابر اہلسنّت کے ناموں سے اثری نجدی کو دل کا دورہ پڑا، اس کی بصارت کیساتھ بصیرت بھی چھن گئی اور جل بھن کر اندھا ہو گیا اور لکھ مارا ×× اہلسنّت والجماعت کی جو تعریف ہادی اعظم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ......وغیرہم نے کی ہے انہیں وہ ہرگز قبول نہیں ۔ان کے نزدیک تو سنی صرف وہ ہے جو ان کے مسلم مشائخ طریقت اور ان کے اعلی حضرت مفتی احمد رضا خان صاحب حنفی بریلوی کے مسلک پر ہو،، (ص ۷۰)

اقول: کوڑھ مغزی کی انتہا دیکھیئے کہ مسلم مشائخ طریقت سے قبل حدیث پاک ما انا علیه واصحابی ائمہ دین اور خلفاء اسلام کا جملہ شیر مادر یا پھر انگریز بہادر کا ×× نذرانہ،، سمجھ کر ہڑپ کر گئے اور کھلی بغاوت کا عنوان جما کر خرمستی کرنے لگے ،جو کہ سراسر کھلی شقاوت ہے۔

قولہ: ص ۷۱ پر اثری وہابی نے ایک خود ساختہ جعلی لطیفہ لکھا اور پھر یہ یاوہ گوئی کی کہ بریلویوں کو تحقیق کرنے کی اجازت نہیں۔

اقول: اگر ان میں رتی بھر بھی غیرت وشرم وحیا موجود ہو تو وہ ہماری کسی مستند کتاب سے اپنا لطیفہ اور بکواس بھرا جملہ ثابت کر کے دکھائیں ۔ورنہ ڈوب مریں۔جبکہ دوسری

طرف یہ حقیقت نا قابلِ انکار ہے کہ وہابیوں کو جتنے مرضی قرآن و حدیث کے دلائل سنائیں وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم اپنے مولویوں سے پوچھ کر جواب دیں گے۔ ہمارے ساتھ یہ معاملہ متعدد بار پیش آچکا ہے اور مناظرہ گرجاکھ میں عبدالجبار وہابی نے بھی یہی کہا تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہابیوں کو قرآن و حدیث نہیں صرف اپنے نجدی مولویوں کی باتیں ماننے کا حکم ہے، انہیں دلائل سے کوئی غرض نہیں۔

ابو یاسر وہابی نے اپنی پارٹی کو بے نقاب کرتے ہوئے لکھا ہے:

ؒؒ اہلحدیث کبھی دلائل کی روشنی میں دوبارہ حنفی نہیں ہوگا،،۔

(جماعت المسلمین کو پہچانیے ص ۵۸)

معلوم ہوا کہ وہابیوں کو دلائل سے غرض نہیں ہے کیونکہ یہ مفاد پرست لوگ ہیں۔

قولہ: ص ۲۷ پر قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں تحریف معنوی اور خیانت کرتے ہوئے اہلسنّت کا مفہوم بگاڑا ہے۔

اقول: جس آدمی کو علم سے معمولی بھی مس ہو وہ نقل کی گئی عربی عبارت کا معنی خوب سمجھ سکتا ہے کہ طائفہ منصورہ سے امام احمد نے اہلسنّت و جماعت کو مراد لیا اور وہ لوگ بھی جو محدثین کے عقیدہ پر ہوں۔ یعنی محدث بھی وہی معتبر ہوگا جس کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت کے مطابق ہوگا۔

قولہ: اسی صفحہ پر سبیل الرسول ص ۳۲۳ اور جماعت والی بطحاص ۵۴ کے حوالے سے بتایا کہ وہاں پر قاضی عیاض کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ اور ص ۱۴۴ پر ان کتابوں کے مصنف کا نام ؒؒ مولوی محمد جلال الدین حنفی قادری،، لکھا ہے۔

اقول: یہ دونوں کتابیں ان کے ہم علاقہ وہابی ملاں صادق سیالکوٹی کی ہیں۔ اگر وہاں پردھوکہ وفریب یا جہالت وکم عقلی ہے تو وہ بھی اسی وہابی صادق سیالکوٹی کی ہے۔لیکن افسوس جس شخص کو کتابوں کے مصنفین کا علم نہیں وہ وہابیوں کا محقق ومصنف بنا پھرتا ہے۔

قولہ: ص ۴۷، ۳۷ پر الغنیہ کے حوالہ سے لکھا کہ اہل سنت کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ اہلحدیث ہے۔

اقول: حالانکہ یہ بات غلط ہے اہلسنّت کے مختلف شعبہ جات ہیں اور اس اعتبار سے مختلف نام بھی ہیں مثلاً اہل تفسیر، اہل فقہ، اہل لغت، مجاہد، محدث وغیرہ۔ ملاحظہ ہو! نووی برمسلم ج ۲ ص ۱۴۳۔

یہ بھی یاد رہے کہ الغنیہ ہمارے نزدیک حجت نہیں، دوسرے اس میں محدثین کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا یہ نام ہے نہ کہ انگریز سے الاٹ شدہ وہابیوں کا۔

قولہ: ص ۴۷، ۵۷ پر امام خطابی کا جملہ ××اصحاب السنن هم حفاظ الحدیث ، ، کا ترجمہ لکھا ×× اصحاب السنن (اہلسنّت) سے مراد حفاظ الحدیث (اہلحدیث) ہیں۔ اور اس سے مراد یہ لیا کہ وہ اہلحدیث وہابی ہیں۔

اقول: یہ سراسر مردود ہے کیونکہ وہاں حفاظ الحدیث، حدیث کے حفاظ محدثین، ماہرین حدیث مراد ہیں نہ کہ آج کل کے گستاخ اور بے ادب وہابی جنہیں انگریز نے اہلحدیث بنایا۔

ثانیاً...... امام خطابی نے حدیث اور اقوال ائمہ پر جھگڑا کرنے سے منع کیا ہے ملاحظہ ہو!

المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰۔

جس سے واضح ہے کہ وہ ائمہ فقہ کے اقوال کو تسلیم کرتے تھے۔

ثالثاً...... امام خطابی نے اپنی عبارت میں ”حفاظ الحدیث“ سے ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار مراد لیے ہیں نہ کہ انگریز کے بنائے ہوئے وہابی اہلحدیث۔ لیکن اپنی بدباطنی کے باعث اثری جی نے ان کی پوری عبارت نقل نہیں کی تاکہ تحریف ودھوکہ و خیانت کے مزے لوٹیں۔ ملاحظہ ہو! المیزان الکبریٰ للشعرانی ج ۱ ص ۳۹، مطبوعہ دارالفکر بیروت لبنان۔

رابعاً...... یہاں امام شعرانی اور امام خطابی کے درمیان تقریباً ۵۸۵ سال کا فاصلہ ہے، دوسروں سے ہر بات کی سند طلب کرنے والوں کو بتانا چاہیئے کہ اس کی سند کہاں ہے اور یہ بات انھوں نے امام خطابی سے کب اور کہاں سنی تھی؟

قولہ: ص ۵۷ پر چند محدثین کے نام لکھ کر کہا کہ جو ان سے محبت کرے وہ سنی اور دوسرا بدعتی ہے۔

اقول: اول تو وہاں اہلحدیث کے لفظ سے انگریز سے الاٹمنٹ کرانیوالے گستاخ وہابی اہلحدیث مراد نہیں ہیں۔ دوسرے ہم اہلسنت وجماعت صرف ان چند محدثین سے نہیں بلکہ تمام محدثین سے محبت کرتے ہیں، جبکہ وہابی متعدد محدثین کو اہلحدیث مان کر بھی ان کی توہین اور بے ادبی کرتے ہیں۔ تفصیل ہماری کتاب ”مطالعہ وہابیت“ میں ہے۔

قولہ: ص ۴۷ کے حاشیہ میں عوام سے دھوکہ کیا کہ الغنیہ میں لکھا ہے کہ اہلسنت کا ایک

ہی فرقہ ہے اور یہ چار فرقوں کو اہلسنّت وجماعت قرار دیتے ہیں۔

اقول: خود وہابیوں نے بھی ان چاروں مذاہب کو اہلسنّت ہی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

باب ٭٭ تقلید کی حمایت،،

دوسری بات یہ ہے کہ الغنیہ حجت نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ابھی امام نووی کے حوالے سے گزرا کہ اہلسنّت کے مختلف شعبے ہیں تو اس سے زیادہ فرقے ہونا لازم نہیں آتا، مزید علامہ شعرانی کی کتاب المیزان الکبری ج ۱ ص ۳۵ پر دیئے گئے نقشہ کو دیکھ لیں اگر عقل کی کوئی رمق موجود ہوئی تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔

قولہ: مزید انھوں نے یہ تاثر دیا کہ وہابی نجدی اور غیر مقلد نام اہلسنّت کے رکھے ہیں۔

اقول: یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ یہ نام ان کی کتب سے ثابت ہیں ان کے مؤقف ونظریہ کی بنیاد پر یہ نام پکارے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ,مطالعہ وہابیت،، دیکھئے!

نوٹ: عبدالغفور اثری کی کتاب ٭٭ ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟،، کا جواب ٭٭ وہابی اہلحدیث نہیں" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ (از مولانا شبیر احمد رضوی سیالکوٹ)

قولہ: ص ۷۷ تا ۸۲ پر دیوبندیوں کے حوالہ جات سے اپنی تائید کرنے کی سعیٔ بے کار کی ہے۔

اقول: یہ باطل ومردود ہے کیونکہ صرف اہلحدیث کے لفظ سے وہابیوں کا اہلسنّت، اہل حق اور ناجی ہونا ثابت نہیں ہوتا، جب تک کوئی گستاخ اپنی گستاخی سے توبہ نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ اس کے اعمال ومعاملات باطل واکارت جاتے ہیں۔

قولہ: ص ۸۳ تا ۸۷ پر اس بات پر عبارات نقل کی ہیں کہ ,اہلحدیث کو برا کہنے والا بدعتی اور بے دین ہے،، اور تاثر یہ دیا کہ اہلحدیث سے ”وہابی،، مراد ہیں۔

اقول: لفظ اہلحدیث سے وہابی فرقہ نہیں بلکہ جماعت محدثین مراد ہے۔ وہابیوں کے پلے چونکہ کچھ بھی نہیں اس لیے وہ بے چارے اہلحدیث کا لفظ ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کو دکھاتے رہتے ہیں، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اہلحدیث کہا گیا، کیا اصل محدثین یا انگریز کے بنائے ہوئے وہابی جھوٹے اہلحدیث۔

الحمدللہ اہلسنّت وجماعت محدثین کو برا نہیں کہتے، ہاں وہابیوں کا گستاخانہ مذہب ہے کہ وہ محدثین تو رہے ایک طرف خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتی کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ مثلاً: وہابیوں کے نزدیک کسی کو وہابی کہنا گالی ہے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۱۱۳)
اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہابی کہہ کر گالی دی ہے۔ ملاحظ ہو! فتاوی سلفیہ ص ۱۲۶ اتحریک آزادی فکر ص ۲۹۵۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ”مطالعہ وہابیت،، دیکھیے!

قولہ: ص ۸۸ پر ”کیا مقلد اہلسنّت ہوسکتا ہے؟،، کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے ”اہلسنّت اور مقلد دو متضاد لقب ہیں۔ اہلسنّت مقلد نہیں ہوسکتا، اور مقلد اہلسنّت نہیں ہو سکتا کیونکہ اہلسنّت وہ ہوتا ہے جو طریقہ نبوی ﷺ پر کاربند ہو۔ اور مقلد وہ ہے جو غیر نبی کے قول وفعل پر بغیر دلیل کے عمل کرے،،۔

اقول: یہ جھوٹ، خیانت، فریب اور دھوکہ ہے دراصل مقلد ہی اہلسنّت ہے، کیونکہ وہ طریقہ نبوی ﷺ پر عمل کر رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ مسائل جو واضح طور پر قرآن و

سنت میں نہیں ملتے، عام لوگ وہاں تک رسائی حاصل نہیں کرتے اور ان میں اجتہاد و استنباط اور تحقیق وفقاہت کی لیاقت نہیں ہوتی، اس لیے ماہرین قرآن وسنت، مجتہدین امت اور فقہاء ملت اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر شرعی اصولوں کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مجتہد نہیں ہوتے وہ ان کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن وسنت میں اور عمل صحابہ میں ان کے لیے یہی حکم اور نمونہ بیان کیا گیا ہے۔جس سے وہابی بھی [illegible]ط نہیں ہیں۔ مقلد ماہر قرآن وسنّت مجتہد، امام اور محقق کا قول مان کر درحقیقت قرآن وسنت پر ہی عمل کرتا ہے، اس نے طریقہ نبوی کو ترک نہیں کیا بلکہ حکم نبوی پر عمل کیا ہے۔ لہذا وہ اہلسنّت بلکہ حقیقی واصلی اہلسنّت وہی ہے۔ کیونکہ قرآن و سنّت میں اس کے لیے یہی ترغیب ہے کہ وہ ماہرین قرآن وسنت کے قول ورائے پر عمل کرے۔ اسے اہلسنّت سے خارج کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو تقلید کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہابی حضرات کی مقلد کی مخالفت کرنا درحقیقت قرآن وحدیث و عمل صحابہ کی مخالفت ہے اسی وجہ سے وہ اہلسنّت سے خارج ہیں۔

اثری وہابی نے جو لکھا ہے اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہابی اور سنی دو متضاد چیزیں ہیں، وہابی سنی نہیں ہوسکتا اور سنی وہابی نہیں ہوسکتا، کیونکہ سنی غیر اجتہادی مسائل میں بلاواسطہ قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور اجتہادی مسائل میں اجماع، اجتہاد واستنباط اور رائے ائمہ کی روشنی میں بالواسطہ قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے جبکہ وہابی گستاخ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، نبی کی رائے کو حجت نہیں مانتا، ائمہ اربعہ کی تحقیق کے مقابلہ میں وہابی مولویوں کی رائے پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسنت سے دور ہوتا ہے اس لیے وہ ہرگز ہرگز اہلسنت نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ زبانی دعوے لاکھ کرتا

پھرے۔

مقلد (جو مجتہدین کے واسطہ سے قرآن وسنت پر عمل کرتا ہے) کے اہلسنت ہونے کو خود وہابیوں نے بھی تسلیم کر رکھا ہے مثلاً: فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۷۶۵، فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۱۳ وغیرہ۔

اگر مقلدین اہلسنت سے خارج ہیں تو انہیں سنی کہنے والے وہابی بھی مردود ہونے چاہییں۔

ثانیاً...... وہابیوں نے ائمہ کرام کے اختلافی مسائل کو صحابہ کرام کے اختلافی مسائل کی طرح قرار دے کر مان لیا کہ جس طرح صحابہ کے اقوال پر عمل کرنے والا سنی ہے اسی طرح اقوال ائمہ کو ماننے والا بھی سنی ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۴۲، تاریخ اہلحدیث ص ۷۳۔

ثالثاً...... آج ہر وہابی اس بات کو مانتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق، ان کا اجتہاد درست اور انھوں نے لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے آشنا کیا ہے۔ تو جب وہ لوگ قرآن وسنت کی تعلیم دینے والے تھے تو ان کی تعلیمات پر عمل کرنا قرآن وسنت پر عمل کرنا ہے

۔

رابعاً...... اگر کسی ماہر قرآن وسنت کے بے دلیل فتوے پر عمل کرنے سے اہلسنّت سے خروج لازم آتا ہے تو وہابی مولویوں نے اپنے فتاوی میں لوگوں کو بے دلیل فتوے دے کر تقلید کی راہ پر لگایا تھا۔ لہذا ان کے بھی اہلسنّت سے خارج ہونے کا اعلان کر دیجئے۔

ملاحظہ ہو! فتاوی برکاتیہ۔ فتاوی اہلحدیث، فتاوی ثنائیہ و دیگر فتاوٰی جات وہابیہ۔

جب وہابیوں کے بے دلیل فتووں پر عمل کرنے سے ان کے نزدیک اہلسنّت سے خروج لازم نہیں آتا تو مجتہدین وائمہ دین کے فتاوی وآراء پر عمل کرنے سے آدمی ہرگز اہلسنّت سے خارج نہیں ہوسکتا، کیونکہ ائمہ وفقہاء قرآن وسنت سے ہی مسائل حل کرتے ہیں۔

خامسًا...... یہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر اہلسنّت مجتہدین کی آراء پر عمل کرنے کی وجہ سے مطعون ہیں تو وہابیوں کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس وخواہش کے پابند ہیں، ان کو حدیث سے کوئی سروکار نہیں، بلکہ وہ محدث کی تبویب اور تصحیح وتضعیف کے پابند ہیں۔ وہ حدیث کو ماننے کی بجائے صاحب کتاب کی رائے کو دیکھتے ہیں اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ اس حدیث پر یہ باب باندھا گیا اور اس حدیث کو محدثین نے نہیں مانا۔ (عامہ کتب وہابیہ)

اور انھوں نے صاف لکھا ہے کہ اگر حدیث صحیح بھی ہو لیکن محدث اسے نہ مانتے ہوں تو وہ معتبر نہیں ملاحظہ ہو! نور العینین ص ۵۷ ماہنامہ الحدیث نمبر ۳۸، ص ۱۳۔ از زبیر علیزئی۔

بتایئے مجتہدین کی رائے ماننے والا اہلسنّت سے خارج ہے تو محدثین کی رائے ماننے والا کیسے سنی رہ سکتا ہے؟

سادسًا...... وہابیوں نے بالآخر مان ہی لیا کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے سلف صالحین کی سوچ اور فہم کا اعتبار ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۱۵، ۲۳۳۔

اب اثری وہابی اپنا پسندیدہ یہ شعر پڑھ سکتے ہیں:

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جاناں پہ جا ملے

قولہ: ص۹۰ تا ۹۲ پر انھوں نے یہ چکر دیا کہ امتی اور مقلد دوضدیں ہیں نبی کریم ﷺ کا سچا امتی کسی امام کا مقلد نہیں ہوسکتا اور کسی امام کا مقلد نبی کریم ﷺ کا سچا امتی نہیں ہوسکتا **اقول:** حقیقت اس کے برعکس ہے۔چونکہ جو مسائل قرآن وحدیث میں واضح طور پر نہیں ملتے۔ائمہ کرام ان کے متعلق شرعی قوانین کی روشنی میں اپنی آراء پیش کرتے ہیں اور غیر مجتہدان کی آراء پر عمل کرتے ہیں۔امتی کی رائے اور قول کو ماننا تقلید ہوتا ہے،جس سے کوئی بھی [illegible] نہیں،خود وہابی حضرات بھی دن رات امتیوں کی آراء کو تسلیم کرتے نہیں شرماتے،اب ایک شخص امتی کے قول کو مان کر اسے نبی نہیں مان لیتا بلکہ امتی ہی سمجھتا ہے کیونکہ تقلید امتی کی ہی ہوتی ہے نبی کی نہیں،بدیں وجہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا مقلد نہیں ہوسکتا،سچا امتی وہی ہے کہ جو قرآن وحدیث میں مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے،جو اس حقیقت کا انکار کرے وہ آپ کا سچا امتی ہو نہیں سکتا۔

امتی اور مقلد دوضدیں نہیں بلکہ ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر (صحیح العقیدہ) مقلد امتی ہے،لیکن ہر امتی مقلد نہیں۔

صحابہ کرام آپ کی ظاہری زندگی میں آپ ﷺ سے مسائل دریافت فرمالیتے تھے جبکہ اس کے علاوہ وہ ایک دوسرے کی رائے پر عمل کرکے ایک دوسرے کی تقلید بھی کرتے،اور یہ عمل وہابیوں کے نزدیک شرک ہے،اگر تقلید کرنے والا سچا امتی نہیں تو یہ

دریدہ دہن لوگ کیا صحابہ کرام کو سچا امتی نہیں مانتے؟

ڈھیٹ اور بے شرم اور بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

قولہ: یہ طے شدہ امر ہے کہ تقلید فروعی، اجتہادی، غیر منصوص مسائل میں ہوتی ہے اور وہ بھی عام، غیر فقیہ اور غیر مجتہد لوگ تقلید کرتے ہیں۔ عقائد اور منصوص مسائل میں تقلید نہیں ہوتی اور نہ ہی مجتہد تقلید کرتا ہے۔ اثری وہابی نے اسے بڑے طمطراق سے پیش کر کے کہا کہ صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور خود حنفی بھی ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں

اقول: یہ جھوٹ اور دجل و فریب کا مظاہرہ ہے، ہم ہرگز ہرگز ترک تقلید، گستاخیوں، بے ادبیوں اور ائمہ کرام کو گالیاں دینے میں وہابیوں کے شریک نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور اپنے مولویوں اور خواہشات نفسانی کے مقلد ہیں، جس سے واضح ہے کہ یہ لوگ اپنے ہی فتوے سے ”سچے امتی“ نہیں ہیں

نوٹ: شمس بریلوی صاحب کی عبارت سے یہ تاثر دینا کہ فروعی مسائل میں تقلید نہیں ہوتی باطل ہے، کیونکہ وہ ”فروع“ سے فقہ حنفی کے اصول و فروع (قواعد و ضوابط) مراد لے رہے ہیں، نہ کہ ایمانیات و اعمال کے اعتبار سے یہ تقسیم کی گئی ہے۔

قولہ: ص ۹۶ سے ۱۲۰ تک یہی راگ الاپا کہ مقلد کا کام صرف اپنے امام کے قول و فعل کو بغیر دلیل ماننا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کے دلائل کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اگر کوئی شخص کسی مسئلہ میں اپنے امام کے قول و فعل کے خلاف قرآن و حدیث پر عمل کرے گا تو وہ شخص امام کا مقلد نہیں۔ بلکہ وہ تو پکا سچا مسلمان نبی کریم ﷺ کا مطیع و

فرمانبردار امتی ہے۔

اقول: حقیقت یہ ہے کہ مقلد (قرآن وسنت میں واضح طور پر مسائل کا حل نہ ملنے کی صورت میں ائمہ کے قول پر عمل کرنیوالا) اپنے امام کے قول پر عمل کر کے بالواسطہ قرآن وحدیث کے دلائل پر ہی عمل کرتا ہے اور وہ امام کے قول پر عمل بھی اسی لیے کرتا ہے کہ وہ مسئلہ اجتہادی ہے اور غیر مجتہد کے لیے قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کرنا روانہیں۔ اگر واضح طور پر قرآن وحدیث میں مسئلہ موجود ہوتا تو پھر اجتہاد کی ضرورت ہی نہ رہتی اور نہ ہی تقلید ہوتی۔ وہ بہر صورت اپنے رسول اللہ ﷺ کا سچا امتی ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں یہی حکم تھا کہ قرآن کی باتیں صرف اہل علم ہی سمجھتے ہیں (العنکبوت ۴۲
)

اور جب معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو۔

(الانبیاء ۷، النحل ۴۳، مشکوۃ ص ۵۵ ملخصًا)

معلوم ہوا کہ اس سچے امتی مقلد کو سچا امتی نہ ماننے والے وہابی گستاخ، بے ادب اور رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے کی وجہ سے امت سے خارج ہیں۔

قولہ: ص ۱۲۰ پر امام کرخی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حنفی مذہب کے خلاف آیت نسخ یا ترجیح پر محمول ہوگی، بہتر یہ ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے تاکہ توافق ظاہر ہو جائے

۔

اس بات کا مطلب یہ تھا کہ بتا دیا جائے کہ جن آیات سے احناف نے استدلال کیا ہے اگر ظاہری طور پر کوئی دوسری آیت اس کے مخالف نظر آئے تو اس کے متعلق یہی موقف

ہے کہ یا تو وہ منسوخ ہے یا مرجوع اور بہتر یہی ہے کہ اس کی ایسی تاویل و وضاحت کر دی جائے تا کہ دونوں آیتوں میں موافقت پیدا ہو جائے۔ اس واضح بات کو بھی اثری وہابی اپنی کم عقلی اور جہالت کی وجہ سے نہ سمجھ پائے اور اسے ”آیت قرآنیہ کا حشر“ قرار دے دیا۔

اقول: حالانکہ یہ حشر نہیں بلکہ تحفظ ہے، اگر یہ حشر ہے تو خود اثری جی نے بھی یہ قانون لکھنے والے کو اپنی طرف سے ”امام عبید اللہ بن حسین کرخیؒ حنفی“ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو! اصلی اہلسنت ص ۱۴۲۔ تو بتایئے! وہ انہیں امام اور رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ”آیت کا حشر“ کرنے والوں کے جرم میں برابر کے شریک کیوں ہوئے ہیں۔

قولہ: ایسے ہی ص ۱۲۱ پر لکھی ہوئی عبارت میں بھی واضح طور پر یہی بتایا گیا ہے کہ ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے خلاف ہو وہ نسخ پر محمول ہے یا اپنے ہم پلہ حدیث کے معارض۔ (اصول کرخی ص ۳۷۳)

اقول: جس سے واضح ہے کہ یہاں قول کے مقابلے میں آیت و حدیث کو نہیں رکھا گیا بلکہ آیت و حدیث کے ایک دوسرے کے تقابل کے وقت احناف کی مستدل آیات و روایات کے بالمقابل دوسری آیات و روایات کو منسوخ، مؤول اور معارض قرار دیا گیا ہے، اور یہ بات قابل طعن نہیں، سبھی اس پر عمل پیرا ہیں، خود وہابی لوگ بھی اپنے موقف کے خلاف تمام آیات و روایات کی تردید و تاویل کرتے ہیں۔ تو کیا وہ اس وقت آیات و احادیث کا حشر کرتے ہیں؟

وہابیوں کے امام محمد گوندلوی نے لکھا ہے:

''تاویل سے حدیث کا انکار لازم نہیں آتا'' (درس صحیح بخاری ص ۱۰۲)

قولہ: ص ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱۔ پر مذاہب اربعہ کی تقلید کے خلاف آیت قرآنیہ، حدیث صحیح اور قول صحابی پر عمل جائز نہیں۔ نیز قرآن وسنت کے ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے ⁂⁂ کے جملہ کو ⁂⁂ مفتی احمد یار نعیمی حنفی کی شہادت،، قرار دیا۔

اقول: حالانکہ یہ علامہ صاوی کا بیان ہے۔ پھر اس کا مطلب یہی ہے کہ قرآن وسنت اور اقوال صحابہ کا معنی وہی درست ہے جو ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین نے لیا ہے، اس کے علاوہ صرف لغت کا سہارا لے کر اپنی طرف سے ظاہری معنی لینا غلط ہے۔ مثلاً لفظ ''جد'' قرآن وحدیث میں ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے اگر کوئی اس کا ظاہری معنی ⁂⁂ دادا،، کرے گا تو سراسر کفر ہوگا۔ یہ دیکھا جائیگا کہ سلف نے اسکا کیا معنیٰ لیا ہے۔ اس کی تحقیق کی جائے گی۔ جبکہ وہابیوں نے بھی دوٹوک لکھا ہے کہ سلف صالحین کے فہم کے مطابق ہی قرآن وحدیث کو سمجھا جائے گا اور اگر حدیث صحیح بھی ہو اور محدث صحیح نہ کہے تو وہ قابل عمل نہیں ہوگی۔

نوٹ: اثری وہابی کا حاشیہ میں یہ تاثر دینا کہ ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے اور علماء ظاہری معنی کی تحقیق کرتے ہیں تو یہ کفر کی جڑ پر عمل ہے۔ سراسر دھوکہ وبے وقوفی کا مظاہرہ ہے کیونکہ ظاہری معنی نہیں لینا چاہیئے بلکہ علمائ، فقہاء اور ائمہ سے اس ظاہری معنی کی تحقیق کرانی چاہیئے وہ تحقیق کے بعد جو بتائیں گے اس پر عمل ہوتا ہے۔ اس کو کفر کی جڑ قرار دینا بذات خود کفر ہے اور پھر مفتی صاحب کی طرف تضاد کی نسبت سراسر شقاوت وبد باطنی کا مظاہرہ ہے۔

تنبیہ: ص ۱۲۷ پر اعلیٰ حضرت اور ص ۱۳۱ پر مفتی صاحب کی عبارات سے غلط معنیٰ لینے کی بجائے دونوں حضرات کی عبارات کو سامنے رکھ کر نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ غیر مجتہد کے لیے ائمہ دین کی رائے پر عمل کرنا ہی لازم ہے اگر وہ خود محقق بن بیٹھے گا تو گمراہ ہو جائے گا اس کے لیے امام کا قول ہی دلیل ہوگا، وہ شخص احکام شرعیہ کے استنباط کے طرق سے ناواقف ہے لہٰذا وہ دلائل کے پیچھے نہ پڑے، بلکہ امام کے قول پر عمل کرے۔ جیسا کہ وہابیوں کا عمل بھی یہی ہے کہ عوامی لوگ اپنے مولویوں سے مسائل حل کراتے ہیں نہ کہ خود، ان کے فتاوی دیکھ لیں حقیقت واضح ہو جائے گی۔

☆......اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت میں ”میرا دین ومذہب،، سے مراد کوئی الگ نیا اور خودساختہ دین نہیں بلکہ وہی دین ہے جو ان کی کتب سے ظاہر ہے اور وہ صرف اور صرف دین اسلام ہے اور بس۔

☆......صاحبزدہ سید حامد سعید کاظمی صاحب کے اخباری بیان کا مطلب فقط یہ ہے کہ ہر فرقہ قرآن وسنت کا ہی نام لیتا ہے خواہ مرزائی ہو، شیعہ ہو یا کوئی اور۔ اس لیے قرآن وسنت کا وہ مفہوم معتبر ہے جو ائمہ دین نے بیان کیا ہے۔ حنفی ہونے کے ناطے ہم فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں، جو کہ ملک ہندوستان میں سالہا سال تک نافذ بھی رہی ہے۔

قولہ: ص ۱۳۴ پر اثری نجدی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت سے دھوکہ دیا۔ ان کی عبارت میں تحریف معنوی کی، کہ تقلید جامد کی تردید کو تقلید شرعی پر چسپاں کر دیا۔

اقول: حالانکہ خود شاہ ولی اللہ حنفی تھے، فقہ حنفی کے موید رہے، تقلید پر اجماع امت کے قائل تھے۔ مذاہب اربعہ سے خروج کو اہلسنّت وجماعت سے خروج قرار دیتے اور

بانگ دہل فرماتے ہیں: ہندوستان میں غیر عالم کے لیے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور اس سے نکلنا حرام ہے۔ ملاحظہ ہو! انصاف ص ۵۷، ۵۹، ۷۰، عقد الجید ص ۳۸۔ اور دو ٹوک لکھا ہے کہ زمانہ صحابہ سے آج تک برابر تقلید ہوتی رہی ہے (عقد الجید ص ۲۹)

قولہ: ص ۱۳۵ پر رد تقلید میں امام رازی کا قول پیش کیا، حالانکہ انھوں نے خود اس کے مقابلے میں فرمایا کہ عامی پر واجب ہے کہ وہ پیش آمدہ مسائل میں علماء (فقہاء) کے قول کو قبول (ان کی تقلید) کرے۔ (ملخصًا تفسیر کبیر ص ج ۱۰ ص ۱۹۹، ج ۱۹ ص ۳۷)

جب امام رازی کا اپنا موقف واضح ہے تو وہابیوں کو ان کے نام سے دھوکہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ دراصل دھوکہ دینا ان کی ضرورت ہے۔

قولہ: ص ۱۳۶ اور ۱۳۷ پر علامہ شعرانی کے حوالے سے مقلدین پر رد کیا ہے۔

اقول: یہ باطل ہے، کیونکہ انھوں نے خود اسی کتاب المیزان الکبریٰ میں تمام ائمہ مجتہدین کی تقلید کی ترغیب دی اور اسے واجب کہا، اپنے امام کے خلاف کو حرام قرار دیا، تمام ائمہ اور مقلدین کو ہدایت پر بتایا، انہیں جنّتی کہا اور عامی کو اجازت دی کہ وہ جس مذہب کی چاہے تقلید کرے ملاحظہ ہو! المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۷، ص ۵، ۲۸، ۲۹، ۳۰

قولہ: ص ۱۳۷ پر شذرات الذہب ج ۷ ص ۴۰ کے حوالے سے قاضی جمال الدین حنفی کا قول نقل کیا کہ جو شخص بخاری دیکھے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔

اقول: لیکن وہ اس کی سند نقل کرنا بھول گئے کہ یہ قول کب اور کہاں سے نقل کیا گیا ہے

اور وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ وہابیوں کے بشیر الرحمان مستحسن نے کہا کہ ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں۔ (آتش کدہ ایران ص ۱۰۹)

حکیم فیض عالم نے لکھا ہے کہ بخاری میں موضوع قول بھی ہے اور ایسی روایات بھی جن سے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام اور ازواج مطہرات کی توہین ہوتی ہے۔

(صدیقہ کائنات ص ۱۱۳)

؎ کبھی فرصت میں سن لینا بڑی لمبی ہے داستان ان کی

ان حقائق سے واضح ہوگیا کہ ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ پر اثری نجدی کے ×× حاصل الکلام و خلاصۃ الکلام،، کے تحت نقل کیے گئے امور ان کی دھوکہ دہی، جہالت وسفاہت، کم عقلی وبد باطنی اور بے وقوفی وخر دماغی کا نتیجہ ہے۔ اور یہی کرتب پوری کتاب میں دکھایا گیا ہے، اس حقیقت کو ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ ×× حنفی بریلوی،، اہلسنّت ہیں اور وہابیوں کا اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حنفی بریلوی اہلسنّت، برحق اور مسلمان ہیں:

موجودہ وہابی اپنی کور باطنی اور تعصب وعناد کی وجہ سے ہم اہلسنّت وجماعت (حنفی بریلوی حضرات) کو سنی ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ وہ خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں بدعتی اور کافر ومشرک کہنے سے بھی عار محسوس نہیں کرتے، جبکہ ہم انہیں کے اکابر و ذمہ دار حضرات کے حوالہ جات سے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حنفی بریلوی حضرات کا پکے سچے سنی مسلمان ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا انکار نہیں کرسکتی۔ ملاحظہ ہو!

وہابیوں کے شیخ الکل ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے:

بریلوی......اہل قبلہ مسلمان ہیں۔ (فتاوٰی برکاتیہ ص ۱۷۸)

ترجمان وہابیہ مجلہ اہل حدیث سوہدرہ ج ۱۵ شمارہ ۲۰ میں ہے:

یہ (بریلوی) لوگ اہل سلام سے ہیں۔

(فتاوی علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۶۳)

سردار وہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم (مجدد مائۃ حاضرہ)۔

(فتاوٰی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۶۴، ۲۶۳)

یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو رحمت خداوندی کا حقدار (مرحوم) بھی لکھا اور مجدد اسلام بھی مانا۔ والحمد للہ علی ذالک

امرتسری مذکور نے مزید لکھا:

اسی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص ۵۳، مکتبہ عزیزیہ لاہور، ص ۴۰ طبع امرتسر و سرگودھا)

یعنی انگریز کی آمد سے پہلے تمام مسلمان حنفی بریلوی مسلک کے تھے۔ اگر بریلوی مشرک ہیں تو گویا وہابیوں کے نزدیک پوری امت مسلمہ ہی مشرک ہے۔ العیاذ باللہ

تنبیہ: بعض وہابیوں نے مذکورہ عبارت کو کاٹ کر حقیقت کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے حالانکہ حقیقت چھپ نہیں سکتی، وہ نمایاں ہو کر رہتی ہے۔

احسان الٰہی ظہیر نے مانا:

کہ بریلوی عقائد مشرق و مغرب تک تمام اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں

(البریلویت ص ۱۰ عربی)

نوٹ: مترجم البریلویت سے اس عبارت کا ترجمہ چھپا کر بغض باطن اور یہودیانہ صفت کا اظہار کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ

حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے:

کہ ہندوستان کے اکثر حصہ میں اہلسنّت ہیں۔ (حنفی اور اہلحدیث ص ۲)

نواب صدیق حسن نے مانا ہے:

کہ وہ اکثر حصہ اہلسنّت حنفی لوگوں کا تھا، جنھوں نے ہندوستان میں اسلام پھیلایا اور اس کی لازوال خدمات سرانجام دیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۴، ۱۰)

حنیف یزدانی:

نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمات کو سراہتے ہوئے ※※ تعلیمات شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ،، کے نام سے کتاب لکھی اور تسلیم کیا کہ آپ کا راستہ بدعت سے دور اور صراط مستقیم ہے۔

یاد رہے اس کتاب پر متعدد وہابیوں کی تقریظیں بھی موجود ہیں۔

اسماعیل سلفی:

نے اصحاب رائے کہہ کر احناف کو بھی اہلسنت قرار دیا ہے۔

(حیاۃ النبی ص ۲۰،۲۸،فتاوی سلفیہ

ص ۱۴۸،۱۴۷)

ابراہیم سیالکوٹی:

نے بھی مقلدین،احناف کو اہلسنت میں شامل مانا ہے۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۶۶)

چند حوالہ جات گذشتہ صفحات میں اور ××تقلید کی حمایت،،کے زیر عنوان بھی گزر چکے ہیں۔تفصیل کے لیے ہماری کتاب ××اہل جنت اہل سنّت،،دیکھیے!

اگر بریلوی حضرات اہلسنّت نہیں تو انہیں مسلمان ،اہل قبلہ،مجدد اور اہلسنّت ماننے والے کون ہیں؟......اگر وہ اہلسنّت ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر انہیں مشرک و بدعتی قرار دینے والے کون ہیں؟ کیونکہ کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے اور مسلمان کو کافر قرار دینا بھی کفر۔بتایئے ان وہابیوں میں سے کفر کا حقدار کون ہے؟

وہابیوں کا مذہب

قطع نظر اس بات کے کہ وہابیوں کا مذہب بنیادی طور پر گستاخی اور بے ادبی پر مشتمل ہے۔ان کی توہین آمیز عبارات کے لیے ہماری (زیر طبع) کتاب ××مطالعہء وہابیت،،دیکھیئے! چند ایک اس کتاب میں بھی درج کر دی گئی ہیں ملاحظہ ہو! زیر عنوان ××کیا غیر مقلد اہلسنّت ہوسکتا ہے؟،،۔

ہم یہاں صرف ان کے اس دعوی کی دھجیاں بکھیرنا چاہتے ہیں کہ

××مقلد تو صرف امام کا قول مانتا ہے،اسے حدیث سے کوئی تعلق نہیں اور ہم صرف

حدیث پر عمل کرتے ہیں کسی کے قول اور رائے پر نہیں لہٰذا مقلد اہلسنّت نہیں ہم اہلسنّت ہیں''

جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ صرف محدثین کی رائے اور قول کے پابند ہیں انہیں حدیث رسول سے کوئی غرض نہیں ہے۔ مثلاً:

۱......تمام وہابیوں کا طریقہ ہے کہ اگر کوئی روایت ان کے مذہب کے خلاف پیش کی جائے تو اسے ہر طرح رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ضعیف اور موضوع کہیں گے، جب وہاں بس نہ چلے تو ×× صحیح ،، مان کر بھی تسلیم نہیں کرتے اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اس پر محدثین نے یہ باب باندھا ہے، وہ عنوان قائم کیا ہے۔ مثلاً رفع یدین، قراۃ خلف الامام وغیرہ کی روایات ۔ ملاحظہ ہو! نور العینین ص ۷۰ وغیرہ، امین اکاڑوی کا تعاقب ص ۴۷، ماہنامہ الحدیث نمبر ۵۲ ص ۴۶، الرسائل ص ص ۲۱۸، ۴۳۳ وغیرہ از عبدالرشید انصاری، فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۶۵۵، تحفہ حنفیہ ص ۳۸، ۴۷، از داؤد ارشد، اثبات رفع الیدین ص ۲۳۱، ۲۳۳، ۶۰، ۵۹، ۱۵۸ از خالد گرجاکھی۔

گویا حدیث کا نہیں محدث کی رائے کا اعتبار ہے یعنی وہابی اقوال و آراء کے پابند ہیں

۲......روایت صحیح ہو، راوی سب ثقہ ہوں، پھر بھی نہیں مانتے، کہتے ہیں کیونکہ اسے محدثین نے نہیں مانا۔ (نور العینین ص ۵۷، الحدیث نمبر ۳۸ ص ۳۔ از زبیر علیزئی)

گویا حدیث مذہب نہیں لوگوں کی رائے اور قول ان کا مذہب ہے۔

۳......داؤد ارشد نے لکھا ہے:

عمل اہلحدیث بھی حضرت امرتسری کے فتوی پر ہے ۔ (تحفہء حنفیہ

ص ۳۷۸) یعنی قرآن وسنت نہیں بلکہ ثناء اللہ امرتسری کے فتوے پر وہابیوں کا عمل ہے

۔

۴......وہابیوں نے قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے ٭٭ فہم سلف صالحین ،، کی پابندی عائد کر رکھی ہے اوراس کے برخلاف استدلال کا انکار کیا ہے ۔ملاحظہ ہو! فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۱۵، ۲۳۳، از ثناء اللہ امرتسری۔ بھینس کی قربانی ص ۲۴ تا ۲۶ از نعیم الحق ملتانی ،الدعاء ص ۵۴ از بشیر سلفی ، بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۲۹، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۰، ۳۹، از زبیر علیزئی ، فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۱۱، از عبداللہ روپڑی۔

گویا قرآن وسنت کو٭٭ سلف صالحین کی فہم ،، کے تابع کر دیا ہے جس طرح وہ منوانا چاہیں اس طرح مانیں گے ورنہ قرآن وسنت کا انکار کردیں گے۔

۵......عبدالمجید خادم سوہدروی:

نے قول وفعل اور گفتار وکردار میں پختہ ہونے والے شخص کی پیروی کو قوم کے ہر فرد پر لازم قرار دیا ہے (سیرت ثنائی ص ۱۶)

گویا قرآن وحدیث نہیں ٭٭ وہابی مولویوں ،، کی پیروی لازم ہے۔

۶......زبیر علیزئی:

نے عوام الناس کے لیے صرف ایک ہی راستہ متعین کیا ہے کہ وہ ٭٭ صحیح العقیدہ اہلسنّت کے عالم ،، کی رائے کو مانیں ۔(دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۵)

گویا اس کا مذہب عالم کا قول ہوگا اور اس کا تعلق اسی رائے سے ہوگا ، قرآن وسنّت سے نہیں۔

۷......وہابی عوام اور خاص موقع پر ان کے مولوی بھی اسی طریقہ پر ہیں کہ انہیں ہزار دلائل پڑھ کر سنائیں وہ ایک ہی رٹ لگائیں گے کہ ہم اپنے علماء سے تحقیق کریں گے ۔گویا ان کا مذہب مولویوں کی رائے ہے۔

۸......وہابیوں کے مرتب فتاوٰی جات دیکھ لیجئے ،سوال کرنے والا اپنے مولوی سے کہتا ہے کہ آپ بتائیں اس بات کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا مفتی ہاں یا نہ، جائز ہے یا ناجائز ہے کہہ کر جواب دیتا ہے یعنی صرف اپنی ×× رائے ،، لکھتا ہے نہ جواب دینے والا ڈانٹتا ہے کہ میری رائے کیوں پوچھتے ہو، یا میری رہنمائی سے قرآن وسنت کی بات کیوں پوچھتے ہو، جاؤ خود ہی تلاش کرلو۔ اور نہ پوچھنے والا کہتا ہے کہ آپ نے قرآن وحدیث کیوں نہیں لکھے، گویا دونوں کے نزدیک قرآن وحدیث کی بجائے مولوی کی بات حجت ہے، قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ۔اس پر دلیل کے طور پر وہابیوں کے چھپے ہوئے فتاوٰی جات دیکھ لیجیئے! یا ہمارا کتابچہ ''وہابیوں کی تقلید'' ملاحظہ فرمالیں! تھوڑی سی جھلک ہم نے وہاں بھی دکھادی ہے۔

۹......ابن بشیر وہابی زبیری:

نے (زبیر علیزئی کی تائید سے) مرنے والے کے چہرے کو قبلہ رخ کرنا مستحب لکھا اور دلیل امام احمد علیہ الرحمۃ کے عمل کو بنایا، ملاحظہ ہو! الحدیث نمبر ۳۱ ص ۳۷

۱۰......زبیر علیزئی کے استاذ عطاء اللہ حنیف نے رکعات تراویح کے درمیان امام احمد بن حنبل کے عمل سے ذکر کو جائز قرار دیا۔

(تعلیم الصیام ص و ماہنامہ محدث لاہور ص ۲۶، نومبر

۲۰۰۲ئ)

☆......یہی بات محمد اعظم وہاب ء نے لکھی ہے ملاحظہ ہو! فضائل رمضان ص ۳۸۔

گویا ان کی دلیل حدیث نہیں بلکہ ××قول امام،، ہے۔

۱۱......آل زبیر نے داڑھی کی فرضیّت پر اپنے استاذ عبدالمنان نور پوری کا قول لکھا ہے۔

ملاحظہ ہو! (الحدیث نمبر ۲۷ ص ۵۶)

یعنی فرضیّت کے لیے بھی ان کی دلیل قرآن وسنت نہیں بلکہ ××قول استاذ،، ہے۔

یہ صرف گیارہ مثالیں ہیں، بوقت ضرورت مزید مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں کہ وہابیوں، نجدیوں اور غیر مقلدوں کا اہلسنّت وجماعت کو صرف اس لئے سنّیت سے خارج کرنا کہ وہ ××قول امام،، کے پابند ہیں محض شاطرانہ چال ہے جبکہ خود وہ لوگ ہم سے زیادہ اقوال رجال اور آراء اشخاص کے پابند ہیں، پھر کس منہ سے سنی ہونے کے دعویدار ہیں؟

پھول دامن میں سجائے پھرتے ہیں وہ لوگ
جن کو نسبت ہی نہ تھی گلستان سے یارو!

باب ششم

کیا دیوبندی اہلسنّت ہیں؟

آج کل دیوبندی حضرات بڑے طمطراق سے یہ دعوی کرتے نہیں تھکتے کہ ہم اہلسنّت ہیں اور حقیقت سے ناواقف لوگوں نے ان کی ظاہری طور پر ٭٭ حنفیت ،، سے

مشابہت کی بناء پر غلطی سے انہیں حنفی خیال کر رکھا ہے۔
جبکہ ان لوگوں کا سنی اور حنفی ہونا قطعًا درست نہیں کیونکہ یہ لوگ قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر مشتمل خودساختہ ٭٭ دیوبندی دین،، کی پیدا وار ہیں اور خارجیت ووہابیت کی ایک چالاک شاخ۔ چند شواہد پیش خدمت ہیں۔
تفصیل کے لیے ٭٭ اہل جنّت اہل سنّت،، اور ٭٭ مطالعہ دیوبندیت،، دیکھئے!

ارشادنبوی ﷺ، دیوبندیوں کے نزدیک

دیوبندیوں کے امام، اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

٭٭ خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع کا حکم ہے، ان کا جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے۔ اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۹)

یعنی ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے قول، حکم اور فرمان کو شریعت سمجھنے والا مشرک ہو

جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔ مسلمان تو اپنے آقا ﷺ کی باتوں کو شریعت ہی سمجھتے ہیں۔ جبکہ اس عقیدے کو شرک قرار دے کر دیوبندی اہلسنّت سے خارج ہو رہے ہیں۔

محمد حسین نیلوی نے لکھا ہے:

کہ قاسم نانوتوی کے نظریات قرآن وسنّت کے خلاف ہیں ملاحظہ ہو! ندائے حق ص ۶۳۶، ۵۷۵۷۲۱، ۵۸۱۔

امین صفدر اوکاڑوی نے تسلیم کیا ہے:

کہ رسول اللہ ﷺ سے تواتر کیساتھ اور اجماع سے یہی ثابت ہے کہ خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہے۔ ملاحظہ ہو! تریاق اکبر ص ۹۳، ۹۵۔

جبکہ دیوبندیوں کے امام قاسم نانوتوی نے اس معنی کو عوام کا خیال قرار دے کر رد کر دیا اور اس کا معنی ؏؏ آخری نبی،، لینا پسند نہیں کیا ملاحظہ ہو! تحذیر الناس ص ۴۔

اب ظاہر ہے کہ وہ ارشادات نبویہ کے مخالف معنی کر کے اہلسنّت نہیں رہے۔

☆...... اہلسنّت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی بات ماننا شریعت و دین ہے، لیکن دیوبندیوں کے نزدیک رشید گنگوہی کے بیٹے مسعود احمد کا ؏؏ حکم،، دین ہے۔

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷)

☆...... اہلسنّت کے نزدیک نجات، اتباع رسول ﷺ پر موقوف ہے جبکہ رشید گنگوہی نے یہ منصب خود کو دے رکھا ہے، لکھا ہے، اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر، (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

☆......دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ جیسا علم ہر بچے، پاگل اور تمام جانوروں اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔(حفظ الایمان ص ۸)

صحابہ کرام دیوبندیوں کے نزدیک:

رشید گنگوہی دیوبندی سے سوال کیا گیا کہ: صحابہ پر طعن اور انہیں مردود وملعون کہنے والے......سنت جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں۔تو جواب دیا کہ ؂؂ وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا،،۔(فتاوٰی رشیدیہ ص۲۷۶)

یہ ہے دیوبندیوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے متعلق نظریہ کہ معاذ اللہ انہیں گالیاں دینے والا، مردود کہنے والا اور طعن کرنے والا بھی اہلسنت و جماعت ہی رہتا ہے۔ یقیناً دیوبندی ہی ایسے ؂؂ اہلسنّت،، ہوسکتے ہیں کہ صحابہ کرام کو گالیاں دیں اور مردود و ملعون بھی کہتے پھریں اور اہلسنّت بھی بنتے پھریں، جبکہ اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی حضرات کے نزدیک ایسا شخص ہرگز ہرگز اہلسنّت نہیں ہوسکتا۔ہمارے نزدیک تو تفضیلی لوگ (افضلیت شیخین کے منکر) بھی اہلسنّت سے خارج ہیں چہ جائیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو گالیاں دینے والے کو سنی قرار دیا جائے۔حاشاللہ۔حاشاللہ!

معلوم ہوا کہ سنی وہ ہے جو طریقہ صحابہ پر گامزن ہو اور جو انہیں مردود کہنے والے کو سنی قرار دے اس کا اہلسنّت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆......حسین علی واں بھچروی دیوبندی نے امام حسین کو ظاہر و باطن کے اندھے قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

کوکورانہ مرو در کربلا
تانیفتی چوں حسین اندر بلا

(بلغۃ الحیران ص ۳۹۹ دو جگہ پر)

☆.....گنگوہی دیوبندی نے صحابی رسول ونواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر شہادت کو روافض کی مشابہت کی آڑ لے کر حرام قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۸)

☆.....محمد حسین نیلوی نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنرل ضیاء الحق کو اچھا لکھا ہے۔ملاحظہ ہو! مظلوم کربلا ص ۱۰۰۔

☆.....محمد زکریا کاندھلوی تبلیغی نی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے علمی کمال اور دین کی باتوں کا [illegible] کرنے پر تنقید کی ہے۔(فضائل اعمال ص ۱۷۵)

☆.....ابو یزید محمد دین بٹ نے ""رشید ابن رشید"" میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی لکھا، مزید کئی بے ادبیاں اور گستاخیاں کی ہیں، دیوبندیوں نے اس پر تقریظات لکھ کر اس کی حمایت کر رکھی ہے۔

☆.....عطاء اللہ بخاری نے انور شاہ کشمیری کو ""صحابہ کے قافلہ کا ایک فرد"" قرار دے کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کی ہے۔ملاحظہ ہو! مولانا سعید احمد خاں ص ۲، اکابر علماء دیوبند ص ۸۷، نقش دوام ص ۱۲۵۔

☆.....عبدالشکور کاکوروی نے لکھا ہے کہ سیدنا علی اعلانیہ فسق کو جائز رکھتے تھے۔

(النجم ص ۲۱، ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء بحوالہ

تحقیقات)

☆......انورشاہ کشمیری نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوجنھوں نے قبر پر ٹہنی وغیرہ رکھنے کی وصیّت کی تھی بدعت سے ملوث ثابت کیا۔(انوارالباری ج ۸ ص ۲۵۱)

دیوبندیوں کی حنفیّت کی حقیقت

سطور ذیل میں چند حوالہ پیش کیے جارہے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ دیوبندی کس قسم کے حنفی ہیں، اوران کا حنفیت کا لبادہ اوڑھنا اورکتب فقہ حنفی کی نشرو اشاعت اوردرس وتدریس فقط ایک سازش اورفریب کاری ہے۔

☆......اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہی بعض علماء نے لکھا کہ اس سے حنفیت جاتی رہے گی، میں نے کہا چاہے اسلامیت جاتی رہے مگر حنفیت نہ جائے۔

(افاضات یومیہ ج ۵ ص ۲۳۳)

یعنی تھانوی دیوبندی کے نزدیک حنفیت اوراسلامیت دومتضاد چیزیں ہیں حنفیت قائم رکھنے سے اسلام کادامن چھوٹ جاتا ہے۔العیاذ باللہ تعالیٰ

☆......انورشاہ کشمیری نے مفتی شفیع دیوبندی سے کہا※※ میاں مزاج کیا پوچھتے ہوعمر ضائع کردی میں نے عرض کیا کہ......آپ کی عمراگرضائع ہوئی توکس کی عمرکام میں لگی ۔؟فرمایا: میں تمہیں صحیح کہتا ہوں عمرضائع کردی، میں نے عرض کیا حضرت بات کیا ہے؟ فرمایا: ہماری عمرکاہماری تقریروں کاہماری ساری کاوشوں کایہ خلاصہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پرحنفیت کی ترجیح قائم کردیں، امام ابوحنیفہ کے دلائل تلاش کریں اوردوسرے

ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کردیں، یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کردی ۔ (وحدت امت ص ۱۸)

یہ عبارت صریح ہونے کی وجہ سے کسی تبصرے کی محتاج نہیں، ہر منصف مزاج اس سے باآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک حنفیت کا دفاع اور سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کی حمایت اور فقہ حنفی کی خدمت کرنا محض عمر برباد کرنا ہے جن دیوبندیوں نے فقہ حنفی کی وکالت کی اور وہ اس پر بڑے فخر سے خود کو وکیل احناف کہلاتے ہیں وہ سب اپنی عمریں برباد کررہے ہیں۔

☆...... یہ دیوبندیوں کی حنفیت سے دشمنی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے انور شاہ کو سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم کہہ دیا ہے۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء)

دیوبندی وہابی ہیں:

دیوبندیوں نے خود کو سنی حنفی ظاہر کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلے کتنے لبادے اوڑھے، منافقت کا سہارا لے کر سنیوں کو ورغلانے کی کوشش کی تاکہ وہ ہمیں سنی تسلیم کر کے اپنی مساجد و مدارس میں منتخب کرلیں لیکن حقیقت اپنا وجود منوالیتی ہے۔

ے چہرہ تاریخ پہ تھے گو نقابوں پر نقاب
حقیقت پھر حقیقت تھی نمایاں ہوگئی

ہم آج یہ بات روز روشن کی طرح واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ دیوبندی لاکھ

”وہابیت،، سے دامن چھڑائیں خود کو وہابی کہلانا ظاہراً پسند نہ کریں جبکہ حقیقت یہی ہے کہ یہ لوگ نہ حنفی نہ سنی بلکہ پکے وہابی ہیں۔ تفصیل کے لیے ہماری (زیر طبع) کتاب ”مطالعہ دیوبندیت،، ملاحظہ ہو! چند حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

☆......اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ (افاضات یومیہ ج ۲ ص ۲۵۰)

دیکھیے! کس قدر وہابیت سے دلبستگی اور پسندیدگی ہے کہ ساری دنیا کو وہابی بنانے کے لیے دس ہزار روپے کی خواہش ہو رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ

؎ خدا گنجے کو ناخن نہ دے

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

کہ وہابی متبع سنت، دیندار، عمدہ عقائد والے اور اچھے لوگوں کو کہتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۵۱، ۲۹۷ تالیٰ ۸ فات رشیدیہ ص ۱۰۹)

☆......دیوبندیوں کی متفقہ مصدقہ کتاب المھند کے ص ۹ پر وہابی کا معنی سنی حنفی یعنی دیوبندی لکھا ہے ہوا۔

☆......اشرفعلی تھانوی نے اپنے متعلق لکھا ہے:

بھائی! یہاں وہابی لوگ رہتے ہیں، یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو۔ (اشرف السوانح ج ۱ ص ۴۸)

☆......منظور نعمانی نے لکھا ہے:

ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔(سوانح محمد یوسف کاندھلوی ص ۲۰۲)

☆......زکریا کاندھلوی نے کہا ہے:

مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔(ایضاً ص ۲۰۴)

دیوبندی اور وہابی نجدی اصلاً ایک ہیں

آج کل دیوبندیوں اور نجدی وہابیوں کی کچھ سیاسی، ذاتی اور دنیوی اغراض ومقاصد کے پیش نظر ظاہری مخالفت کو سادہ لوح عوام اور کچھ غیر مدبر "علماء وصوفیہ" یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دونوں گروپ آپس میں اصولاً متضاد ومخالف ہیں اور ان میں کوئی نظریاتی اور اصولی اختلاف ہے۔لیکن حقیقت اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہ دونوں فرقے دراصل عقیدہ ونظریہ کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔ان میں فروعی معاملات میں اختلاف رائے تو ہوسکتا ہے لیکن اصولی اور نظریاتی اعتبار سے دونوں یک جان دو قالب ہیں۔دونوں طرف سے ثقہ ومعتبر لوگوں کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

دیوبندیوں کا اعتراف

☆......رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

عقائد میں سب متحد مقلد وغیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۹۷ ملخصاً، ج ۲ ص ۱۰ دوسرا نسخہ)

☆......اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

(نجدی) عقائد میں نہایت ہی پختہ ہیں۔

(افاضات یومیہ ج ۴ ص ۵۲)

☆......سرفراز گکھڑوی کے سگے بھائی عبدالحمید سواتی آنجہانی نے لکھا ہے:

ہم علمائے اہلحدیث (نجدیوں، وہابیوں) کے متعلق اچھے جذبات رکھتے ہیں ہمارے ان کے ساتھ دینی اختلافات نہیں ہیں۔ (خطبات سواتی ج ۳ ص ۱۷۸)

ہمارا بھی یہی کہنا ہے کہ آج کل اگر کوئی دیوبندی دینی اختلافات کا جھانسہ دے تو الگ بات ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ دیوبندیوں، نجدیوں کے آپس میں دینی نہیں دنیوی اور ذاتی اختلافات ہیں۔

☆......سرفراز گکھڑوی کے لخت جگر عبدالحق خان بشیر نے اکابر نجدیہ، وہابیہ کے نام نقل کر کے لکھا ہے:

(ان) کو کوئی بھی (دیوبندی) کافر نہیں کہتا اور نہ ان کو اہلسنّت والجماعت سے خارج قرار دیتا ہے۔ (قادیانی بٹالوی گٹھ جوڑ ص ۵۷)

دیوبندی غیر مقلد وہابیوں کو اہلسنت کہتے ہیں اور وہابی نجدی دیوبندیوں کو سنی کہتے ہیں، جبکہ یہ ,,تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگوئیم،، والا معاملہ ہے، درحقیقت یہ دونوں ہی اس اعزاز کے لائق نہیں ہیں۔

غیر مقلد نجدیوں کا اعتراف:

نجدی وہابی حضرات نے بھی اظہار حقیقت میں کسی بخل سے کام نہیں لیا بلکہ بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ دیوبندیوں کے ساتھ اپنے اندرونی، نظریاتی، مسلکی، اصولی اور بنیادی اتفاق واتحاد اور محبت واحترام کو تسلیم کر لیا ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں!

☆......ثناء اللہ امرتسری نجدی نے لکھا ہے:

ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (دیوبندیوں اور نجدیوں) میں بھی بعض اوقات نزاع ہو جاتی ہے، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح چچازاد سگے بھائیوں میں کبھی کبھی نزاع ہو جاتا ہے۔(اخبار اہلحدیث امرتسر یکم شعبان ص ۱۳۳۲ھ)

یعنی دیوبندی اور نجدی وہابی آپس میں چچازاد سگے بھائی کی طرح ہیں۔ان کا آپس میں اختلاف وقتی اور دنیوی ہے دینی اور نظریاتی نہیں۔

☆......مزید لکھا ہے: ان دونوں شاخوں (دیوبندیوں اور نجدیوں) کا مخرج ایک ہی تھا
(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۱۴)

☆......عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

احناف دیوبندی اہلسنت میں شامل ہیں۔(فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۶)

☆......وہابی مناظر طالب الرحمٰن آف راولپنڈی نے لکھا ہے:

دیوبندی حضرات کے بارے میں عام اہلحدیث اور اکثر علماء کا بھی یہ نظریہ ہے کہ یہ لوگ موحد ہیں، جیسا کہ حکیم محمود صاحب دیوبندیوں کے خلاف ※※ علمائے دیوبند کا ماضی تاریخ کے آئینے میں ،، نامی کتاب میں لکھتے ہیں، جن میں اپنا اور دیوبندیوں کا ناطہ ان الفاظ میں جوڑتے ہیں، آج ہم اور دیوبندی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں اور الحمدللہ عقائد میں بھی کوئی ایسا بُعد نہیں رہا بلکہ ہمارا اور اس مسلک کا مستقبل بھی دونوں کے اتحاد پر موقوف ہے۔اس سے آگے لکھا ہے:

اہل توحید (دیوبندیوں) کے ساتھ ایک تعلق موجود ہے اور اختلاف کے

باوجود وہ باقی ہے اور رہے گا۔(دیوبندیت، تاریخ وعقائد ص ۸)

ہاں ضرور رہے گا کیونکہ اپنی دکان بھی چمکانی ہے اور سادہ لوح عوام کو حقائق سے بے خبر رکھ کر ؒؒ نذرانے ،، بھی بٹورنے ہیں، ورنہ یہ مکروہ دھندا ختم ہو جائے گا، لیکن ہمیں اس بات سے غرض ہے کہ آپ نے مان لیا ہے کہ دیوبندی بھی آپ کے ہم عقیدہ ہیں ۔اور یہی ہم منوانا چاہتے تھے۔

؎ کس ادا سے کیا اقرار گنہگاروں نے

دیوبندی کون ہیں؟

دیوبندی خود کو آج کل کس حوالے سے متعارف کراتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت کیا ہیں، اس سے آگاہی کے لیے ذیل کی سطور پڑھ لیں تا کہ فیصلہ کرتے وقت کوئی دقت درپیش نہ ہو۔

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق (بے وقوف) میرے ہی حصہ میں آگئے ہیں۔

(افاضات یومیہ ج۱ ص ۳۵۷)

☆......مزید لکھا ہے: سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے ہیں۔

(افاضات یومیہ ج ۴ ص ۵۹)

گویا تھانوی کو ماننے والے سارے دیوبندی بے عقل اور بدفہم احمق ہیں۔

☆......مزید لکھا ہے: میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں۔

(ایضاً ج۱ ص ۲۶۶ ملتان، ۲۴۰ تھانہ بھون)

اب افسوس کیوں؟ بے وقوف کو بے وقوف مل گئے لہٰذا

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

☆......مزید لکھا ہے: ایک شخص نے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا: ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے، تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہوسکتا ہے ایک شخص گونہہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جاوے گا۔ (افاضات یومیہ ج۶ ص ۴۴)

ہمیں ماں سے زنا اور گونہہ کھانے والے مردود سے غرض نہیں افسوس اس دیوبندی سرغنہ پر ہے جس نے عقلی طور پر اسے جائز قرار دے دیا، کیا ایسے لوگ اہلسنت ہوسکتے ہیں؟۔

مزید لکھا ہے: سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے ہیں (ایضاً ج۸ ص ۲۰۵)

بالکل درست کہا ہے آپ نظریاتی طور پر بالکل بگڑ چکے ہیں۔ آپ کے دیوبندی باوے ہی آپ کو بگاڑ گئے کہ آپ گستاخیوں پر اتنے دلیر ہیں۔

☆......یعقوب نانوتوی دیوبندی کے حوالے سے لکھا ہے: کہ میں ××× بگاڑنے کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں،، (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۸ حکایت نمبر ۳۵۵)

اچھا ہوا کہ خود کو پہچان لیا ہے، اب لوگ جان لیں گے کہ آپ بگاڑنے والے ہیں۔

☆......قاسم نانوتوی نے اقرار کیا ہے کہ:

میں بے حیا ہوں۔ (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۹۹، قصص الاکابر ص ۱۵۶)

☆...... بالآخر تھانوی دیوبندی نے دوٹوک اپنا چہرہ نمایاں کرتے ہوئے لکھ ہی دیا:

※※ ہم (دیوبندی)...... نابکار ہیں گستاخ ہیں۔ (افاضات یومیہ ج ۶ ص ۳۱۲)

دیوبندیّت کا آغاز

انور شاہ کشمیری کے بیٹے انظر شاہ نے لکھا ہے:

میرے نزدیک دیوبندیّت خالص ولی اللّٰہی فکر بھی نہیں...... اکابر دیوبند جن کی ابتداء میرے خیال میں سیدنا الامام مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہے، دیوبندیّت کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہے۔

(ماہنامہ البلاغ ص ۴۸ مارچ ۱۹۶۹ء ۱۳۸۸ھ)

مزید لکھا ہے: شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) مرحوم تک ہماری سند ہی نہیں پہنچتی، نیز حضرت شیخ عبدالحق کا فکر کلیۃً دیوبندیّت سے جوڑ بھی نہیں کھاتا۔ (ایضاً ص ۴۹)

مزید لکھا ہے: حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ شامی اور شیخ عبدالحق پر بعض مسائل میں بدعت وسنت کا فرق واضح نہیں ہوسکا۔ (ماہنامہ البلاغ ص ۴۹)

گویا دیوبندی فکر نہ صرف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے مختلف ہے بلکہ علامہ ابن عابدین شامی اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے بھی مخالف ہے۔

نوٹ: انور شاہ کشمیری کی یہ بات انوار الباری ج ۸ ص ۲۵۱ پر بھی موجود ہے۔

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

کہ حق صرف میری زبان سے نکلتا ہے اور ہدایت ونجات صرف میرے اتباع پر موقوف ہے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

تقی الدین ندوی مظاہروی نے لکھا ہے:

زکریا سہارنپوری نے کہا ہمارے اکابر گنگوہی و نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ (صحبتے با اولیاء ص ۱۲۵)

ان حقائق سے واضح ہے کہ دیوبندی گروہ کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور بعد کے اکابرین کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ نانوتوی و گنگوہی کے قائم کیئے ہوئے ’’دین دیوبند،، کے پیروکار ہیں۔ جو وہابیت، نجدیت اور خارجیت کا ایک نیا پُر فریب روپ ہے، ان کا اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سرفراز گکھڑوی دیوبندی کا دھوکہ

دیوبندی حیاتی گروپ کے گرو، سرفراز خان گکھڑوی آنجہانی نے ایک سوال کے جواب میں چند جزئیات قلمبند کی ہیں جنھیں ’’اہلسنت کی پہچان،، کے نام سے شائع کیا گیا، سرفراز صاحب نے حسب عادت اس میں دھوکہ وخیانت کا خوب مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اہلسنت اور انکار کرنے والے کو ’’خالص متعصب اور ضدی‘‘ یا ’’نرا جاہل،، لکھا اور اہلسنت بریلوی حضرات کو ’’اس مبارک نام پر ناجائز قابض ہے،، لکھا اور پھر نہایت ہی شاطرانہ وعیارانہ چال چلتے ہوئے اہلسنت وجماعت کے خلاف چند

امور لکھ کر واویلا کیا کہ ''قارئین خود ہی ازراہ انصاف یہ فرمائیں کہ کیا ذیل کے عقائد اور اعمال آنحضرت ﷺ اور آپ کے حضرات صحابہ کرام ؓ سے ثابت ہیں؟'' (ایضاً ص ۹)

اگر صرف قارئین سے ہی فیصلہ و انصاف طلب کرنا تھا تو آپ ××× محدث اعظم ،،اور ××× امام دیوبندیہ،، کیوں بنے پھرتے ہیں؟ اگر ان القابات کی کوئی لاج تھی تو ان نقل کردہ امور کے خلاف کوئی دلیل تو پیش کی ہوتی تا کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ کی پٹاری میں کیا رکھا ہوا ہے۔ محض یہ لکھ دینے سے تو جان نہیں چھوٹتی کہ ان کا ثبوت نہیں ہے۔ کیا کسی چیز کے مردود و بدعت ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ احادیث و آثار سے صراحۃً ثابت نہیں۔

دیوبندیوں کے بے ثبوت امور:

اگر قانون یہی ٹھہرا ہے کہ جو چیز صراحۃً قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے وہ سنت ورنہ بدعت ہے تو لیجیے ذرا اپنا بھی نظارہ کرتے چلیئے:

۱- آپ روزانہ بعد نماز فجر درس قرآن دیتے ہیں۔

۲- دیوبندی مراکز میں ختم بخاری کا اہتمام ہوتا ہے۔

۳- مدارس کا مروّجہ نظام تعلیم۔

۴- مساجد کی موجودہ تعمیر و تشکیل۔

۵- دینی کتب اور رسائل و جرائد کا اجراء۔

۶- تبلیغی جماعتیں اور مختلف ادارے و تنظیمیں۔

۷ سالانہ ماہانہ اور دیگر اصلاحی، تبلیغی پروگرام۔

۸-محفل حسن قرات۔

۹-۴۰ روزہ اور دیگر مختلف تربیتی کورسز۔

۱۰-دورۂ تفسیر القرآن۔

۱۱-دورۂ حدیث۔

۱۲-دورۂ صرف ونحو۔

۱۳-قرآن مجید کی موجودہ انداز میں اشاعت۔

۱۴-کتب احادیث کی تدوین واشاعت۔

۱۵-درس بخاری وغیرہ۔

۱۶-ختم نبوت کانفرنس۔

۱۷ سیرت کے نام پر مختلف محافل وکانفرنسز۔

۱۸-قرآن کے اردو اور دیگر عجمی زبانوں میں تراجم۔

۱۹-کتب احادیث کے مختلف تراجم۔

۲۰-کتب تفاسیر ودیگر اسلامی کتب کے تراجم۔

۲۱-عیدین کے بعد دعا مانگنا۔

۲۲-جلسوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا۔

۲۳-دیوبند کا صد سالہ جشن منانا۔

۲۴-پھر اس میں اندرا گاندھی کی شمولیت، اس کا خطاب اور اسے سپاس نامہ پیش کرنا، اسے عزت مآب کہنا، اسے کرسی صدارت پہ بٹھانا وغیرہ۔

۲۵-ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس منانا۔

یہ گکھڑوی صاحب کے جواب میں ہم نے پچیس کا عدد پورا کیا ہے ورنہ سینکڑوں ایسی مثالیں ہیں کہ دواعی و اسباب ہونے کے باوجود ان کا واضح طور پر نہ حضور اکرم ﷺ سے ثبوت ہے اور نہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ثابت ہیں۔

سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی شاطرانہ چال:

اب آیئے ہم سرفراز دیوبندی کی مکمل عبارت نقل کرکے ان کے دھوکہ وفریب کو طشت از بام کرکے دنیا کو دیوبندیوں کے امام کے کرتب دکھادیں۔ لکھا ہے

(۱) اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کے لیے علم غیب، دلوں کے بھید جاننے، حاضر ناظر اور مختار کُل ہونے کی صفت ثابت کرنا۔ (۲) تقرب لغیر اللہ کے لیئے جانور ذبح کرنا اور دیگر اشیاء کو تقرب لغیر اللہ کے لیے پیش کرنا۔ (۳) غیر اللہ سے امداد کن امداد کن کہہ کر مدد مانگنا۔

(۴) غیر اللہ کے نام کی منت ماننا اور چڑھاوا چڑھانا۔ (۵) نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کرنا۔ (۶) میت کو دفن کرنے کے بعد چند قدم پر پھر رل مل کر دعا کرنا۔

(۷) جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرتے جانا یا یہ کہتے جانا کلمۂ شہادت۔

(۸) میت کا تیجہ، ساتواں، جمعرات، دسواں، چہلم اور عرس کرنا۔

(۹) کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کی مد میں اس پر قرآن کریم یا کچھ اور پڑھنا۔

(۱۰) جہاں اور جس موقع پر ثابت نہیں وہاں ذکر بالجہر کرنا۔ (۱۱) اذان سے قبل اور بعد چلا چلا کر درود شریف پڑھنا۔ (۱۲) تعلیم کی غرض سے نہیں بلکہ بطور ذکر نمازوں کے بعد

بلند آواز سے رل مل کر ذکر اور درود شریف پڑھنا۔(۱۳) آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا۔(۱۴) پیٹ کے لیے گنجائش نکال کر دو تین دن آگے پیچھے کر کے گیارہویں دینا تاکہ کوئی جگہ ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔(۱۵) محفل میلاد منعقد کرنا اور نہ کرنے والوں کو بنظر حقارت دیکھنا ۔(۱۶) میلاد کا جلوس نکالنا۔

(۱۷) قبروں پر چراغاں کرنا اور ان پر چادریں اور پھول چڑھانا۔(۱۸) کھانا پکا کر قبروں پر لے جانا اور وہاں تقسیم کرنا۔(۱۹) مساجد میں بلاضرورت زیادہ روشنی کرنا۔ (۲۰) اسراف اور تبذیر کا ارتکاب کرتے ہوئے بازاروں اور گلیوں میں میلاد وغیرہ کے نام پر جھنڈیاں لگانا اور اس فعل کو کارِ ثواب سمجھنا۔(۲۱) قوالیاں کرنا۔(۲۲) عبدالنبی، عبدالرسول اور عبدالمصطفےٰ وغیرہ نام رکھنا۔(۲۳) قبریں پختہ بنانا اور ان پر گنبد بنانا۔ (۲۴) تعزیہ اور علم وغیرہ بنانا۔(۲۵) امام جعفر صادق کے نام پر کونڈوں کا ختم دلانا۔ الغرض یہ اور اس قسم کے دیگر بے شمار امور ہیں جو نہ تو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ حضرات صحابہ کرامؓ سے ان امور کا ثبوت ہے۔ان کا ارتکاب کرنے والے لاکھ مرتبہ بھی ان کے جواز کا اور کارِ ثواب ہونے کا دعوٰی کریں مگر ہرگز ہرگز وہ **ماانا علیہ واصحابی** کا مصداق نہیں ہو سکتے اور نہ اہلسنّت والجماعت ہو سکتے ہیں نرے دعوٰی سے کچھ نہیں بنتا...... اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء دیوبند کا دامن ان تمام رسوم باطلہ بدعات اور خرافات سے بالکل پاک ہے۔(اہلسنّت کی پہچان ص ۱۰، ۱۱)

امام الدیابنہ سرفراز صاحب نے اپنے اس اقتباس میں شرمناک الزامات اور غلیظ اتہامات عائد کرنے سے ذرا بھی حیا نہیں فرمائی، ان کا اپنے متعلق ××× خرافات سے

بالکل پاک،، ہونے کا بیان نرا دعوٰی ہے جس کی دلیل نہیں ہے، خالی دعوے سے کچھ نہیں بنتا، سطور ذیل میں ہم بیان کیے گئے ان پچیس امور کی وضاحت اور دیوبندی شاطر قلمکار کی مکاری کا محاسبہ کر رہے ہیں نمبروار ہر بات کا جواب ملاحظہ ہو!

ا.....محبوبان خدا کے لیے اہلسنّت اگر علم غیب اور حاضر وناظر وغیرہ کا عقیدہ رکھیں تو مجرم قرار پائیں جبکہ خود سرفراز دیوبندی نے ہر چیز کے لیے علم غیب مانا ہے (عبارات اکابر ص ۱۸۸) تھانوی دیوبندی کا عبدالرحیم رائے پوری کے متعلق دلوں کے بھید جاننے کا عقیدہ تھا۔(ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱) رشید گنگوہی نے بندگان خدا کو دلوں کے رازدان مانا ہے۔(تذکرۃ الرشید ص ج ۲ ص ۱۳۵) محمود الحسن نے خدا کے بعد آپ کو مالک عالم لکھا ہے۔(ادلہ کاملہ ص ۱۳۴) تھانوی نے محمد الحضرمی کو ایک ہی وقت میں کئی جگہوں میں موجود (حاضر ناظر) مانا ہے۔(جمال الاولیاء ص ۱۸۸)

۲.....ہم کوئی چیز بھی تقرّب لغیر اللہ کے لیے نہیں دیتے، سرفراز نے بہتان تراشی کی حد کر دی ہے۔ ہاں اگر دیوبندی ایسا کریں تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

۳.....ہم انبیاء واولیاء کو محبوبان خدا سمجھ کر مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ یہ کام دیوبندیوں نے بھی کیا ہے (کلیات امدادیہ ص ۹۰، نشر الطیب ص ۱۵۶، قصائد قاسمی ص ۸)

۴.....ہم نہ چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور نہ غیر اللہ کی منت مانتے ہیں۔

۵.....نماز جنازہ کے بعد دعا کو انور شاہ دیوبندی نے ثابت کہا ہے۔

(انوار الباری ج ۱۹ ص ۳۸۲)

۶.....میت کے لیے دعا ہر وقت درست ہے خواہ قبر پر یا بعد ازیں چند قدم پر، دیوبندی عیدین، جمعہ، جلسہ و درس کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت دیں۔

۷......جنازہ کے ساتھ ذکر آج دیوبندی بھی کرتے ہیں اور عبداللہ درخواستی دیوبندی کے جنازے میں بھی دیوبندیوں نے کیا تھا۔

۸......میت کے لیے مختلف ختمات اور عرس محض ایصال ثواب ہے جسے دیوبندیوں کے مرکزی پیر نے بھی درست کہا ہے۔(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۲۳ کلیات امدادیہ ص ۸۲)

۹......ایصال ثواب کے لیے قرآن پڑھنے کا انکار ہی دیوبندیوں کو اہلسنّت سے خارج کر دیتا ہے ہمارے نزدیک کھانا سامنے رکھنا شرط نہیں، جبکہ رشید گنگوہی نے سامنے رکھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لکھا ہے۔(فتاوی رشیدیہ ص ۱۵۲)

۱۰......ذکر بالجہر غیر ممنوع اوقات کے علاوہ جب چاہیں کر سکتے ہیں، کوئی قید نہیں اگر کچھ علم کی لاج ہے تو منع کی دلیل دو، اہلسنّت کا عمل کسی آیت وروایت کے ہرگز خلاف نہیں۔

۱۱......اگر درود شریف بغیر چلائے اذان سے قبل اور بعد پڑھ لیں تو گویا آپ کو بھی اعتراض نہیں کیوں کہ اعتراض صرف چلا کر پڑھنے پر ہے۔

۱۲......نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی ذکر بخاری جلد ا ص ۱۱۶ پر ہے۔

۱۳......دیوبندیوں نے لکھا کہ انگوٹھے چومنا مستحب ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۰)

۱۴......گیارہویں کو دیوبندیوں نے مان لیا ہے، (مواعظ میلادالنبی ص ۶ ۷ ۱۳ از اشرفعلی تھانوی فتاوی رشیدیہ ص ۱۶۴ از رشید احمد گنگوہی، فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۲۳، کلّیات امدادیہ ص ۸۲، از حاجی امداداللہ) دن کا تقرر خود دیوبندی نہیں مانتے جس سے واضح ہے کہ پیٹ کی فکر ہمیں نہیں دیوبندیوں کو ہے، آج پیٹ کی خاطر کیئے گئے مکروہ دھندوں کی سزا

سرفراز گکھڑوی اپنی قبر میں خوب بھگت رہے ہوں گے۔

۱۵......اگر کوئی محفل میلاد کا منکر نہ ہو تو نہ کرنے پر ہم اسے حقارت سے نہیں دیکھتے، محفل میلاد خود دیوبندیوں نے بھی کی ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ج ۲ ص ۲۸۴)

۱۶......میلاد کا جلوس خود دیوبندی بھی ربوہ میں نکالتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں بھی یہ کام کرتے رہے ہیں ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''آؤ میلاد منائیں''۔

۱۷......قبر پر چراغاں زائرین کے لیے ہوتا ہے، کیا دیوبندیوں نے کبھی کسی قبر پر بلب ٹیوب اور چراغ نہیں جلایا، رہ گیا پھول وغیرہ کا معاملہ تو انور شاہ نے لکھا ہے کہ صحابہ نے قبر پر ٹہنیاں وغیرہ رکھنے کی وصیت کی تھی۔ (انوار الباری ج ۸ ص ۲۵۱)

۱۸......کھانا پکا کر قبروں پر تقسیم کرنا بدعت ہے تو کھانا پکا کر سرفراز کے گھر یا مدرسہ و خانقاہ میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟ قبروں پر صرف تبرک کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

۱۹......مساجد میں بلا ضرورت روشنی ہم نہیں کرتے، جلسوں کے موقع پر دیوبندیوں کا چراغاں کس دلیل سے ثابت ہے کیا وہ نظر نہیں آتا؟ یا عمداً اندھے بنتے ہو؟۔

۲۰......میلاد شریف کے موقع پر کی گئی آرائش کو فضول خرچی کہنے والے سرفراز کو اپنی پارٹی کی سیرت اور دیگر کانفرنسوں پر ایسا اہتمام کیوں بھول گیا۔

۲۱......ہم قوالی کو درست نہیں کہتے، جب کہ دیوبندیوں کے وظائف میں سے ایک وظیفہ قوالی، گھڑا بجانا، تالی بجانا اور غزل گانا ہے۔ (عطاء اللہ شاہ ص ۱۸۲ از شورش کاشمیری)

۲۲......عبد النبی وغیرہ نام رکھنا دیوبندیوں نے مانا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۷۱، ۱۳۵)

۲۳......قبر پکی کرنا اور عمارت میں بنانا دیوبندیوں کو تسلیم ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۸۹)

۲۴......تعزیہ وعلم ہمارے ہاں نہیں خود تھانوی نے لکھا ہے کہ تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔

(افاضات یومیہ ج ۳ ص ۲۸۹)

یعقوب نانوتوی نے تعزیہ والوں کی حمایت کا فتوی دیا ہے (ایضاً ج ۳ ص ۲۹۰)

۲۵......مرّوجہ ختمات کو دیوبندیوں نے مانا ہے ملاحظہ ہو! فتاوی رشیدیہ ص ۱۵۲، صراط مستقیم ص ۵۵، فارسی ص ۶۷ اردو فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۲۳، کلیات امدادیہ ص ۸۲ شمائم امدادیہ ص ۶۸، امداد المشتاق ص ۸۸

تمام ختمات میں ختم امام جعفر صادق بھی ہے لہٰذا وہ بھی درست ہے۔

ہرچند واضح ہو گیا کہ دیوبندی ××× محدث اعظم،، سرفراز دیوبندی نے عوام الناس سے مکروہ کھیل کھیلتے اور گھنوؤنی سازش کرتے ہوئے پچیس امور گنوائے ہیں، جو کہ ہماری وضاحت کے ساتھ درست اور جائز ہیں اور خود دیوبندی بھی ان امور سے [illegible]ط نہیں، اگر اہلسنّت اس وجہ سے مطعون ہیں تو دیوبندی بھی نہیں بچ سکتے، اس زمرہ میں خود وہ بھی آرہے ہیں لہٰذا دیوبندیوں کو اعلان کر دینا چاہیئے کہ وہ خود بھی اہلسنّت سے خارج ہیں۔

؎ نہ بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

کیا یہ اہلسنّت ہیں؟

بات کو آخر تک پہنچاتے ہوئے ہم دیوبندیوں کے مکروہ چہرے سے ذرا نقاب سرکا ہی دیتے ہیں تا کہ خود کو اہلسنّت کے واحد ٹھیکیدار باور کرانے والوں کی اصلی صورت دیکھ کر

لوگ فیصلہ کرسکیں کیا اہلسنت ایسے ہوتے ہیں۔ چند امور ملاحظہ ہوں!

۱......دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالی کو غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۴،فیض الباری ج ۱ ص ۱۵۱)

۲......ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۷، براہین قاطعہ ص ۵)

۳...... ہر برے کام جو بندہ کرسکتا ہے وہ خدا بھی کرسکتا ہے۔

(الجہد المقل ج ۱ ص ۴۱، ۸۳)

۴......اللہ تعالی کو زمان و مکان اور جہت سے پاک جاننا حقیقی بدعت ہے۔

(ایضاح الحق ص ۱۵۳)

۵......خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی کرنا جاہلوں کا کام ہے۔(تحذیر الناس ص ۴، ۵)

۶......اگر آپ کے زمانے میں یا بعد میں بھی کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔(ایضا ص ۱۲، ۲۸)

۷......ختم نبوت کا معنیٰ ××نبوت کا دروازہ بند ہوگیا،، کرنا دھوکہ دینا ہے۔

(خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۴۹ مطبوعہ ملتان)

۸......نجات وہدایت صرف رشید گنگوہی کے طریقہ پر چلنے میں ہے۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

۹......حق وہی ہے جو رشید گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے۔(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

۱۰......رشید گنگوہی بانی اسلام (اللہ تعالی یا رسول اللہ ﷺ) کا ثانی ہے۔ (مرثیہ ص ۵)

۱۱......حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رشید گنگوہی کی مسیحائی (کمالات) زیادہ ہے۔

(مرثیہ ص ۲۳)

۱۲......تھانوی دیوبندی متبع سنت ہے اس لیئے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرفعلی پڑھنا درست ہے۔

(الامداد ص ۳۵،۳۴)

۱۳......رحمۃ للعلمین صرف حضور ہی نہیں اور بھی ہو سکتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۲۴۵)

۱۴......حضور کے علم جیسا علم غیب ہر بچے پاگل اور تمام جانوروں کو بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان ص ۸)

۱۵......شیطان اور ملک الموت کے علم محیط زمین کی دلیل ہے لیکن حضور کے علم محیط زمیں کی کوئی دلیل نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

۱۶......ابلیس اور ملک الموت کے لیے ساری زمین کا علم ماننا ایمان ہے اور حضور کے لیے ماننا شرک ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

۱۷......انبیاء کرام کو ہر جھوٹ سے پاک سمجھنا غلطی ہے۔ (تصفیۃ العقائد ص ۲۸،۲۵)

۱۸......انبیاء کرام کی بارگاہ میں گستاخی کر کے تاویل کرلے تو کافر نہیں۔

(امداد الفتاوٰی ج ۵ ص ۳۹۳)

۱۹......رسولوں کا کمال صرف یہی ہے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں (بلغۃ الحیران ص ۲۴۴

(

۲۰......صحابہ کرام کو کافر کہنے والا اہلسنّت ہی رہتا ہے۔(فتاوی رشیدیہ ص ۲۷۶)

۲۱......امام حسین ظاہر و باطن کے کورے تھے۔(بلغتہ الحیر ان ص ۳۹۹)

۲۲......امام حسین سے ضیاء الحق اچھا تھا۔(مظلوم کربلا ص ۱۰۰)

۲۳......ذکر شہادت حسین صحیح روایات سے بھی کرنا حرام ہے۔(فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۸)

۲۴......رسول اللہ کے فرمان کو شریعت کا درجہ دینا شرک ہے۔(تقویۃ الایمان ص ۶۹)

۲۵......راتوں کو مزار کا طواف کرنا چاہیے۔(تصوف اسلام ص ۴۱)

یہ سرفراز دیوبندی کے پسندیدہ عدد کے مطابق پچیس امور کی نشاندہی کی گئی ہے، جو نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ان کا ثبوت ہے۔

قارئین انصاف فرمائیں! کیا ایسے عقائد و نظریات کے حامل اہلسنّت ہو سکتے ہیں۔

سرفراز دیوبندی کا جھوٹ:

گکھڑوی دیوبندی نے آخر مضمون میں یہ کذب بیانی بھی کی کہ ※※ ہم جیسا بزرگوں کا قدردان اور کوئی نہیں ہے۔ ہمارے اکابر میں سے کوئی کسی بزرگ کی توہین کا مرتکب نہیں ہوا، جو لوگ بزرگان دین کی طرف علم غیب، حاضر و ناظر اور تقسیم رزق وغیرہ کی باطل نسبتیں کرتے ہیں کیا وہ ان کی تعظیم کر رہے ہیں۔(اہلسنّت کی پہچان ص ۱۲)

جہاں تک بزرگوں کی توہین کا معاملہ ہے تو گذارش یہ ہے کہ دیوبندی اپنے خود ساختہ

بزرگوں کی قدر ضرور کرتے ہوں گے لیکن ہم سنی مسلمانوں کے بزرگوں کے بہر حال بے ادب ہیں، جب انھوں نے انبیاء کرام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وسلم کو نہیں چھوڑا حتی کہ خدا تعالیٰ کو معاف نہیں کیا تو پیچھے کیا رہ گیا (حوالہ جات اوپر گذر چکے ہیں)

خود تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ ہم...... گستاخ ہیں (افاضات یومیہ ج٦ ص ٣١٢)

خضر حیات دیوبندی نے مانا ہے کہ دیوبندیوں نے گستاخیاں کی ہیں۔

(المسلک المنصور

ص ١٧٠، ١٦٧، ١٧٣، ١٦٣، ١٦٨)

تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی تو کسی نے حمایت نہیں کی۔ (افاضات یومیہ ج ۵ ص ۲۹٦، قصص الاکابر ص ۱۵۹)

حمایت نہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ کتاب اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے۔

باقی رہا علم غیب حاضر و ناظر اور تقسیم رزق کا مسئلہ تو دیوبندیوں نے رشید گنگوہی کو ""مربی خلاق،، کہہ کر تقسیم رزق کی نسبت اس کی طرف کی ہے۔ (مرثیہ ص ۹)

امداد اللہ مہاجر مکی نے کہا:

اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ٦١)

یہاں حاضر و ناظر اور علم غیب دونوں آگئے۔ اب سرفراز دیوبندی کو علم ہو چکا ہو گا کہ اہلسنّت سے خروج، گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب، رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کی مخالفت اور باطل عقائد سب کچھ دیو بندیوں کے گھر میں ہے۔ لہذا دوسروں پر فتوے نہ لگائیں بلکہ ؎ یہ گھر کی چیز ہے گھر میں ہی رہے تو اچھا ہے

بریلوی اہلسنّت اور اہل حق ہیں

اپنی دکان چمکانے اور عقیدت مندوں کے ہجوم کو قائم رکھنے کے کی خاطر محض تعصب، ضد اور جہالت کی بناء پر اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی حضرات کے خلاف شوروغوغا کرنے والے دیو بندیوں کی چند عبارات ملاحظہ کیجیے کہ انھوں نے چاروناچار بالآخر مان ہی لیا ہے کہ اہلسنّت و جماعت برحق ہیں۔

ا......کوثر نیازی دیو بندی نے لکھا ہے:

ادریس کاندہلوی صاحب نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: احمد رضا خان تمھیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا، تم نے سمجھا کہ انھوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا، جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔ (روزنامہ جنگ لاہور ص ۷، مورخہ ۱۹۹۰، ۱۰، ۳۱)

معلوم ہوا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ محب رسول تھے۔ آپ کا مقام بہت بلند ہے آپ کی بخشش دیو بندیوں کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ لگانے سے ہی ہو جائے گی۔

۲......اعزاز علی دیو بندی نے لکھا ہے:

ہم دیو بندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم

دین ہے تو وہ احمد رضا بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر، اور بلند خیال، علو ہمت، عالم دین ،صاحب فکر ونظر پایا ہے۔ (۵ رسالہ النور تھانہ بھون ص ۴۰، شوال ۱۳۴۲ھ بحوالہ طمانچہ)

۳...... شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے:

مولانا احمد رضا خاں ...... بہت بڑے عالم اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ بحوالہ طمانچہ
)

۴...... اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ:

اور وہ (بریلوی حضرات) نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔

(افاضات یومیہ ج ۷ ص ۵۲ ملتان)

معلوم ہوا کہ بریلوی حضرات اس قدر راسخ العقیدہ اور برحق لوگ ہیں کہ دیوبندی ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی اچھا عمل سمجھتے ہیں۔ واضح ہوگیا کہ آج کل دیوبندیوں کا اہلسنّت کے خلاف شور وغوغا باطل ومردود ہے۔ اہلسنت بریلوی برحق اور نجات یافتہ لوگ ہیں۔